بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولذلک فلیعمل العاملون

عطیہ حافظ محمد عمر بک چشتی
نظامی محلہ نواباں بہاولپور

مخزن الاسرار
و
سلطان الاوراد

مصنفہ

فقیر نور محمد سروری کلاچوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	حمد و تعریف ذات اللہ تعالیٰ ذوالجلال لم یزل ولایزال جلّ شانہٗ وعزّ برہانہٗ	(۲)
۲	اتصال و معیّت پتلۂ خاک باآں ذات پاک جل جلالہٗ	۴
۳	نعت حضرت سیّد لولاک صلی اللہ علیہ وسلم	۵
۴	عرض حال مؤلف وسبب تالیف وخصوصیات کتاب	۹
۵	تعریف وتاثیر کلام اللہ ووجہ عدم تاثیر اور کتاب ہذا کے اجزاء ترکیبی یعنی پنج گنج	(۱۳)
۶	اوّل گنج رسالہ روحی اور اسکی شرح۔ کامل عارفین اور اولیا کاملین کے کلام کی حقیقت	(۱۷)
۷	رسالہ روحی اور حدیث کنت کنزاً کی معنی المعنی اور تفسیر التفاسیر	۲۷
۸	ذکر سات مراتب وتعینات وتنزلات ذات واجب الوجود مع تفصیلات	(۲۸)
۹	فرق درمیان مراتب الٰہیہ ومراتب کونیہ اور مرتبۂ حضرت انسان	۳۴
۱۰	مراتب تعینات وتنزلات اور مراتب الٰہیہ وکونیہ کا نقشہ	۳۶

۱۱	سات مراتب مذکورہ کے مطابق سات تنزعات و ظہورات کائنات و ظہور سات سلطان الفقراء	(۳۷)
۱۲	عارف سالک کے اثناء سلوک میں عروج و نزول کے وقت دائرہ ربوبیت و دائرہ عبودیت سے قابہ قوسین کا ظہور	(۳۸)
۱۳	دنیا میں تین قسم کے مجوبین، مجذوبین اور محبوبین لوگوں کا بیان	۴۴
۱۴	رسالہ روحی پر بعض کور چشم ظاہربین خشک مزاج ملاؤں کے بعض اعتراضات کے جواب	(۴۷)
۱۵	فقر کی تعریف اور اسکی حقیقت اور فقر کے متعلق حضرت ابی ذر غفاری کی طویل حدیث	۵۲
۱۶	فقر خاص الخاص اور فقر محمدی صلعم کے حقیقی خد و خال	۷۱
۱۷	اوّل سلطان الفقراء حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا علیہ کے حالات	۷۲
۱۸	دوم سلطان الفقراء حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات	۸۰
۱۹	سوم سلطان الفقراء حضرت قطب ربانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ، کے حالات	(۸۸)
۲۰	حضور کے ابتدائی مجاہدات و ریاضات کے حالات	۹۳
۲۱	حضور کے ایک دفعہ جنگل میں حضرت خضرؑ سے ملاقات کا واقعہ	۹۴
۲۲	حضور کو حضرت سرور کائنات صلعم اور حضرت علیؓ کیطرف سے وعظ فرمانے کا امر	۹۵
۲۳	حضور کے کشف کرامات و خوارق عادت	۹۷
۲۴	حضور کے اللہ تعالیٰ کے قضاؤ قدر میں تصرف کا بیان	۱۰۲
۲۵	شاہراہ سلوک میں حضور کے طیر سیر کی تیزی اور فضائے باطن میں حضور کی سرعت پرواز	۱۰۳
۲۶	حضرت شیخ بقا ابن بطو کے متعلق آپکے حالات اور آپکے خلیفہ حضرت شیخ صدقہ کا واقعہ	۱۰۴
۲۷	باطن میں ہر ولی اور ہر سالک ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے	۱۰۷

۲۸	ہمارے آقائے نامدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ذاتی تھا	۱۱۰
۲۹	جملہ انبیاء سابقین کے آنحضرت صلعم کی اُمت میں شمولیت اور آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ کی توجیہ	(۱۱۲)
۳۰	دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا امکان اور آنحضرت صلعم کو دو دفعہ دیدار کا بیان	۱۱۴
۳۱	معراج حضرت سرور کائنات صلعم کی حقیقت اور اسکی کیفیت کا بیان	۱۳۰
۳۲	حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے لقب محی الدین قدس سرہ سے سرفراز ہونیکی حکایت	۱۳۳
۳۳	سات سلطان الفقراء کو اصلی مجدد دین دین متین کی حیثیت حاصل ہے	۱۳۸
۳۴	حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ کا ارشاد گرامی: اے اہل مشرق، اے اہل مغرب الخ	۱۴۰
۳۵	قادری طریقے کے دوسرے طریقوں پر فضیلت کا بیان	۱۴۲
۳۶	حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کے فرمان قدمی هذه علیٰ رقبة کل ولی اللہ کا بیان	۱۴۷
۳۷	تمام بانیان طریقت کے حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ سے فیوضات حاصل کرنیکا بیان	۱۵۰
۳۸	حضور کی تاریخ پیدائش و تاریخ وصال اور آپکی عمر شریف	۱۶۲
۳۹	چوتھے سلطان الفقراء حضرت پیر عبد الرزاق کے حالات	۱۶۳
۴۰	پانچویں سلطان الفقراء سلطان العارفین برہان الواصلین فنافی عین ذات یاہو حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات	(۱۶۵)
۴۱	غنیۃ الطالبین حضرت پیر محبوب سبحانی کی تصنیف نہیں ہے	۱۶۸
۴۲	حضور کی والدہ ماجدہ حضرت مائی راستی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا آپکے نام باہو رکھنے کا بیان	۱۷۴
۴۳	حضور کے بچپن کے حالات	۱۷۹
۴۴	حضور کے مزار مقدس کے حالات اور حضور کی قبر سے ظہور نور کا بیان	۱۸۱
۴۵	حضور کی تصنیفات کا حال	۱۹۰
۴۶	آنحضرت صلعم کے بیعت کا حال	۲۰۲

۴۷	حضور کے فیوضات و برکات کے دو بڑے ظہورات	۲۱۲
۴۸	کشف و کرامات کی دو قسمیں	۲۱۳
۴۹	حضور کے دہلی کے سفر کے حالات	۲۱۶
۵۰	حضور کے اپنے خلیفہ سلطان نور زنگ رحہ کے ہمراہ پہاڑ سون سکیسر کے مقام کلر کہار میں خلوت کا حال	(۲۲۲)
۵۱	حضور کے دو دفعہ شغل کا تنبکاری اختیار کرنے کا بیان	۲۲۸
۵۲	حضور کے ایک مفلوک الحال سید کو ایکدم میں مالامال کرنیکا حال	۲۲۹
۵۳	آپکے خلیفہ حضرت گل محمد سندھی صاحب رحہ کے حالات	۲۳۵
۵۴	حضرت شیر شاہ صاحب رح کے ساتھ آپ کے باطنی معاملے کا بیان	۲۴۶
۵۵	حضرت کے ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے سیر سفر کے حالات	۲۵۲
۵۶	حضور کے کرامت سے ایک بیری کے درخت کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا بیان	(۲۵۵)
۵۷	حضرت محسن شاہ صاحب رحہ گیلانی سکنہ گھوٹکی کی فیض یابی کے حالات	۲۵۷
۵۸	حضرت کے وصال کی تاریخ	۲۶۲
۵۹	گنج اول رسالہ روحی شریف معہ ترجمہ	۲۶۵
۶۰	گنج دوم دعا سیفی یعنی حرز یمانی معہ ترجمہ و اسناد	۲۸۲
۶۱	گنج سوم صلوٰۃ الکبریٰ و فضیلت درود شریف	۳۱۳
۶۲	گنج چہارم قصیدہ باز اشہب و اسماء یازدہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ	۳۸۰

مکتبہ حافظ محمد شریف چشتی
نظامی محلہ نوابان بہاولپور

تصحیح اغلاط

کتاب مخزن الاسرار وسلطان الاوراد طبع دوم میں بعض مقامات پر سہو کتابت سے کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں جن کی درستی نہایت ضروری ہے۔ اور کچھ امور وضاحت طلب ہیں۔ جن کو ناظرین کے فائدہ کے لئے تحریر کیا جاتا ہے (مصنف)

(۱) صفحہ ۲۶۸ کی پہلی سطر پر لفظ اَلْمُقَلَّبُ غلط ہے۔ اَلْمُلَقَّبُ صحیح ہے۔

(۲) صفحہ ۲۸۷ سے دعاء سیفی شروع ہوتی ہے۔

(۳) واضح ہو کہ دعاء سیفی میں بعض جگہ مثلاً ص ۳۰۵ پر جو حروف مقطعات مثل ک ف ق اور ص ۳۰۷ پر مثل م ص م وغیرہ درج ہیں، انہیں زبانی طور پر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بعض دعاؤں میں محل اجابت، محل محبت، مقہوری اعداء اور دفع شر کے لئے اشارات ہیں۔ دعا پڑھنے والا ترجمہ سے دعا کا مفہوم معلوم کر کے اپنے دل میں اپنے مطلب اور مراد کی طرف خیال کر لیا کرے۔

(۴) قصیدہ غوثیہ میں ص ۳۷ اور سطر نمبر ۱ سے پہلے یہ شعر رہ گیا ہے۔ اس مقام پر پڑھ لیا کریں۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ ٭ فَهِمْتُ بِسَكْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

(۵) قصیدہ باز اشہب میں ص ۳۸۰ سطر نمبر ۱۸ کے بعد یہ شعر پڑھا جائے۔

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَّلَا اُمْنِیَةً ٭ اَرْجُوْا وَلَا مَوْعُوْدَةً اَتَرَقَّبُ

(۶) صفحہ ۳۴۰ سطر نمبر ۴ پر تُغْنِنَا غلط ہے۔ تُغْنِیْنَا صحیح ہے۔ صفحہ ۳۲۲ سطر نمبر ۵ پر فَضْلُتُهٗ غلط ہے۔ فَضَّلْتَهٗ صحیح ہے۔ صفحہ ۳۴۷ سطر نمبر ۳ پر رُخْصَتِ الْاَشْیَاءَ غلط ہے رَخُصَتِ الْاَشْیَاءَ صحیح ہے۔

(۷) درود صلوٰۃ الکبریٰ کے روزانہ کے اوراد مندرجہ ذیل صفحات سے مندرجہ ذیل دنوں سے شروع ہوتے ہیں

صفحہ ۳۱۹ جمعہ، صفحہ ۳۲۶ ھفتہ، صفحہ ۳۳۲ اتوار، صفحہ ۳۳۷ سوموار صفحہ ۳۴۷ منگلوار، صفحہ ۳۵۰ بدھوار، صفحہ ۳۵۷ جمعرات

بار دوم　　　　قیمت فی جلد ۵/ روپے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

وَلِمِثْلِ ذٰلِکَ فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ ؕ

مخزن الاسرار
و
سلطان الاوراد

از قلم
فقیر نور محمد سروری کلاچوی

...لامی محلہ نوابان بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيءٍ عليم ‌ۖ
ليس كمثله شيءٌ وهو السميع البصير ‌ۖ والحمد لله
رب العالمين ۝ والصلوٰة والسلام على رسوله محمد وآله
واصحابه واهل بيته اجمعين ۝

سب تعریف اس پاک ذات واجب الوجود کو زیبا ہے جس کے کُنہ کے اظہار میں نورِ اوّل کے نون نکتہ شناس کا دائرۂ نطق تنگ ہے۔ اور جس کے بیانِ معرفت میں علمِ قدیم کا قدم لنگ ہے۔ جس کی تعریف میں عارفِ اوّل اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتا ہے۔ کہ ما عرفناك حق معرفتك اور جس کی توصیف میں اُستادِ عقلِ کل اپنے عجز کا اعلان صاف کرتا ہے کہ لا احصی ثناءً علیك كما اثنیت علی نفسك اس کے جمالِ بے مثال کی حمد میں قلمِ تحریر شکستہ ہے۔ اور اُس کے جلالِ باکمال کی مدح میں زبانِ تحریر بستہ ہے۔ من عرف ربهٗ فقد كلّ لسانهٗ اسی پر دال ہے۔ اور العجز عن المعرفة معرفةً عارفوں کا آخری حال ہے اس مقام پر عارفوں کو سوائے حیرت کے اور کچھ حاصل نہیں کیونکہ اس بحرِ بے پایاں کا کوئی ساحل ہی نہیں۔ تمام

عقل کے قافلے اس خونخوار وادی میں سنگسار اور کل کوشش کی کشتیاں اِس بحرِ ناپیدا کنار میں شکستہ اور بیکار ہوئیں ؎

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختۂ بر کنار

سچ ہے، کہاں یہ مشتِ خاکِ بے ادراک، اور کہاں وہ نیّرِ نورِ پاک ما للتراب و ربّ الارباب۔ کجا یہ نفسِ حادث پُر ہوس و ہوا اور کجا وہ ذاتِ قدیم وراء الوراء ثمّ وراء الوراء۔ ابیات مؤلف عفی عنہ؛

ایکہ بے نام و نشانی کیستی — ایکہ نزدیکم ز جانی کیستی؟
ایکہ در ہر ذرّہ می بینم ترا — ایکہ اندر لامکانی کیستی؟
ایکہ نزدیکی تو از حبل الورید — ایکہ بیروں از گمانی کیستی؟
گاہ بر طورِ دلم جلوہ کنی — گاہ گوئی لن ترانی کیستی؟
بے نشانی، ہمیشانی، بے مثل — ایکہ بودی، نیز آنی کیستی؟
اوّل، آخر، ظاہر و باطن توئی — ہم عیانی ہم نہانی کیستی؟

سروری را حیرت اندر حیرت است
تو خدائی خود تو دانی کیستی؟

با ایں ہمہ چونکہ ہر دو ذاتِ واجب و ممکن اور ہستی حادث و قدیم کے درمیان ایک خفی رابطۂ نور اور پوشیدہ رشتہ ظہور ہے

اور بمقتضائے واما بنعمۃ ربک فحدث اس کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا اظہار ضروری ہے۔ لہٰذا انسان کامل کا آلۂ تقریر اور وسیلۂ تحریر اگرچہ بظاہر آوازِ زبانی اور الفاظ و عبارت انسانی ہے مگر فی الحقیقت القاء رحمانی اور الہام ربانی ہے۔ اور اگرچہ وہ ذات غیر مخلوق نور دائرۂ عقل و قیاس سے بہت دور، اور ظاہری حواس اور عقلی ادراک سے مخفی اور مستور ہے لیکن اُس کنزِ مخفی کو خود چونکہ مکشوف اور معروف ہونا منظور ہے۔ لہٰذا ہر کامل انسان حاملِ بارامان اور خلیفۂ حق سبحان کا وجود اُس کے تجلیاتِ ذات کیلئے مثل موسیٰ، اُس کا سینہ اسرارِ صفات کے لئے بمنزلۂ وادیٔ سینا، اُس کا جسم انوارِ افعال کے واسطے گویا شجرۃ النور اور اُس کا قافِ قلب تجلیاتِ اسماء کیلئے مثل کوہِ طور ہے۔ سو عارف کامل کا وجود اللہ تعالیٰ کے جملہ اسماء و صفات کا مظہر اتم اور آئینۂ حق نما ہے۔ اور اسی میں وہ خود بخود پرتو فگن اور جلوہ آراء ہے۔ اسی آئینے میں دیکھتا ہے۔ اپنا جمالِ جہاں آراء اور خود ہے شاہد و خود مشہود، اور خود ناطق و خود منطوق یعنی خود بینا ہے اور گویا نور علیٰ نور یہدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاءُ۔ وما ینطق عن الھویٰ اِن ھو الا وحیٌ یوحیٰ۔

تراز دوست بگویم حکایتے بے پوست
همہ از وست دگر نیک بنگری همہ او ست
جمالش از ہمہ ذرات کون منکشوف است
حجاب تو ہمہ پندار ہائے تو بر تو ست

اور ہزاروں ہزار صلوات طیبات اُس نبی الحیات، مجمع الحسنات معدن الخیرات، سید السادات، فخر موجودات اور سرورِ کائنات ختم الانبیاء - احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو کہ جن کی ذات والا صفات مرکز دائرۂ کائنات ہے اور جن کا ظہور پُر نور عنوانِ صفحۂ موجودات ہے۔ آپ کا جسد بے حد وہ شجرِ طیبہ ہے کہ جس کا اصل ثابتٌ فی الارض اور فرع رافعٌ فی السماء ہے - آپ کا وجود باجود برزخ آیاتِ کبریٰ اور آئینۂ حق نما ہے - آپ کا ظاہر و باطن، صورت و سیرت اور خلق و خلق تمام خلقِ خدا سے افضل و اعلیٰ ہے - ؎

وَاَجمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطِ عَیْنِیْ
وَاَکمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ:- کسی آنکھ نے تجھ سے زیادہ خوبصورت انسان نہیں دیکھا اور کسی ماں نے تجھ سے زیادہ کامل بچہ جنا ہی نہیں ہے۔ تو ہر عیب سے پاک پیدا ہوا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے اُسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح تُو نے پیدا ہونا چاہا ہے۔

آپ عبودیت کے اعلیٰ مراتب سے متحقق اور اصطفائیت کے خاص اخلاق سے متخلق ہیں حضور روحِ روانِ جسدِ کونین اور عینِ حیاتِ دارین ہیں۔ آپ کی جناب ترجمانِ زبانِ قدیم اور علم ما کان وما یکون کی علیم ہے حضور بمصداق اجسادنا ارواحنا مجسم نوری لطیفۂ لطفِ ذاتِ خلاق اور ہردو غیب وشہادت میں اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اتم اور آیتِ اعظم انفس وآفاق ہیں حضور کے نفسِ ناطقہ کے نونِ اوّل نے سب سے پہلے کُنتُ کنزاً مخفیاً کے بحر الغیوب میں غوطہ لگایا۔ اور حضور کی لسانِ حق ترجمان نے دستِ قلم کی صورت میں قِدم کی سیاہی سے صفحۂ حدوث پر اظہارِ اسرار فخلقت الخلق فتعرفت الیھم فبی عرفونی کی ترجمانی کا حق ادا فرمایا۔ جناب ایک طرف تو بمصداق قُل انما انا بشرٌ مثلکم خالِ حدوث کے داغ سے داغدار ہیں اور دوسری طرف یوحیٰ الیّ کے قدیم رنگ صبغۃ اللہ سے رنگدار ہیں۔ یہی وہ برزخِ کبریٰ ہے جس نے عبودیت اور ربوبیت اور حدوث وقدم کی دو کمانوں کو آپس میں ملایا۔

ادہر مخلوق میں شامل ادہر اللہ سے شاغل
کمال اُس برزخِ کبریٰ میں تھا حرفِ مشدّد کا

قدرت نے ضدین وجوب و امکان کے اجتماع کیلئے یہی ایک مکمل وسیع و عریض ظرف پایا ہے

تقدیر نشانید بیک ناقہ دو محمل سلمائے حدوثِ تو ولیلائے قدم را

جملہ علماء کالب و دہانِ شریعت جناب کے رشحاتِ ابرِ علم الیقین سے تر اور سیراب ہے۔ گلِ اولیاء کا گلشنِ طریقت حضور کے بحرِ عین الیقین سے سرسبز و شاداب ہے۔ اور تمام انبیاء مرسلین کے فلکِ حقیقت پر جس قدر بھی نجوم و اقمارِ اسرار درخشندہ و تابندہ نظر آرہے ہیں ان سب کا ماخذ و معدن حضور پرنور کے حق الیقین کا آفتابِ عالمتاب ہے

عالم نمے از رشحۂ بحرِ کرمِ اوست ‏ آدم کفِ پائے زغبارِ قدمِ اوست

آدم شدہ بیدار و ہنوز او بشکرِ خواب ‏ شاباش وجودے کہ طفیلِ عدمِ اوست

عیسیٰ کہ چو خورشید زند خیمہ بر افلاک ‏ در آرزوئے سایۂ عالی علمِ اوست

دُر در شکمِ بحرِ نہان است و دلِ او ‏ دُر لیست کہ صد بحرِ نہان در شکمِ اوست

شادیٔ جہاں کرد فدائے غمِ امت

دانست کہ شادیٔ جہانے بغمِ اوست

دل چاہتا ہے کہ حضور کی شانِ عظمت نشان میں ہر زبان، ہر زمان اور مکان بلکہ تمام جہان کی تعریفیں اور توصیفیں جمع

کر دی جائیں لیکن نہ قلمِ تحریر میں یہ تاب و توانائی ہے اور نہ دل و دماغ کوتاہ اندیش میں وہ وسعت و پہنائی ہے کہ حضورؐ کی شان و رفعنا لک ذکرک کا حق ادا کر سکے سبحان اللہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ تو حضور کی بڑی تعریف فرماتے ہیں اور حضور کے ذکر اور شان کو بلند کرتے ہیں۔ لیکن کئی ایسے منافق حاسد کور چشم بھی ہیں جو آپکی شان کو اُلٹا پست کرتے اور آپ کی تعریف سے چڑتے اور اُسے ناپسند کرتے ہیں۔ افسوس صد افسوس! حضور کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے لیکن کیا کیا جائے۔ نہ ہمارے عقل و فہم نارسا میں اس قدر وسعت اور نہ قلمِ تحریر میں اس قدر دم ہے جس سراج منیرا کو خود خدائے تعالیٰ نے روشن اور منور کیا ہو اور جسے دن بدن بڑھانا اور پھیلانا چاہے بھلا اُسے کون بجھائے بلکہ بجھانے اور مٹانے والے خود بجھ جائیں گے اور مٹ جائینگے۔ اور یہ ذاتی نیرّ اعظم ابدالاباد تک اپنی شان نمایاں کے ساتھ فلک الافلاک پر درخشندہ اور تاباں رہے گا۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون ۝

واضح رہے کہ کفر اور شرک کے اس تاریک دور اور الحاد و دہریت کے اس اندھے زمانے میں جبکہ کامل مردانِ خدا کا

ملنا نہایت نادر، سخت مشکل بلکہ تقریباً محال ہے۔ اور عارف کامل واصل کا وجود دنیا میں عنقا مثال ہے۔ یعنی سخت قحط الرجال ہے نہ کوئی صاحبِ حال ہے اور نہ حال کے موافق کسی صاحبِ قلم کا قال ہے۔ دنیا میں کتابیں اور تصانیف تو بے شمار ہیں۔ لیکن اکثر بے ہودہ، یاوہ گو، مردہ دل اور زندہ زبان مصنفین کی تحریر بے تاثیر کے دفترِ بے معنے اور لسان و طرارہ اور بے عمل عالموں کے گفتارِ بے کردار کے انبار ہوا کرتے ہیں۔ جن کے مطالعے سے تضیعِ اوقات اور وقتی مشغلہ کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس فقیر کو اس زمانے میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی جو سراسر نور ہو اور نرے حال سے معمور ہو۔ جسے خالی پڑھنے سے ہی پڑھنے والوں کو تاثیر ہو جائے۔ اور بغیر ریاضت و مجاہدہ زندہ دل اور روشن ضمیر ہو جائے۔ چنانچہ اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پر آج طالبانِ حق کے لئے اس کتاب کے اندر پانچ ایسے نادر و نایاب روحانی تحفے جمع کئے ہیں۔ جن کے دن رات خالی پڑھنے سے ہی طالب کو انشاءاللہ گنجِ بے رنج، رازِ بے ریاضت اور مشاہدہ بے مجاہدہ حاصل ہو جائے گا۔ اور بغیر محنت و ریاضت جلدی

طالب صادق اللہ تعالیٰ سے واصل اور حضور پُر نور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ کتاب کلید کنز کونین اور مفتاح گنج سعادت دارین ہے یہ تمام دینی و دنیوی مشکلات کے قفلوں کی ایک کامل وکامیاب کنجی ہے۔ اے طالب سعادتمند! اگر تیرا بخت یاور اور ہماری بات پر باور ہے تو یقین رکھ کہ جس وقت تو اسے پورے ادب واحترام، حسن اعتقاد واخلاص سے دن رات پڑھیگا تو ضرور اپنا دامن جملہ دینی ودنیوی مرادوں اور اپنی گود گوہر مقصود سے بھر لیگا۔ یہ کتاب تشنہ مستسقی طالبانِ حق کے لئے گویا چشمۂ آبِ حیات ہے۔ اور جو طالب راہ سلوک میں اپنے باطنی مرتبے اور درجے سے گر گیا ہو۔ یا راہِ دعوت میں رجعت کھا کر دائمی رنج ومصیبت میں مبتلا ہو گیا ہو۔ یا کسی عامل کامل نے اثناءِ عمل میں اسے سلب کر لیا ہو۔ یا خلوت اور چلّے کے اندر کسی غیبی موکل سے ضرب کھا کر دیوانہ۔ مجنوں یا بیمار اور پریشان حال ہو گیا ہو۔ یا ہر طرف سے ظاہری دشمنوں یا باطنی اعدأ نے اُسے گھیر لیا ہو۔ یا دنیا کی تنگدستی، افلاس اور بے روزگاری سے تنگ آکر خودکشی پر آمادہ ہو گیا ہو۔ یا اپنے مقصود اور

مطلوب کی تلاش نے اُسے دیوانہ بنا لیا ہو۔ غرض یہ کتاب مذکورہ بالا تمام مصائب اور آفات اور ان کے علاوہ جملہ مشکلات و حاجات کیلئے ایک مکمل پروانۂ نجات ہے۔ اس کتاب میں اس فقیر نے ایسی چیزیں جمع اور شامل کی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اکمل ترین اور افضل ترین وسائل ہو سکتے ہیں۔

اے طالب! اگر اس نسیم تسنیم فردوس سے تیرا غنچۂ امید نہ کھلا اور ان کامل کنجیوں سے تیری مشکلات اور مہمات کا قفل نہ کھلا تو تُو یہ سمجھ لے کہ تُو نے اِس کتاب کو اور اس کے مندرجات کو کماحقہٗ پڑھا ہی نہیں ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں اور تقریباً یہ محال ہے کہ طالب اس کو حرزِ جاں بنائے رکھے اور پھر بھی دل کی زندگی اور معرفت سے محروم رہے۔ اِس کتاب میں دنیا کی سب سے پاک اور مقدس و ممتاز ترین ہستیوں کے ساتھ باطنی رشتہ اور روحانی رابطہ پیدا کرنے کے سب سے بہترین اور آسان ترین وسائل درج کئے ہیں۔ اور یہ ہرگز مبالغہ نہ ہو گا اگر یہ کہا جائے کہ ان کے پڑھنے سے بدبخت اور بے نصیب طالب خوش قسمت اور بانصیب ہو جائے گا اور مرتد و مردود مرید مقبول و سعادتمند بن جائے گا۔ کیونکہ ہم نے ان کو آزمایا ہے اور ہر قسم کی

حاجاتِ دینی و دنیوی کیلئے انہیں تیر بہدف پایا ہے۔
یاد رکھو کہ جو کتاب اور تصنیف متواتر بار بار پڑھنے کے
لائق نہیں وہ مطلق پڑھنے ہی کے لائق نہیں۔ کیونکہ بعض کتابیں
چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں۔ بعض نگل لینے کے قابل اور بہت
تھوڑی ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو چبانے اور ہضم کرکے جزوِ بدن بنانے
کی ضرورت ہوتی ہے۔ کامل مرشد کے بعد اچھی کتاب سے بہتر رفیق
اور رہنما اور کوئی نہیں ہو سکتا اور اس کی شناخت یہ ہے کہ
اس کے بار بار پڑھنے سے نئے نئے معارف اور اسرار دل میں
پیدا ہوں اور طبیعت کبھی اس سے سیر نہ ہو۔ اصل کتاب وہ ہے کہ
جسکی عبارات اور مضامین کی لہروں میں مصنف کامل کے دل کا
دریا جوشِ محبتِ حق سے ٹھاٹھیں مارتا نظر آئے۔ اور حروف و
الفاظ کے اصداف نت نئے انوکھے معارف اور اسرار کے
موتی اُگل کر پڑھنے والے کے دل کے دامن کو بھرتی رہیں۔ کامل
کتاب کے دو رُخ ہوا کرتے ہیں۔ ایک تفسیری اور دوسرا تاثیری۔
کتاب کا تفسیری رُخ یہ ہوا کرتا ہے کہ کتاب کے معنی میں سے پڑھنے
والے کے دماغ میں نئے نئے معلومات اور نادر و نایاب معارف و
اسرار کھلتے جاتے ہیں۔ اور اس کا تاثیری رُخ یہ ہوتا ہے کہ

کتاب کی عبارت اور حروف و الفاظ میں مصنف اور اہلِ کتاب کی رُوح اور نور سرائت کئے ہوئے ہوتے ہیں اور جس وقت پڑھنے والا صرف عبارت اور خالی الفاظ کو بار بار پڑھتا اور زبان سے تکرار کرتا ہے مصنف اور اہلِ کتاب کی روح اور نور پڑھنے والے کے دل اور دماغ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اہلِ مطالعہ کا دل اور دماغ بے وجہ اور بلا واسطہ مصنف کامل کی توجہ اور نُور سے معمور اور بھرپور ہو جاتا ہے یعنی کامل مصنف کے دل اور روح کی برقی رَو حروف و الفاظ اور عبارت کی تاروں میں بھری ہوئی ہوتی ہے۔ جس وقت اہلِ مطالعہ اپنے لب ولسان سے ان تاروں کو چھیڑتا ہے۔ تو فوراً وہ برقی رَو پڑھنے والے کے جسم اور جان میں سرائت کر جاتی ہے اور اس کے دل اور دماغ کے بلبوں کو بلا وجہ الیکدم میں روشن کر دیتی ہے اور یہ صفت قرآن کریم میں بدرجۂ اتم موجود ہے اور یہ اس کلام پاک کے غیر مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔ کہ قرآن کے حروف، الفاظ اور عبارت پڑھنے والے کے جسم کو اور اس کے معنی نفس کو اور معنی المعنیٰ دل کو اور اسی طرح روح اور سِر وغیرہ سبع بطوب اور سات لطائف تک کو قرآن کے سات بطون فائدہ اور فیض پہنچاتے ہیں۔

بہت ظاہر بین کور چشم عالم اللسان اور جاہل القلب لوگ قرآن
کی ظاہری تلاوت کے فائدے اور ثواب کے منکر ہیں اور کہتے ہیں
کہ طوطے کی طرح قرآن کا پڑھنا کچھ فائدہ نہیں رکھتا سو یہ نادان
قرآن کے غیر مخلوق اور نورِ مجسم ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ اور قرآن
کے تاثیری مخفی سِرّ سے بالکل بے خبر اور بے بہرہ ہیں لیکن
کیا وجہ ہے کہ قرآن دن رات پڑھا جاتا ہے اور اس کا کچھ اثر
اور ٹھوس فائدہ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا۔ حالانکہ آیا ہے۔ لَو
انزلنا ھٰذا القرآن علیٰ جبل لرایتہٗ خاشعًا متصدعًا من
خشیۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم یہ قرآن جامد سنگین
پہاڑ پر بھی نازل کرتے تو وہ بھی قرآن کی عظمت اور ثقالت سے
مارے خوف کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ لیکن بعض انسانی دل سنگین
پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ کہ ان میں قرآن کا نور اثر
اور نفوذ نہیں کرتا۔ چنانچہ خود قرآن اس بات کی گواہی دیتا ہے
کہ ثم قست قلوبکم فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ یعنی پھر
تمہارے دل سخت ہو گئے اور وہ پتھر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ
سخت ہو گئے۔ سو یاد رکھو جس طرح جسم سوتا ہے۔ بیمار ہوتا ہے
اور مر جاتا ہے۔ اسی طرح دل کو بھی جسم کی طرح تمام عوارض لاحق

ہوتے ہیں۔ دل بیمار ہوتے ہیں۔ اندھے اور بہرے ہوتے اور کبھی مر کر جامد پتھر کی طرح بے حس ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آیا ہے وفی قلوبھم مرضٌ فزادھم اللہ مرضاً یعنی ان کے دل میں مرض پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ کے نام سے وہ مرض اور بھی بڑھنے لگتا ہے۔ اور نیز آیا ہے فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور پس یہ بات ظاہر آنکھوں کو اندھا نہیں کرتی بلکہ اس سے وہ دل جو سینے کے اندر ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔ واقعی قرآن کلام اللہ اور ذکر و فکر وغیرہ دل اور روح کی خوشگوار غذائیں ہیں۔ لیکن اگر بیمار آدمی کو گھی اور گوشت کی طرح لذیذ اور مقوی غذائیں دی جائیں تو اُسے ہرگز لذیذ معلوم نہیں ہوتیں اور نہ ہی اُن سے کچھ فائدہ اور تقویت پہنچتی ہے بلکہ اُلٹا نقصان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل کے روشن خیال تعلیم یافتہ طبقہ کی طبائع عشقیہ فرضی قصوں اور ناولوں کے پڑھنے سے کبھی سیر نہیں ہوتیں لیکن قرآن کی ایک سطر پڑھنے سے ان پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ناولوں اور عشقیہ کہانیوں میں انہیں نفس کو قوت اور قُوت ملتی ہے اور نفس دن بدن موٹا اور فربہ

ہوتا ہے۔ اور دل اپنی مخصوص غذا اور دوا کے نہ ملنے سے بیمار اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ سو جوں جوں جسمانی امراض دنیا میں بڑھتے گئے ان کیلئے علاج اور دوائیاں بھی نئی نئی ایجاد ہوتی گئیں اور اسی طرح قلبی اور روحانی امراض کو قیاس کر لینا چاہیئے۔ واقعی ہماری تجویز کردہ کتابیں قرآن اور حدیث سے معاذ اللہ بڑھ کر تو نہیں لیکن یہ قرآن اور حدیث سے الگ کوئی غیر چیز بھی نہیں۔ بلکہ قرآن و حدیث کے لب، مغز، روح عطر اور جوہر ہیں اور آج کل کے مہلک لا علاج مریضوں کے لئے تیر بہدف جرعات ہیں۔ اور ماؤف قلوب اور مسموم ارواح کیلئے اکسیر اعظم اور تریاق اکبر کا حکم رکھتی ہیں اور جو کمزور لاغر نحیف بیمار طبائع قرآن جیسی مقوی غذا ہضم نہیں کر سکتیں وہ ان باطنی بھٹیوں میں کئی بار کشید کردہ سہ آتشہ اور ہفت آتشہ عروق وجواہر کے استعمال سے صحت یاب ہو کر بعدہٗ قرآن وحدیث جیسی مقوی غذاؤں کو ہضم کرنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ سوائے طالب! ذرا آنکھیں کھول اور سوچ سمجھ لے۔ ہم جو کچھ لکھتے ہیں اپنے دیدہ تجربات اور عینی مشاہدات کی بنا پر لکھ رہے ہیں۔ آئندہ تم جانو اور

تمہاری قسمت سے

من آنچہ شرطِ بلاغ است با تو میگویم	تو خواہ از سخنم پند گیری خواہ ملال

اس کتاب میں ہم نے پانچ چیزیں جمع کی ہیں منجملہ ان کے ایک رسالہ رُوحی شریف مصنفہ اور مؤلفہ حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین، مقتدائے کاملین فنا فی عین ذات یاھو حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہُ العزیز ہے۔ آنحضرت نے اس رسالے میں اللہ تعالےٰ کے لفظ کُن کی کنہہ اور روزِ الست کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ اور اسرارِ آفرینش اور تخلیقِ کائنات کی ابتدائی ازلی کیفیت اور ماہیت سمجھائی ہے۔ یہ رسالہ گویا اللہ تعالیٰ کے قول وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ کی اصل تفسیر ہے۔ مقامِ ازل اور روزِ میثاق میں جو اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص ممتاز پاک اور مقدس ہستیوں کے ساتھ دیدار اور عشق و محبت کا ذاتی معاملہ واقع ہوا۔ یہ رسالہ اُس کا حقیقی خاکہ اور سچی تصویر ہے۔ یہ رسالہ کیا ہے۔ فقر اور توحید کے بحرِ ذخار اور معرفت و سلوک کے دریائے ناپیدا کنار کو ایک کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ مختصر رسالہ "دریا بحباب اندر اور دنیا بکتاب اندر" کے مصداق

ہے۔ اس قسم کے پاک کلمات اور قدسی آیات اللہ تعالیٰ کے بعض مقرب اور برگزیدہ بزرگوں کی زبانِ حق ترجمان پر لی مع اللہ کی خاص خلوت گاہ کے اندر ایسے مبارک اور مقبول وقت میں جاری ہوتے ہیں جب کہ وہ سلوک کے باطنی پرواز میں اپنے انتہائی عروج پر پہنچکر اللہ تعالیٰ کے قصرِ قرب کے اندر مہدِ ناز میں معصوم پاک طفلِ شیر خوار کی طرح جھول رہے ہوتے ہیں۔ اُس وقت اُنکے دماغ شرابِ عشق سے مخمور، اُنکے دل ذوقِ وصل و وصال سے معمور اور اُن کی باطنی آنکھیں نورِ دیدارِ محبوبِ حقیقی سے ٹھنڈی اور مسرور ہوتی ہیں۔ ایسے اعلیٰ، ارفع اور بلند مقام ہیں ان کی تخلیق نور سے اور ان کی باتیں عین حضور سے ہوتی ہیں۔

ہر نبی اور ہر ولی جس وقت قربِ الٰہی کے اپنے انتہائی مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس پر اپنی نعمتیں تمام کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول کو قرآن کریم میں خطاب فرماتے ہیں اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا اور ساتھ ہی امر فرمایا کہ اما بنعمة ربك فحدث یعنی اپنے رب

کی نعمتوں کو بیان کر اور میرے کنزِ مخفی کو عیاں کر۔ غرض اللہ تعالیٰ کا ہر کامل و مقبول نوری بندہ جس وقت طفلِ معنوی اور فرزندِ نوری حضوری بن کر دایۂ لطفِ الٰہی کے ہاتھوں قصرِ قرب کے اندر مہدِ ناز میں جھولتا ہے تو وہ عیسیٰ ابن مریم کی طرح قدرت کی زبانِ حق ترجمان سے اللہ تعالیٰ کے راز و نیاز کے ایسے محیر العقول بوالعجب بولیاں بولتا ہے کہ جس سے ظاہر بین لوگ تعجب کرتے ہیں۔ اور اُس سراپا عصمتِ مریمِ محرمیت کو طرح طرح کے بے جا طعن و تشنیع سے متہم کرتے ہیں۔ وہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ اس یکلم الناس فی المهد کے اعجاز میں قدرت اپنا آپ ظاہر فرما رہی ہے اور اس معصوم کی زبانِ حق ترجمان کو قدرت کی زبردست طاقت ہلا رہی ہے اور اس کے ذریعے بطور تحدیثِ نعمت دامنِ ہستی پر اپنے کنزِ مخفی کے گوہرِ گراں بہا گرا رہی ہے۔ کما قال عز ذکرہٗ۔ یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ۔ یعنی اے عیسیٰؑ ابن مریم! ہم نے تجھ پر اور تیری والدہ پر جو نعمتیں نازل کی ہیں ان کو بیان کر“

اسی مقامِ ناز میں حضرت سلطان وحید الزمان کی زبانِ

تقدس بنیان پر رسالہ روحی جاری ہُوا سو اس قول میں
ہرگز کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محض
القاءِ رحمانی اور الہام ربانی کا نتیجہ ہے۔ اس لئے آپکے یہ
معارف اور اسرار عوام تو کیا خواص علماء کے فہم و قیاس
سے بھی بہت بلند اور بالاتر ہیں اور گو ظاہر لوگوں کی عقل نارسا
میں شریعت کے معیار پر پورے اُترتے معلوم نہیں ہو سکتے۔
اور ظاہر بین سادہ لوح خشک مزاج عالم اس پر اعتراض کرتے
اور اس سے اعراض کرتے ہیں۔ لیکن یہ انکی بینائی کا قصور اور
کوتاہ عقل کا قصور ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگلے زمانے کے بادشاہ
جب کوئی مخفی خزانہ زمین کے اندر دفن کرتے تھے تو ان پر
اس قسم کے مہیب خوفناک طلسمی اژدہے کھڑے کر دیتے تھے
تاکہ نا اہل عوام انہیں دیکھ کر ڈر جائیں اور انکے نزدیک جانے
نہ پائیں۔ سو اے طالب! ظاہری اور باطنی گنجینے پر اس قسم
کے طلسمی اژدہے لازمی اور ضروری ہوتے ہیں۔ خوش قسمت
سعادتمند اور سلیم العقل اصحاب ایسے کلمات طیبات کی اچھی تاویل
کرکے ان سے فائدے اور برکات حاصل کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔
وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ

يَقُولُونَ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ ؀

جس وقت کوئی طالبِ معرفت یا اہلِ سلوک ان کلمات طیبات کو حسنِ یقین اور خالص اعتقاد سے زبان پر ادا کرتا ہے تو اِن کلمات قدسی آیات کی شانِ نزول اور اُس کا حال اُس پر وارد ہو جاتا ہے - اور اِن کلام کی روح اور اسکی ہمت پڑھنے والے کی طرف متوجہ ہو کر اُسے اپنے نور میں لے لیتے ہیں چنانچہ ان کلمات کے خالی بار بار پڑھنے اور اسکے تمسک اور توسل سے طالب عارف زندہ دل اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے چنانچہ اِسی رسالہ میں حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں:-

اگر ایں را آثار قدرت ربانی دانند بجا و اگر وحی منزل خوانند رواست۔ معاذ اللہ اگر ایں وثیقۂ لطیفہ را از زبانِ بندہ دانی، الحق اگر وی واصل کہ از رجعت عالم روحانی و یا عالمِ قدس شہود از درجۂ خود افتادہ باشد، اگر توسل بایں کتاب مستطاب جوید- آنرا مرشد لیست کامل- اگر او توسل نہ گرفت اورا قسم و اگر ما اورا نرسانیم مارا قسم- و اگر طالب سالک سلوک معتصم و متمسک شود بمجرد اعتصام عارف زندہ دل و روشن ضمیر سازم

ہر کہ طالبِ حق بود من حاضرم ازابتداء تا انتہا یکدم برم

طالب بیا طالب بیا طالب بیا تا رسانم روزِ اوّل با خدا

ترجمہ عبارت فارسی رسالہ روحی :۔ "اگر طالب اِن کلمات کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشان سمجھ لے تو بجا ہے اور اگر انہیں آسمان سے نازل شدہ وحی جان لے تو بھی روا ہے معاذ اللہ اگر اس وثیقۂ لطیفہ کو زبانِ بندہ خیال کریں۔ خدا کی قسم اگر کوئی ولی واصل جو عالم روحانی سے رجعت کھا چکا ہو یا عالمِ قدس شہود سے گر گیا ہو۔ اگر اس کتاب مستطاب کو اپنا وسیلہ بنائے گا اُسے مرشد کامل کی طرح پائے گا۔ طالب کو قسم ہے اگر وہ اسے وسیلہ نہ بنائے اور ہمیں قسم ہے اگر ہم اُسے نہ پہنچائیں۔ اور اگر کوئی سلوکِ باطنی کا طالب اِس رسالے کو اپنا دائمی وِرد بنائیگا۔ تو بمجرد تمسک و اعتصام میں اُسے زندہ دل اور روشن ضمیر بنادوں گا۔" ترجمہ ابیات اگر کوئی حق کا طالب ہو تو میں اُس کی رہبری کے لئے حاضر ہوں۔ انتہا سے ابتدا تک ایک دم میں پہنچا دونگا۔ اے طالب آ۔ اے طالب آ۔ اے طالب آ۔ تاکہ میں پہلے ہی روز تجھے خدا سے ملا دوں۔"

اس کتاب میں دو ہی چیز حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر قدس سرہٗ کا قصیدہ غوثیہ اور قصیدہ بازِ اشہب ہے۔ اِن قصائد کو بھی ہم نے اپنی زندگی میں پڑھا اور بارہا آزمایا ہے اور ہر قسم کے دینی و دنیوی حاجات اور مہمات کی برآری کے لئے انہیں تیر بہدف پایا ہے۔ چنانچہ آنحضرت قدس سرہٗ کا قول ہے کہ اسمی کاسم اللہ اعظم یعنی میرا نام اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی تاثیر رکھتا ہے چنانچہ یہ حدیث آپ کے اس فرمان کی شاہد ہے کہ بندہ نوافل یعنی زائد عبادت سے میرے اتنا قریب ہوتا ہے کہ میں اسکی آنکھیں ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ میں اسکے کان ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے۔ میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے بولتا ہے۔ اور ایک قصیدے میں فرماتے ہیں سے

وذکری جلا الابصار بعد غشاتھا　　واحی فواد الصب بعد القطیعۃ

یعنی جب طالبوں اور سالکوں کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں اور اُن پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ تو میری یاد اور میرے ذکر سے ان پر سے پردے اُٹھ جاتے ہیں اور آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور جب کوئی طالب رجعت قہقری کھا کر بزرگوں کے

نوری رشتے اور باطنی رابطے سے جدا اور منقطع ہو جاتا ہے۔ تو میں اُسے پھر زندہ کر کے اسی رشتے میں منسلک کر دیتا ہوں تیسری چیز جو غیر مترقبہ نعمتِ عظمٰے اس کتاب میں دی گئی ہے وہ صلوٰۃ الکبرٰی ہے اور وہ حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر دنیا میں سب سے بہترین اور افضل ترین درود ہے۔ جسے حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے مرتب فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت سرورِ کائنات صلعم کی خوشنودی اور رضامندی کیلئے اس سے بہتر وسیلہ اور ذریعہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس فقیر کو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اسکے رسولِ مقبول صلعم اور حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ اور اپنے روحانی مربی اور باطنی پیشوا حضرت سلطان العارفینؒ کی طرف سے اِن متبرک اوراد اور وظائف کی کلیدات اور ان کے پڑھنے کی اجازت اور اذن بھی عطا ہوا ہے۔ یہ فقیر اِن کلیداتِ گنج دارین اور مفاتیح کنزِ کونین کو عمل میں لایا ہے اور ان سے دین و دنیا میں بے حد فائدہ اٹھایا ہے۔ لہٰذا محض فی سبیل اللہ بھولے بھٹکے طالبوں اور رجعت خوردہ سالکوں اور طرح طرح کے رنج و مصیبت میں جکڑے ہوئے اشخاص کیلئے روزِ قیامت تک عام دسترخوان بچھایا

ہے اور ہر خاص و عام کیلئے صلائے عام ہے۔ آئے اور ہر طالب اپنی طلب اور ہر مرید اپنی مراد اس سے پائے۔ باقی ہر شخص کی مذہبی ذہنیت اور باطنی فراست الگ الگ ہے اور اسی طرح اس کی قسمت اور نصیب بھی جُدا جُدا ہے۔

چوتھی گنج سعادت جو اس کتاب میں دی گئی ہے وہ دعائے سیفی ہے جسے حرزِ یمانی بھی کہتے ہیں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اپنی کتابوں میں اس دعا کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ طالب فقیر کی زبان ہرگز سیف الرحمٰن نہیں ہوتی جب تک وہ دعاء سیفی کسی بزرگ کی مزار کے پاس بیٹھ کر نہ پڑھے۔ یعنی اس دعاء کے پڑھنے سے طالب صاحب لفظِ کُن ہو جاتا ہے یعنی جو بات منہ سے نکالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے امر سے وہ بات ہو جاتی ہے۔

پانچویں کلیدِ گنج سعادت جو اس کتاب میں دی گئی ہے۔ وہ دنیائے فقر و تصوف کی بزرگ ترین اور ممتاز ترین ہستیوں کے احوال اور اللہ تعالیٰ کے پاک اور مقدس پیارے بندوں کے اصلی خد و خال ہیں جو اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ کیونکہ آیا ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور جو لوگ ان کو ذکرِ خیر سے

یاد کرتے ہیں یا جوان کا ذکر سنتے اور پڑھتے ہیں۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ سو اسکو بھی اللہ تعالیٰ کے لطف اور مہربانی کا ایک بڑا بھاری ذریعہ اور وسیلہ سمجھ کر اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اس کے مطالعے سے طالب کے پاس اللہ تعالیٰ کی رضامندی، قرب، معرفت اور وصال کے تمام ذرائع اور وسائل جمع ہو جائیں۔ شائد ان میں سے کسی ذریعے وہ اپنی مراد کو پہنچ جائے اور اپنی دلی تمنا حاصل کر پائے۔ ؎

ترا نصیب تیری یاوری کرے اے کاش! بتا دیا ہے تجھے گنج بے بہا کا سُراغ

ان حالات کے پڑھنے سے طالبانِ راہِ سلوک کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت کا حقیقی جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ جذبہ انہیں کشاں کشاں اپنی اصلی ازلی منزلِ مقصود یعنی بارگاہِ محبوبِ حقیقی کی دہلیز تک پہنچ جاتا ہے۔ ؎

سیل بے رہبر بدریا می رساند خویش را
شوق چوں رہبر شود بس رہبرے درکار نیست

اے طالب صادق! اگر تیرا بخت یاور اور ہماری بات پر باور ہے تو یقین رکھ کہ ہم نے تجھے ایک نہایت ہی گراں بہا گوہر مقصود کا پتہ دیدیا ہے۔ اگر تو اس راستے پر صدقِ نیت

سے چل پڑا تو سلوک کا یہ باطنی صد سالہ طویل اور کٹھن راستہ تو بہت جلدی اور آسانی سے طے کر لیگا۔ یہ ایک ایسا پنج گنج ہے جس سے طالب صادق بے ریاضت و رنج جملہ مراتب ظاہری و باطنی اور تمام مطالب دینی و دنیوی جلدی حاصل کر لیگا۔

اب ہم رسالہ رُوحی کی شرح لکھتے ہیں۔ یہ رسالہ قرآنی آیت رحمتی وسعت کل شیئٍ کا لبِ لباب اور معنی المعنیٰ ہے۔ اور حدیث کُنتُ کنزاً مخفیاً فاردت ان اعرف فخلقت الخلق فبی عرفونی کی شرح اور تفسیر التفاسیر ہے۔ اس حدیث قدسی کے ہر کلمے اور ہر لفظ کو مصنف علیہ الرحمۃ نے سلوک کے سات باطنی مقامات سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور ہر لفظ کو اللہ تعالیٰ کے تنزّلات ستّہ یعنی چھ عدد تنزّلات کا عنوان بنایا ہے چنانچہ رسالہ روحی یوں شروع ہوتا ہے:۔

"بداں! ارشدك الله تعالیٰ فی الدارین۔ کُنتُ[۱] ھا ھوت کنزاً[۲] یاھوت۔ مخفیاً[۳] لاھوت۔ فاردت[۴] ملکوت، ان اُعرف[۵] جبروت فخلقت[۶] الخلق ناسوت، ذاتِ[۷] سرچشمۂ چشمانِ حقیقت ھاھوت"۔

پہلا جملہ "بداں ارشدك الله تعالیٰ فی الدارین"

دعائیہ ہے جس کے معنی ہیں۔ "جان لے اے طالب! اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان میں ہدائت نصیب کرے"۔ اسکے بعد حدیث کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً الخ کا ہر کلمہ بمعہ اسکے مقام مخصوص سلوک کے جوڑا جوڑا نمودار آیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :- (۱) میں تھا ھاھوت (۲) مثل خزانے یاھوت کے (۳) مخفی مقام لاھوت کے اندر (۴) پس میں نے ارادہ کیا عالم ملکوت میں (۵) کہ میں پہچانا جاؤں عالم جبروت میں (۶) پس میں نے اپنی پہچان کیلئے مخلوق کے عالم ناسوت کو پیدا کیا (۷) پس مجھ سے ہی مجھے پہچانا عارف عاشق ذات سرِ چشمۂ جسمانِ حقیقت ھاھوت نے۔ رسالہ روحی اس حدیث قدسی کی شرح اور تفسیر ہے اور اس میں حضرت سلطان العارفینؒ نے سات مراتب سلوک اور سات تعینات اور چھ تنزلاتِ الہیہ سے بحث فرمائی ہے۔

سو ان سات مراتب میں اوّل مرتبہ جو تمام مراتب الوہیت سے برتر اور جملہ تعیناتِ علمی اور خارجی سے بالاتر ہے۔ وہ مرتبۂ ذات ہے جسے مرتبۂ احدیت اور حقیقت حق بھی کہتے ہیں۔ یہ مرتبہ ہر قسم کی صفاتِ ذاتیہ وافعالیہ سے خارج ہے یعنی اِس مرتبے میں نہ صفاتِ ذاتیہ اور نہ افعالیہ کا حصول اور نہ سلب

مراد ہے۔ بلکہ یہ مرتبہ ہر وصف و لغت، ہر اسم و رسم، ہر قسم کے ظہور و بطون ہر قسم کی کلیت و جزئیت اور عمومیت و خصوصیت وغیرہ تمام اعتبارات و اشارات سے پاک ہے۔ اس مرتبے کو مجہول الوصف، ممتنع الاشارات، منقطع الوجدان، غیب الغیب، مطلق المطلق اور ازل الازال کہتے ہیں۔ اور مرتبۂ ھاھوئیت لاتعین اور عین ھویت کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ یہ ذاتی مرتبہ ہر قسم کے اعتبارات تمام تعینات اور جملگی تعلقات اور اضافات غرض کہ اطلاق اور تعین کی کل قیود اور تعلقات سے مطلق مبرا اور منزہ ہے۔ یہ مرتبہ وراالورا ثم وراالورا ہے۔ اس مرتبۂ عرفان تک کسی کو راستہ نہیں اور اس مقام ذات مطلق میں کسی کو دخل نہیں۔ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ اور لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ اس مرتبے کی طرف اشارہ ہے۔ رسالہ روحی میں اس مرتبے کو (۱) کنت ھاھوت کے مرتبے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۲) دوم مرتبۂ تعین الاوّل اور تجلی اولیٰ ہے۔ یہ مرتبۂ وحدت ہے یعنی عالمِ ذات کا اپنی ذات اور جملہ صفات

و اسماء کی نسبت ایسا علم کہ جس میں کسی اسم و صفت کو ایک دوسرے سے امتیاز نہ ہو۔ یعنی ذات میں علم ذات اور جملہ صفات اور اسماء بلا امتیاز اس طرح مندرج اور شامل ہو جیسا کہ تخم اور پھل میں درخت مع جملہ شاخوں پتوں پھولوں پتوں اور کانٹوں وغیرہ کے شامل اور موجود ہوتا ہے۔ اس جگہ چار اعتبارات یعنی علم، وجود نور اور شہود وظہور پاتے ہیں۔ اس مرتبے کا دوسرا نام حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس تعین کو مرتبۂ اول، عقل کل، عقلِ اول، برزخِ کبریٰ، برزخ البرازخ، عالمِ صفات، قلم اعلیٰ، لوحِ محفوظ، ام الکتاب، مخلوقِ اول، مبداء اول، حقیقت الحقائق، ابو الارواح، ابو الکبیر و رابطۂ اول، عالم اجمال اور کنز الکنوز کہتے ہیں۔ رسالہ روحی میں اس مرتبے کو کنزاً یا ھوت کہا گیا ہے۔

(۳) سوم مرتبۂ تعینِ دوم اور تجلّیِ ثانیہ ہے۔ اس مرتبے کے اندر ذات نے علم ذات کا اور اپنے جمیع صفات و اسماء و جملہ ممکنات کا تفصیلاً، مجملاً، مجموعاً اور الگ الگ امتیاز پایا ہے۔ یہ مرتبۂ احدیت کہلاتا ہے۔ اس مرتبے میں جملہ صفات

سبعہ یعنی سات صفات ذاتی یعنی صفتِ حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، اور کلام نے ظہور پایا ہے۔ اور کلمات اس میں اٹھائیس ہیں کہ ان کو اسماء الٰہی اور حقائق الٰہی کہتے ہیں۔ یہ مرتبۂ لاہوت لامکان کا ہے۔ یہ مرتبہ ہر آلائشِ حدث و شہادت اور کدورتِ کون و کثافتِ مکان سے پاک ہے یہ محض بحرِ انوارِ غیب اور دنیائے اسرارِ لطیف ہے۔ یہ مقام مقامِ ارواح سے بالاتر ہے۔ رسالہ روحی میں اس مرتبے کو مخفیاً لاہوت کے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔

(۴) چوتھا مرتبہ عالمِ ارواح کا ہے جو کہ ہر مادے سے مجرد اور منفرد ہے اور اجسام کے عوارض، الوان اور اشکال سے پاک ہے اور قابلِ ادراکِ خود اور غیر خود ہے۔ اس لیے سوال اَلستُ بربکم کے جواب میں ارواح نے بلیٰ اس مقام میں کہا۔ اس مرتبے کو مرتبۂ جبروت کہتے ہیں۔ عربی میں اجبار جوڑنے اور ملانے کو کہتے ہیں اور جبیرہ اس لکڑی کی چپڑی کو کہتے ہیں جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پہ باندھتے ہیں۔ یہ مرتبہ مراتب الٰہیہ اور مراتب کونیہ کے درمیان بمنزلہ پل، سیڑھی اور واسطے کے ہے اس لیے اس مقام کو مقامِ جبروت کہتے ہیں۔ یہی مقامِ جبرائیل

ہے۔ جو اللہ تعالےٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان وحی کا وسیلہ اور واسطہ رہے ہیں۔ اور عبد و معبود، خالق و مخلوق اور رب و مربوب کے درمیان تعلق جوڑنے پر مامور ہیں۔ یہ مقام عالم غیب اور عالم شہادت یعنی عالم ارواح و عالم اجساد یا عالم لطیف و عالم کثیف کے درمیان گویا ایک برزخ (پردہ) اور سیڑھی کے ہے۔ رسالہ روحی میں اس مقام کو ان اعرف جبروت سے ظاہر کیا گیا ہے۔

(۵) پانچواں مرتبہ عالم مثالی ہے اور یہ عالم ملکوت ہے۔ اس عالم میں میّت سے قبر میں سوال وجواب ہوتا ہے۔ اور اسی عالم میں اُسے برزخ کے اندر عذاب ہوتا یا راحت ملتی ہے۔ کامل لوگوں کی ارواح اور ملائکہ اسی عالم میں بود و باش رکھتے ہیں۔ اور مختلف مثالی شکلیں اختیار کرتے ہیں۔ خضر اور الیاس علیہم السّلام کو اسی مقام میں زندگی حاصل ہے۔ اور ارواح شہداءِ اکبر اور اصغر کو اسی مقام میں بہ نسبت دیگر ارواح کے بڑھ کر زندگی اور بیداری حاصل ہے۔ انسان کے سچے خواب اسی مقام میں واقع ہوتے ہیں۔ رسالہ رُوحی میں اس مقام کو فاردت ملکوت کے

خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔

(۶) چھٹا مرتبہ مرتبۂ وجود عالمِ ناسوت ہے۔ یہ عالم قابلِ خرق والتیام یعنی ٹوٹنے اور جڑنے کے قابل ہے۔ یہاں تمام اشیاءِ کونیہ باعتبارِ خلقت سوائے عرش و کرسی کے قابلِ تجزیہ و تبعیض ہے۔ اِس عالم میں اشیاء جڑتی اور ٹوٹتی ہیں اس مرتبے کی ابتداء عرشِ رحمٰن سے ہے اور اس کا انجام اور خاتمہ موالیدِ ثلاثہ پر ہے۔ عرش سے فرش تک اس کا عرض محیطِ عالم ہے۔ اس مرتبے کو مرتبۂ ناسوت کہتے ہیں رسالہ روحی میں اس مرتبے کو خلقت الخلق ناسوت کی عبارت سے یاد کیا گیا ہے۔

(۷) ساتواں مرتبہ جمع الجمع ہے۔ اس مرتبے کا مظہر حضرت انسان ہے کہ جملہ تعینات سابقہ اور کل عوالمِ مذکورہ کا جامع ہے۔ اس مرتبۂ ہدایت میں مرتبۂ نہایت مندرج ہے۔ کما قیل النھایۃ ھو الرجوع الی البدایۃ اور وَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ مِنْ رُّوْحِیْ اسی نسبت ذاتی سے مراد ہے۔ اور اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اسی جامعیت کی طرف اشارہ ہے۔ اور خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ

عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی کمالیت پر دال ہے۔ پس مرتبے میں انسان کامل مظہرِ اتم کبریا اور آئینۂ جامع حق نما ہوتا ہے۔ رسالہ روحی میں اس مرتبے کو نُہٗی عَرَفُوْنِیْ ذاتِ سرچشمۂ چشمانِ حقیقتِ ھاھویت کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

غرض مذکورہ بالا سات مراتب اور سات تعینات سے رسالہ روحی میں بحث کی گئی ہے۔ ان سات مراتب میں سے اوّل تین مراتب یعنی مرتبۂ ھاھوت، یاھوت اور لاھوت کو مراتبِ الٰہیہ کہتے ہیں اور دیگر تین مراتب یعنی مرتبۂ جبروت، ملکوت اور ناسوت کو مراتب کونیہ کہتے ہیں اور ساتویں مرتبۂ حضرتِ انسان کو مرتبۂ جامع کہتے ہیں۔ کیونکہ اسمیں جملہ مراتب الٰہیہ اور مراتب کونیہ بالقوی جمع ہیں۔ یہ مرتبہ ہر دو امکان اور وجوب اور مرتبۂ حدوث و قدم کے رنگ سے رنگین ہے۔

مذکورہ بالا سات مراتب میں سے سوائے پہلے ذاتی مرتبہ کے باقی چھ مراتب کو تنزّلاتِ ستّہ یعنی چھ عدد تنزّلات کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے واحد مطلق اور اکیلے تھے۔ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئٌ۔ یعنی

اللہ تعالےٰ موجود تھا اور اُسکے ساتھ اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اخفاء سے اظہار اور وحدت سے کثرت کی طرف ظہور و نزول فرمایا اور اس ظہور و نزول سے چھ قسم کے تنزلات واقع ہوئے۔ چنانچہ نزولِ اوّل میں اللہ تعالیٰ نے ذات سے صفات کی طرف اور نزولِ دوم کے اندر صفات سے اسماء کی طرف ظہور فرمایا۔ تیسرے نزول میں اسماء سے افعال کا صدور ہوا۔ اور چہارم نزول میں افعال سے آثار نمودار ہوئے۔ پنجم میں آثار سے اعیان اور ششم تنزل کے اندر اعیان سے حضرتِ انسان کا نمود اور اس کا وجود موجود ہوا۔ ان مراتب میں سے پہلے تین مراتب کو مراتب الٰہیہ اور پچھلے تین مراتب کو مراتب کونیہ اور آخری مرتبہ کو مرتبۂ جامعہ کہتے ہیں۔ اور پہلے مرتبۂ ذات کے بعد دو مراتب کو ظہورِ علمی اور آخری تین مراتب کو ظہورِ عینی کہتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ان جملہ مراتب و تعینات و تنزلات و ظہورات کا نقشہ دیا جاتا ہے۔

ملکیت حافظ محمد شریف
نظامی محلہ نوابان بہاولپور

مرتبۂ اول	مرتبۂ دوم	مرتبۂ سوم	مرتبۂ چہارم	مرتبۂ پنجم	مرتبۂ ششم	مرتبۂ ہفتم
ذات	تنزّلِ صفات ۱	تنزّل اسماء ۲	تنزّل افعال ۳	تنزّل آثار ۴	تنزّل اعیان ۵	تنزّل حضرت انسان ۶
تعینِ احدیت ۱	تعینِ وحدت ۲	تعینِ واحدانیت ۳	تعینِ روح ۴	تعین مثال ۵	تعین جسم ۶	تعین انسان ۷
مقام ھاھوت ۱	مقام یاھوت ۲	مقام لاھوت ۳	مقام جبروت ۴	مقام ملکوت ۵	مقام ناسوت ۶	مقام ذات بشر چشمہ چشمان حقیقت ھاھویت ۷
مراتب الٰہیّہ			مراتب کونیّہ			مرتبۂ جامعہ
ظہورات علمی			ظہورات عینی			

یاد رہے کہ آفتابِ ذات نے جب افقِ وحدت سے ظہور
کثرت کی طرف جلوہ فرمایا تو نورِ ذات کے سات مختلف ذاتی

صفات کی شعاعیں نمودار ہوئیں یعنی صفتِ حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر اور کلام۔ اور اسی کے مطابق سات مذکورہ بالا مراتب اور سات تعیّنات قائم ہوئے۔ جیسا کہ آفتاب کے ذاتی سفید نور سے سات مختلف الوان اور رنگوں کا ظہور ہوتا ہے جبکہ وہ کسی شفاف محدّب جسم سے گذرتا ہے۔ جنہیں ہم اکثر شبنم کے قطروں اور قوس و قزح کی صورت میں روزمرّہ دیکھتے ہیں۔ آفتاب ذات کے یہ سات نزولی رنگ عالمِ کثرت، جملہ تنوّعات کے ہر علوی اور سفلی اور غیب وشہود کے تمام امکانات میں ظاہر ہوئے۔ جس سے کائنات میں سات آسمان اور زمین میں سات برّ اعظم، سات سمندر، سات بہشت، سات دوزخ، سات ستارے، سات ہفتے کے دن، سات اوتاد، دنیا میں سات رنگ اور دیگر سات انواع وغیرہ قائم اور موجود ہوتے۔ اور انہی سات مراتب کے مطابق آفتاب نورِ محمدی صلعم سے سات نوری پاک ہستیاں ظہور پذیر ہوئیں جنہیں رسالہ روحی میں سلطان الفقراء اور سیّد الکونین کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ جن کا ذکر آئندہ رسالہ روحی میں آئے گا۔

جب کبھی بارش ہو چکنے کے بعد آفتاب مغرب کی طرف یا دلوں سے نکل آتا ہے۔ اور مشرق کی طرف ہوا قطراتِ آبی سے پُر اور مملو ہوتی ہے۔ اُس وقت آفتاب کی سفید روشنی جب اُس فضا پر پڑتی ہے۔ تو قوسِ قزح کی شکل میں سات رنگوں سے مرکب ایک کمان کی صورت کی ٹیڑھی سی لکیر آسمان یا فضا پر نمودار ہو جاتی ہے۔ جسے عربی میں قوسِ قزح کہتے ہیں اور عوام اُسے بہشتی پینگ کہتے ہیں۔ یہ دائرہ دراصل سورج کا گول عکس ہوتا ہے جس کا اوپر والا نصف دائرہ جو کہ فضاء کی شفاف آبی سطح پر پڑتا ہے۔ تو وہ سات مختلف رنگوں کی ایک کمان کی طرح نظر آتا ہے لیکن سورج کا دوسرا نصف حصہ جو زمین کی کثیف سطح پر پڑتا ہے۔ وہ مخفی اور غیر مرئی ہوتا ہے۔ اور نظر نہیں آتا۔ بعینہٖ اسی طرح جب آفتابِ ذاتِ الٰہی نے فضائے وحدت سے تمامِ کثرت کی طرف ظہور فرمایا، تو ان ظہورات میں سے جو آدھے ظہوراتِ عالمِ لطیف میں وارد ہوئے وہ ظہوراتِ الٰہیہ بن گئے۔ اور اس نے قوسِ ربوبیت کا نصف دائرہ بنایا۔ اور جو دوسرے آدھے ظہوراتِ عالمِ کثیف میں واقع ہوئے۔ وہ ظہوراتِ کونیہ کہلائے اور اُس نے نصف

دائرۂ عبودیت بنایا۔ سو یہ دو قوسیں دو کمانوں کی صورت میں ظہور پذیر ہوئیں۔ اللہ تعالےٰ کے کامل بندے پر جب اللہ تعالیٰ کے نور کی ذاتی تجلی ہوتی ہے۔ تو اس کا ظاہر اور باطن اس نور صبغۃ اللہ سے رنگین ہو جاتا ہے۔ اور وہ حدوث اور قدم کے دو پروں سے اپنی اصل کی طرف پرواز کرتا ہے اور اسی باطنی پرواز میں دائرۂ عبودیت سے عروج کر کے دائرہ ربوبیت میں قدم رکھتا ہے۔ اور اسے طے کر کے وہاں سے سالک مرجوع بن کر واپس دائرۂ عبودیت میں لوٹ آتا ہے۔ تو اس وقت اس کے حق میں یہ کہنا صحیح ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے اس عارف واصل نے قوسِ عبودیت اور قوسِ ربوبیت کے دو کمانوں کو گویا ملا دیا ہے۔ اسی کا نام ہے مقام قابَ قوسین او ادنیٰ۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عروجِ معراج کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ فَاسْتَوٰی وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ ترجمہ پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم سیدھا آسمان کی طرف چڑھا یہاں تک کہ وہ (ربوبیت کے) اُفقِ اعلیٰ پر پہنچا پھر

زیادہ نزدیک ہوا۔ پھر (قوسِ عبودیّت کی طرف) جھکا تب دو
کمانوں کے دو نصف دائروں یا اس سے بھی زیادہ قریب تر
ملاپ بن گیا۔ اور یہ مقام قاب قوسین اسلام کے بنیادی
رکن کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کی صورت میں قائم اور نمودار ہو گیا۔ کلمہ طیب کے پہلے نصف یعنی
لا الٰہ الا اللہ میں ربوبیت کا مظاہرہ ہے اور دوسرے نصف
محمد رسول اللہ صلعم میں عبودیت کی شان جلوہ گر ہے۔
نیز کلمہ طیب کا نصف قوس الوہیّت یعنی لا اِلٰہ الا اللہ
میں صفت شمس جلال کا مظاہرہ ہے اور اس کلمے کے بارہ
حروف کے مطابق بارہ بروجِ شمسی کے بارہ ماہ کامل دنیا
میں قائم ہوئے اور آفتاب جلال کے زیر اثر دن کے روشن
اور گرم بارہ گھنٹے معین ہوئے۔ اور کلمہ طیب کے دوسرے
نصف یعنی قوسِ عبودیت محمد رسول صلعم کے بارہ حروف
کے مطابق قمری سال جمال کے بارہ ماہ نمودار ہوئے۔ اور
لیلائے لیل جمال کے بارہ ٹھنڈے گھنٹے قائم ہوئے۔ شمسی
سال کے مہینے اِسی لئے ایک ہی موسم میں یکساں طور پر واقع
ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت الٰہی کبھی اور کسی طرح

تغیر پذیر نہیں ہوتی۔ وہ ذاتِ ذوالجلال لم یزل ولا یزال ہمیشہ ایک ہی حالت پر الآن کما کان دائم قائم ہے۔ اور قمری مہینوں کا موسم اس واسطے بدلتا رہتا ہے کہ حقیقتِ محمدی صلعم مختلف زمانوں کے اندر اپنے نائب، خلیفہ اور جانشین کی صورت میں بدلتی رہتی ہے۔ دن اور رات کے شبانہ روز میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اور انسان ہر گھنٹے میں تقریباً ایک ہزار دفعہ سانس لیتا ہے۔ چنانچہ کلمہ طیب کے چوبیس حروف کے مطابق دن رات میں انسان کے چوبیس ہزار سانس ہوتے ہیں۔ اگر ذاکر ہر سانس میں کلمہ طیب کا پاس انفاس کما حقہ کرتا رہے۔ تو اس کے اندر کلمہ طیب کے چوبیس ہزار انوار نمودار ہوتے ہیں۔ اور ہر سانس میں چوبیس ہزار شیطان کے ناری آزار زائل ہوتے ہیں۔ اس بات سے تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ آیا ہے کہ الطرق الی اللہ تعالیٰ بعدد انفاس الخلائق۔ یعنی بندے کو اللہ تعالےٰ کی طرف اتنے راستے ہیں جتنے کہ دنیا میں اس کے سانس ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کے شاملِ حال ہو جائے اور مرشد کامل کی نگاہِ لطف پڑ جائے تو ایک ہی دم اور سانس

میں انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ قدس تک چڑھ جائے۔ نیز سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔ اور مومن عارف کے دل کی طرف اللہ تعالیٰ ہر روز بمقتضائے کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ نئی شان سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ عارف کامل کے دل میں وہ شان معلوم ہوتی ہے لیکن عام مردہ دل نفسانی کے دل پر اس شان کی تاثیر معدوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی طرف ایک نئی شان اور صفت سے متجلی ہوتا ہے اس واسطے دنیا میں اختلافِ رنگ و بُو واقع ہوا ہے۔ ؎

اے ترا بر طورِ دل ہر دم تجلیِ دگر   طالبِ دیدار را ہر گوشہ موسیِٔ دگر
یک دو حرفے خواندہ ام در پیشِ استادِ ازل   تا ابد بر دل رسد ہر لحظہ معنیِ دگر

واضح رہے کہ ازل کے روز اللہ تعالیٰ نے عالمِ ارواح کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے یک زبان ہو کر جواب میں بلیٰ یعنی ہاں کہا۔ اُس وقت زبانی (اور دل) امتحان تھا۔ بعدہٗ اللہ تعالیٰ نے انہیں کمرۂ امتحان میں بٹھا کر مادے کے پرچوں پر اُن سے اپنی الوہیت اور ربوبیت کے سوال کے حل طلب کئے ازل کے روز اللہ تعالیٰ نے ارواح کی طرف چونکہ اپنی ربوبیت

اور الوہیت کی تجلی فرمائی تھی۔ اس واسطے دنیا میں ارواح کی خاکِ عبودیت شرابِ ربوبیت اور بادۂ الوہیت سے مخمور ہو گئی ؎

دوش دیدم کہ ملائک درِ میخانہ زدند گلِ آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند
آسمان بارِ امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

دنیا کے اکثر ظلوم و جہول انسانوں نے اپنے حادثِ پیکرِ خاکی میں جب قدامت کا رنگ دیکھ لیا تو ربوبیت اور الوہیت کا دم بھرنے لگ گئے اور خودی اور انانیت کے گرداب میں گرفتار ہو کر اپنے پروردگار سے غافل ہو گئے۔ دنیا میں آکر ان لوگوں نے اپنے صنمِ نفس اور نفسانی مادی معبودوں کو تو ثابت کیا لیکن اپنے ربِّ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور الوہیت کی نفی کر ڈالی اور اُلٹا کلمہ پڑھ کر راہِ راست سے بھٹک گئے یہ لوگ دنیا میں محجوب اور مغضوب کہلائے۔ تمام کفار مشرکین اور اللہ تعالیٰ سے غافلین فاسقین لوگ اس گروہ میں شامل ہیں۔ اور دنیا میں اِن لوگوں کی بہت بھاری اکثریت ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان امتحان میں فیل لوگ ہیں ان لوگوں کے دل و دماغ پر اکثر شیطانی انانیت یعنی انا خیر منہ کا بھوت کسی نہ کسی رنگ میں

سوار رہتا ہے۔ اور فرعون بے عون کی طرح کوسِ اَنَا رَبُّکُمُ الاَعْلٰی ہر وقت اِس طرح بجاتے رہتے ہیں کہ انہیں مطلق خبر بھی نہیں ہوتی۔ یہ لوگ دنیا کی طلب میں اس طرح محو اور منہمک رہتے ہیں کہ انہیں مطلق اپنے خالق مالک اللہ تعالیٰ کا مطلق خیال بھی نہیں آتا۔ ان لوگوں کا مشرب ہے ہمہ بے اوست۔

دوم قسم کی ارواح پر جب ازل کے روز تجلی ہوئی۔ تو ان کی نظر اس تجلی سے خیرہ ہو گئی۔ انہوں نے دُنیا میں آکر بغیر نفی کے اللہ تعالیٰ کو ثابت کیا اور ہر شے میں اس کا پرتو دیکھ کر مختلف مظاہرِ قدرت کو ذاتِ واجب الوجود تصور کیا۔ یہ مشرب ہمہ اوست لغزشوں اور رجعتوں سے پُر ہے۔ مشرب ہمہ اوست اگر توحیدی اور حالی ہے تو اس کے جواز کی صورت ہو سکتی ہے۔ لیکن عوام اہلِ تقلید لوگ اِس مشرب میں بڑی بھاری لغزش کھاتے ہیں۔ اور کائنات کی ہر شے کو ذاتِ واجب الوجود کا مظہر خیال کر کے اُس کے پوجنے اور پرستش کرنے کا جواز نکال لیتے ہیں۔ چنانچہ حُسن پرستی، بُت پرستی پیر پرستی، قبور پرستی، سُورج پرستی، آتش پرستی، اوتار پرستی بادشاہ پرستی غرض تمام غیر پرستی کے جواز یہاں سے نکلتے ہیں

منصور حلاج کا انا الحق گو حالی تھا تب بھی شریعت نے اُس پر مواخذہ کر کے اُسے سُولی پر چڑھا دیا لیکن فرعون کا انا ربکم الاعلیٰ دجالی تھا۔ کیونکہ نفسانی لوگوں کا کبر اور انانیت نفس اور ہوا سے ہوتا ہے۔ اور اہل اللہ لوگوں کا اَنا اور کبر ذات کبریا سے ہوتا ہے۔ سو اس مشرب میں جو لوگ اہلِ توحید صاحبِ حال ہیں۔ وہ معذورین مجذوبین کہلاتے ہیں اور جو لوگ اہل تقلید صاحب قیل و قال ہیں وہ ضالین اور راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ سوم فرقہ اُن بلند حوصلہ قوی استعداد اور دوربین لوگوں کا ہے کہ جن کی ارواح اور قلوب پر جب روزِ ازل میں الست کی تجلی ہوئی تو دُنیا میں بھی ان لوگوں نے وعدۂ بلیٰ کو کماحقہ ایفاء کیا۔ اِن لوگوں نے نورِ حق کو مقام ربوبیت میں اور اپنے وجود کو مقامِ عبودیت میں الگ الگ دیکھا۔ انہوں نے دنیا میں آکر دِل و جان سے اسکی ربوبیت کا اظہار کیا۔ اور اپنی عبودیت کا ظاہری و باطنی اور عملی و علمی طور پر اقرار کیا۔ ان لوگوں نے اپنے حادث وجود میں اس کے قدیم رنگ سے اسکی معرفت اور شناخت کا فائدہ اُٹھایا۔ اور اسی کے شمع جمال پر پروانہ وار جل کر اپنے آپ کو اس پر مٹایا اور اپنے اور تمام غیر ماسوٰی

مطلوبوں اور کل نفسانی مقصودوں اور جملہ فانی معبودوں
کی نفی کر کے اسکی ذاتِ واجب الوجود کو ثابت کیا اور اپنے
آپ کو اسکی ذاتِ حیّ قیوم میں فنا کر کے اس کے وصل اور مشاہدے
سے جامِ بقا پیا۔ یہ فرقۂ محبوبین ہمہ از اوست کا ہے
سو یہ تین قسم کے فرقے ہوئے۔ ایک فرقہ وہ ہے جس کا
خیال ہے۔ کہ ہمہ بے اوست۔ یعنی کائنات بغیر خالق مالک کے
ہے۔ دوسرے فرقے کا خیال ہے ہمہ اوست۔ سب وہی ذاتِ واجب الوجود
ہے سوم فرقہ صادق مصدوق؛ اہل سنت والجماعت اہل حق کا
ہے جو سمجھتے جانتے اور دیکھتے ہیں کہ ہمہ از وست یعنی سب کچھ
اسی سے ہے اور وہ سب کا خالق مالک ہے لیکن اس کی ذات
مخلوق کے گرد و غبار سے پاک اور منزہ ہے۔ قرآن کریم میں آیا
ہے۔ واعلم انہ لا اِلٰہ الا اللّٰہ یعنی اس بات کو جان
لے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ ذات واجب الوجود۔ اسمیں
غیر معبودوں کی نفی ہے پھر اثبات ہے اور یہی صراطِ مستقیم
اور اصل توحید اور معرفت ذات ہے۔ کُنہ کُن کے ان غیر مختتم
اور لاحد اسرار و معارف کو اگر ہم تحریر کرتے جائیں۔ تو کبھی ختم
نہیں ہوں گے اور ہم اپنے اصلی غرض اور مطلب سے دُور جا پڑیں گے

وجہ یہ ہے کہ اس موضوع میں پڑنے سے مسائلِ وحدت وجود اور وحدت شہود یا ہمہ اوست اور ہمہ از وست کے فلسفیانہ اور متکلمانہ دور و دراز بحث کا ایک لازوال سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی تشریح میں متقدمین اور متاخرین متصوفین نے دفتر کے دفتر سیاہ کر دیئے ہیں لیکن قیل و قال اور عقلی دلائل سے یہ عقدۂ لاینحل کبھی وا نہیں ہوتا کیوں کہ ان لازوال منازل کو برق براقِ عشق طرفۃ العین میں طے کر لیتا ہے عقلِ دُور اندیش کا گدھا اپنے پندار کے دلدل میں پھنس کر بازی ہار جاتا ہے ؎

حدیثِ مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو   کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمّا را

سو اب ہم اپنے اصلی موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ رسالہ روحی میں ایک مسئلہ جس کی تشریح اور توضیح نہایت ضروری ہے اور یہ مسئلہ اکثر علماء ظاہر کے اعتراضات کا آماجگاہ بنا رہا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ اس رسالہ میں دنیا کے تمام اولیاء اللہ میں سے صرف سات ممتاز اولیاء اللہ کو سلطان الفقراء اور سید الکونین کے جلیل القدر لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ جن میں سے پانچ عدد ذیل کی پاک ہستیاں

دنیا میں آچکی ہیں۔ اوّل روح پاک جناب خاتونِ جنّت حضرت
فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔ دوم روحِ مبارک حضرت خواجہ
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ سوم روحِ مقدس حضرت سیّد
الاولیاء شاہ محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی
قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ چہارم روحِ مکرم حضرت پیر
عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہٗ العزیز
پنجم روحِ معظم حضرت سلطان العارفین فنا فی عین ذات
یاھو حضرت شیخ سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ العزیز
رسالہ روحی میں مذکور ہے۔ کہ اِن پانچ اولیاء مقربین کے
علاوہ دو دیگر اولیاء اللہ دنیا میں آنے والے ہیں۔ جب تک
وہ دنیا میں ظہور پذیر نہیں ہوں گے قیامت قائم نہیں ہوگی۔
ان سات اولیاء اللہ کے قدم تمام اولیاء اللہ غوث و قطب
کے سر پر ہیں۔ معترضین کہتے ہیں کہ ان سلطان الفقراء
اور سید الکونین میں صحابہ کرام، دوازدہ امام و مجتہدین اور
دیگر اولیاء مقربین میں سے کسی کو شامل نہیں کیا گیا۔
واقعی یہ بڑا بھاری اشکال ہے۔ اس فقیر کو خود بھی کچھ عرصہ
اس مسئلہ کے متعلق بڑی فکر اور اندیشہ لاحق رہا۔ چنانچہ

ایک رات اِس فقیر نے واقعہ میں دیکھا کہ باطن میں ایک بزرگ نے مجھ سے یہی سوال کیا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اِس عقدے کا ایک عجیب حل میرے دل میں القاء فرمایا۔ جو اُس وقت اِس فقیر نے بطورِ جواب اس بزرگ کے سامنے پیش کیا۔ جسے اُس نے درست اور صحیح تسلیم کیا اور اس پر اپنی خوشنودی اور رضامندی کا اظہار کیا وہ جواب یہ ہے کہ جس طرح ظاہر میں مختلف فنون اور کمالات ہیں اسی طرح باطن میں بھی الگ الگ ہنر اور کمالات کی قسمیں ہیں۔ اور ایک ہُنر اور کمال دوسرے ہُنر اور کمال سے کوئی نسبت اور لگاؤ نہیں کھاتا۔ مثلاً دنیا کے اندر بعض اشخاص خوشنویسی میں کمال رکھتے ہیں اور بعض خوش آوازی اور گانے میں یدِطولےٰ رکھتے ہیں اور بعض پہلوانی میں بڑی قوت اور فن پہلوانی کے مالک ہوتے ہیں۔ چنانچہ آیا ہے لِکُلِّ فنٍ رجالٌ ولکل رجالٍ فنٌ۔ یعنی ہر فن کیلئے خاص صاحب کمال انسان ہوتے ہیں اور ہر انسان کیلئے ایک خاص فن ہوتا ہے۔ سو مختلف فنون والوں کی آپس میں نہ کوئی نسبت قائم کی جاسکتی ہے اور نہ ان کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ

فلاں خوش نویس اور فلاں گویّے میں سے کون بہتر ہے یا فلاں گویّے اور فلاں پہلوان میں سے کون بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ شعبے ہی مختلف ہیں۔ اسی طرح باطنی دنیا کے کمالات اور فنون کے بھی مختلف شعبے اور قسمیں ہیں یعنی بعض اولیاء اللہ زہد میں، بعض ترک میں، بعض ریاضت میں، بعض صدق میں، بعض صبر میں، بعض شکر میں، بعض تجرید و تفرید بعض جُود و سخا بعض رحمت و رافت میں مشہورِ زمانہ اور یکتائے روزگار ہوئے ہیں۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام، زاہد البشر اور حضرت داؤد علیہ السلام عبد البشر اور حضرت ایوب علیہ السلام اصبر البشر ہوئے ہیں۔ یعنی ہر نبی کسی خاص باطنی صفت اور فن میں صاحبِ کمال ہوا ہے۔ اسی طرح اصحابِ کبار میں سے بعض صدق میں بعض عدل میں بعض حیا میں بعض علم میں بعض جُود و سخا اور علم و شجاعت میں یگانۂ روزگار ہوئے ہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ میں سے ہر ولی اپنی ایک خاص باطنی صفت اور فن میں صاحبِ کمال ہوتا ہے۔ اسی طرح فقر ایک خاص باطنی فن اور کمال ہے اور اس کے برابر باطنی

دنیا میں نہ کوئی فن ہے اور نہ کوئی کمال۔ اور یہ باطنی کمال اور نعمت تمام انبیاء میں سے بدرجۂ اتم ہمارے آقائے نامدار احمد مختار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے مرحمت فرمایا تھا جس میں نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول آپ کے ہمسر اور برابر ہو سکتا ہے۔ اور اسی پر آپ نے فخر فرمایا ہے۔ کہ الفقر فخری وبہٖ افتخر علیٰ سائر الانبیاء یوم القیمۃ۔ یعنی فقر کے کمال پر مجھے فخر حاصل ہے اور اسی لیے مثل کمال کے باعث قیامت کے روز تمام انبیاء اور مرسلین کے درمیان میں سر بلند ہوں گا۔

مقام غور ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ظاہری و باطنی کمالات کے جامع تھے لیکن آپ نے کسی فن اور کمال پر فخر نہیں فرمایا یعنی نہ شجاعت پر، نہ سخاوت پر۔ نہ تقویٰ وصبر پر، نہ ترک وتوکل پر اور نہ فصاحت وبلاغت پر لیکن حضور نے محض فقر کے کمال پر فخر کا اظہار فرمایا ہے۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے الفقر فخری والفقر منی یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقر ہی میرا اصلی ترکہ اور ورثہ ہے۔ اب صرف یہ بات تشریح طلب ہے کہ آیا فقر کونسا باطنی فن اور کمال ہے جس پر فخر الانبیاء کی

ذات بابرکات فخر فرماتی ہے۔ لغت عربی میں فقر افلاس اور تنگدستی اور دنیوی تنگی و ناداری کو کہتے ہیں۔ لیکن باطنی دنیا میں فقر دونوں جہان کی بادشاہی اور سرداری کا نام ہے چنانچہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس اللہ سرہُ العزیز سے کسی نے فقر کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا لیس الفقیر من لیس لہٗ درہمٌ اودینارٌ بل الفقیر من قال لشیءٍ کن فیکوُن۔ یعنی دنیائے باطن میں فقیر وہ نہیں جس کے پاس روپے پیسے نہ ہوں بلکہ فقیر وہ ہے جو کسی شے کیلئے کہدے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتے۔ یعنی فقیر وہ ممتاز اور محبوب ہستی ہے کہ جو مالک الملک ہو اور جس کی زبان سیف الرحمٰن ہو کہ جس کام کے لئے امر کرے کہ ہو جا پس وہ ہو جائے۔ اور فقر کی تعریف یہ بھی آتی ہے کہ الفقراذا اتم فھو اللہ یعنی جب فقر کا مرتبہ تمام ہو جاتا ہے تو بس اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے یعنی فقیر اللہ تعالےٰ کے نوُر میں فنا حاصل کر کے اس کے نوُر سے باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ سو باطن میں فقر سب سے اعلیٰ افضل اور بلند ترین مرتبے اور ارفع ترین درجے کا نام ہے۔ اور وہ فقر اختیاری ہے نہ کہ فقر اور افلاس اضطراری

جو کہ محض دنیوی مفلسی اور ناداری ہے اور موجب رسوائی و خواری ہے۔ ایسے فقر نگونسار سے پناہ مانگی ہے کہ جس سے دنیوی لالچ اور طمع کے سبب فقیر دنیاداروں کے سامنے ادب اور تعظیم کے لئے جھکے۔ چنانچہ فرمایا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ یعنی میں فقر نگونسار سے پناہ مانگتا ہوں۔ ایسا فقر دونوں جہان کی روسیاہی ہے لیکن فقر خاص الخاص تو دونوں جہان کی بادشاہی ہے۔ اس لئے باطن میں اس سے اعلیٰ اور افضل اور کوئی رتبہ ہی نہیں ہے اور یہ بلند منصب سب انبیاء مرسلین میں سے اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا۔ اور بعدہٗ آپکے طفیل آپ کی اُمت کے خاص خاص فنافی الرسول پاک ممتاز اشخاص اور مقدس ہستیوں کو اس سے سرفراز فرمایا یوں تو فقر کی فضیلت میں بے شمار حدیثیں آئی ہیں۔ لیکن ہم فقر کی فضیلت اور علوِ شان میں حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہٗ کی ایک حدیث پر اکتفا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت سرورِ کائنات صلعم مغموم اور اُداس بیٹھے تھے۔ اور آپ کی چشمِ مبارک سے آنسو جاری تھے

کہ اس اثناء میں حضرت ابی ذر غفاریؓ آپ کے پاس آنکلے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بخود حضرت ابی ذر غفاریؓ
سے دریافت فرمایا کہ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِیْ مَا غَمِّیْ وَحُزْنِیْ
وَلِاَیِّ شَیْءٍ اِشْتِیَاقِیْ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ اَخْبِرْنِیْ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم بِغَمِّکَ وَفِکْرِکَ فَقَالَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اٰہٗ اٰہٗ اٰہٗ وَاشَوْقَاہُ
اِلٰی لِقَاءِ اِخْوَانِیْ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ شَأْنُھُمْ کَشَانِ الْاَنْبِیَاءِ
وَھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ بِمَنْزِلَۃِ الشُّھَدَاءِ یَفِرُّوْنَ
مِنَ الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّھَاتِ وَالْاِخْوَانِ وَالْاِخْوَاتِ
وَالْاَبْنَاءِ لِاِبْتِغَاءِ مَرْضَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَھُمْ
یَتْرُکُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِلّٰہِ تَعَالٰی یَبْذِلُوْنَ اَنْفُسَھُمْ
بِالتَّوَاضُعِ لَا یَرْغَبُوْنَ فِی الشَّھَوَاتِ وَحُصُوْلِ
الدُّنْیَا وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ
مَجْذُوْبِیْنَ مِنْ حُبِّ اللّٰہِ وَقُلُوْبُھُمْ اِلَی
اللّٰہِ وَاَرْوَاحُھُمْ مِنَ اللّٰہِ وَعِلْمُھُمْ لِلّٰہِ
اِذَا مَرِضَ وَاحِدٌ مِنْھُمْ ھُوَ اَفْضَلُ عِنْدَ
اللّٰہِ مِنْ عِبَادَۃِ اَلْفِ سَنَۃٍ وَاِنْ شِئْتَ

أَزِيْدُكَ يَا أَبَا ذَرٍّ. قُلْتُ بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلْعَمْ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ إِذَا مَاتَ فَهُوَ كَمَنْ
مَاتَ فِي السَّمَاءِ لِكَرَامَتِهِ عَلَى اللّٰهِ وَإِنْ
شِئْتَ أَزِيْدُكَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ بَلَى يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم. قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ تُؤْذِيْهِ
قُمْلَةٌ فِيْ ثِيَابِهِ فَلَهُ عِنْدَ اللّٰهِ أَجْرُ سَبْعِيْنَ
حَجَّةً وَعُمْرَةٍ وَكَانَ لَهُ أَجْرُ عِتْقِ أَرْبَعِيْنَ
رَقَبَةٍ مِنْ أَوْلَادِ إِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ
وَاحِدٌ مِنْهُمْ بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِيْنَارٍ، وَإِنْ
شِئْتَ أَزِيْدُكَ يَا أَبَا ذَرٍّ. قُلْتُ بَلَى يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلْعَمْ. قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يَذْكُرُ
أَهْلَ الْوُدُوْدِ ثُمَّ يَغْتَمُّ يُكْتَبُ لَهُ بِكُلِّ نَفَسٍ
أَلْفَ أَلْفَ دَرَجَةٍ وَإِنْ شِئْتَ أَزِيْدُكَ
قُلْتُ بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلْعَمْ قَالَ الْوَاحِدُ
مِنْهُمْ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ كَمَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فِيْ
جَبَلِ عَرَفَاتٍ مِثْلَ عُمْرِ نُوْحٍ أَلْفَ سَنَةٍ وَ
إِنْ شِئْتَ أَزِيْدُكَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ بَلَى يَا

رَسُولُ صلعم قَالَ اَلْوَاحِدُ مِنْهُمْ لِيُسَبِّحُ تَسْبِحَةً
خَيْرٌ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ اَنْ يَّسِيْرَ مَعَهٗ جِبَالُ الدُّنْيَا
ذَهَبًا وَّاِنْ شِئْتَ اَزِيْدُكَ يَا اَبَا ذَرٍّ۔ قُلْتُ
بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم قَالَ مَنْ نَظَرَ نَظْرَةً
اِلٰى اَحَدِهِمْ هُوَ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ نَظْرِهٖ اِلٰى
بَيْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَنْ سَتَرَهٗ فَكَاَنَّمَا سَتَرَ اللّٰهَ
تَعَالٰى وَمَنْ اَطْعَمَهٗ فَكَاَنَّمَا اَطْعَمَ اللّٰهَ تَعَالٰى
وَاِنْ شِئْتَ اَزِيْدُكَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ بَلٰى يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم قَالَ اَلْوَاحِدُ مِنْهُمْ اِنْ
جَلَسَ مَعَهٗ قَوْمٌ مُصِرُّوْنَ وَمُثْقَلُوْنَ مِنَ
الذُّنُوْبِ مَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا الْمُخَفَّفُوْنَ ۝۔

ترجمہ حدیث:۔ ایک روز حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مغموم اور غمگین بیٹھے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اتنے میں حضرت ابی ذر غفاریؓ آپ کے پاس آ نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ذر غفاریؓ سے دریافت فرمایا۔ کہ "اے اباذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں کیوں مغموم اور محزون ہوں اور تجھے کس چیز کا اشتیاق

ہے۔ ابوذر نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم مجھے اپنے فکر اور غم سے آگاہ فرمائیے۔ تب آنحضرت صلعم نے تین دفعہ آہِ سرد کھینچکر فرمایا۔ آہ۔ آہ۔ آہ۔ میرے دل میں کس قدر اشتیاق ہے اپنے اُن بھائیوں کے دیکھنے کا جو میرے بعد دنیا میں آئیں گے۔ ان کی شان انبیاء کی شان کے برابر ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شہداء کا درجہ رکھتے ہونگے۔ اپنے مولیٰ کی رضامندی کی خاطر وہ اپنے ماں، باپ، بھائی بہنوں اور بیٹوں کو چھوڑدینگے اور اللہ تعالیٰ کی طلب میں مالِ دنیا کو ترک کردیں گے۔ اور محض اللہ کے لئے اپنے نفسوں کو متواضع بنا ڈالیں گے۔ نفسانی رغبتوں، شہوانی خواہشوں اور دنیاوی کاموں اور مرادوں کو بالکل ترک کردینگے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مجذوب ہوکر اللہ کے گھر میں اکٹھے ہو رہیں گے ان کے دل اللہ کی طرف پھرے ہوئے ہونگے۔ اور ان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید غیبی پہنچے گی۔ اور ان کو علم لدُنی اللہ تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہوگا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بیمار پڑ جائے تو

اللہ تعالٰی کے نزدیک اسے اس مرض کا ہزار سال کی
عبادت سے زیادہ ثواب ملے گا۔ اور اے اباذر! اگر تو
چاہے تو اور زیادہ ان کی تعریف بیان کروں۔ میں نے عرض
کیا۔ ہاں۔ یارسول اللہ صلعم اور فرمائیے۔ تو آپ نے
فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی اس حالت میں مرجائے
تو اللہ تعالٰی کے نزدیک اس کی ایسی عزت اور توقیر
ہوتی ہے کہ گویا اہل آسمان میں سے کوئی دنیا سے گذر گیا
ہے۔ اے اباذر! اگر تو چاہے تو مزید بیان کروں
عرض کیا۔ ہاں! یارسول اللہ صلعم! اور فرمائیے تو
آپ نے فرمایا۔ کہ ان میں سے اگر کسی کو اس کے کپڑوں
کی جوں ستائے تو اس تکلیف کے بدلے اللہ تعالٰی
کے نزدیک اسے ستر مقبول حجوں اور ستر عمروں کا ثواب
ملیگا اور اسے چالیس ایسے غلاموں کے آزاد کرنے کا اجر ملیگا
جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں۔ اور ہر
غلام بارہ ہزار دینار سے خریدا گیا ہو۔ اور اگر تو چاہے
اے اباذر! میں مزید بیان کروں۔ میں نے عرض کیا
کہ ہاں یا رسول اللہ صلعم! اور فرمائیے۔ تب آپ نے

فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی کو اپنے پچھلے دوستوں اور خویشوں
کی یاد غمگین کرے۔ تو اُسے اُس غمگین ساعت کے ہر
سانس کے عوض ہزار ہزار درجے ملیں گے۔ اور اگر تو
چاہے۔ اے اباذر! تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ میں نے
عرض کیا۔ ہاں! یارسول اللہ صلعم! فرمائیے۔ آپ نے فرمایا
کہ اگر ان میں سے کوئی شخص دو رکعت نفل ادا کرے۔ تو
گویا اس نے جبل عرفات میں نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر
یعنی ہزار سال عبادت کی۔ اور اگر تو چاہے۔ اے اباذر!
تو میں اور زیادہ تعریف کروں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں
یارسول اللہ صلعم! فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر ان
میں سے کوئی ایک دفعہ کہے سُبحَانَ اللہ تو اُس
کے لئے آخرت میں اس سے بہتر ہوگا کہ اس نے دنیا
میں سونے کا ایک پہاڑ راہ خدا میں خرچ کیا ہو۔ آپ نے
پھر فرمایا اے اباذر! اگر تو چاہے تو اور زیادہ بیان کروں
میں نے عرض کیا۔ ہاں یارسول اللہ صلعم! ضرور فرمائیے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر انہیں کوئی شخص حُسنِ اعتقاد
سے ایک نظر دیکھ لے تو اللہ کے نزدیک اُس

شخص کا دیکھنا بیت اللہ کے دیکھنے سے زیادہ موجب ثواب ہوگا۔ اور جس شخص نے اُسے دیکھا تو گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اور جس شخص نے اُسے کپڑا پہنایا تو اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کو کپڑا پہنایا۔ اور جس شخص نے اُسے کھانا کھلایا تو گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو کھانا کھلایا۔ اور اگر تو چاہے اے اباذر! تو اور زیادہ بیان کروں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یارسول اللہ فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی ایک کے پاس ایسے لوگ آبیٹھیں جو گناہوں پر اصرار کرنے والے اور گناہوں کے بوجھ سے گرانبار ہوں تو ان کے پاس بیٹھنے سے ان کے گناہ جھڑ جائیں گے۔ اور وہ گناہوں سے سبکدوش ہو کر اُٹھیں گے۔" اللہ اکبر۔

مذکورہ بالا حدیث کو حضرت سلطان العارفینؒ نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ اور گو بظاہر اس حدیث میں کسی قدر مبالغہ کا شمہ اور غلو کا شائبہ نظر آتا ہے۔ اور بعض علماء ظاہر اس حدیث کی صحت میں شک کریں گے لیکن ہم نے اس حدیث کو جس معیار اور کسوٹی پر پرکھا اور جانچا ہے۔ اس کے مطابق اس میں غلطی کا احتمال

تک نظر نہیں آتا۔ اور یہ حدیث حرف بحرف صحیح معلوم ہوتی ہے۔ وہ معیار اور کسوٹی یہ ہے کہ ہم نے اس حدیث کی حقیقت کو عملی طور پر جانچا ہے اور اسے درست پایا ہے۔ اس کی صورت یُوں ہوئی کہ جس وقت اِس فقیر نے کالج کی تعلیم اور گھر بار غرض تمام دنیوی تعلقات کو چھوڑ کر فقر اختیار کر لیا اور گودڑی پہن کر فقیروں سے جا ملا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طلب و تلاش میں غلاظتِ دنیا کی جملہ کدورتوں اور آلائشوں سے استنجا کر لیا۔ اور تمام ماسویٰ علائق و عوائق سے وضو کر کے اُس کے پاک دربار میں حاضر ہوا۔ اور یکسو و یکجہت ہو کر دل و جان سے ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس کی یاد اور ذکر فکر میں پوری طرح محو و منہمک ہو گیا تو اُس پاک زمانے میں مَیں نے اِس حدیث شریف کو حرف بحرف صحیح پایا۔ اُس زمانے کی باطنی ترقی اور روحانی عروج کی مبارک گھڑیوں کو جب یاد کرتا ہوں تو اِس حدیث کی صداقت اور حقیقت دل میں موجزن ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی صحیح کیفیت احاطۂ بیان اور دائرۂ تحریر سے باہر ہے صرف اِس قدر کہا جا سکتا ہے کہ اس حقیقت کو صرف

وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن پر یہ کیفیت کلی طور پر گزری ہو اور اس کی ماہیت کا علم صرف اُنہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جو اس وادی میں قدم رکھ چکے ہیں۔ ظاہر پرست اور سطح بین اس حقیقت کو کیا جانیں۔ ؎:-

کھُلتے نہیں اِس قلزمِ خاموش کے اسرار
جب تک تُو اِسے ضربِ کلیمی سے نہ چیرے

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا طالب جس وقت جملہ ماسوائے علائق وعوائق سے یکسُو اور یکجہت ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے تو اُس کا ہر دم اور ہر سانس گوہر بے بہا بن جاتا ہے۔ اور اُس کا ہر قدم نئے خزانے اور گنج پر جا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے طالب صادق فقراء جب اللہ تعالیٰ کی طلب میں نکلتے ہیں۔ اور اس کی طلب اور تلاش میں جس طرف جاتے ہیں تو فرشتے ایسے لوگوں کے قدموں کے نیچے ادب اور تعظیم کے لیئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ اور جس زمین پر ایک لحظہ مل کر بیٹھتے ہیں اور اپنے پاک نفوس سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں تو زمین اُن کے ذکر کے نُور سے معمور اور مسرور ہو کر فخر سے اتراتی ہے

اور آسمان اُس زمین پر رشک کرتا ہے اور اسکے آگے تعظیماً جھکتا ہے۔

آسماں سجدہ کند پیش زمینے کہ بر و
یکدو کس یکدو زماں بہرِ خدا بنشینند

ان کی برکت سے آسمان سے بارشیں نازل ہوتی ہیں اور زمین نباتات اُگاتی ہے۔ ان کے دم قدم سے دنیا میں امن قائم رہتا ہے۔ اور لوگ چین کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ فقیر جس علاقے کی طرف سیر و سیاحت کی غرض سے جاتے ہیں۔ اُس علاقے کے متصرفین اور اہل تکوین غوث، قطب، اوتاد اور ابدال ان کے استقبال اور پیشوائی کیلئے آتے ہیں اور اپنے علاقوں کے تصرف کی کنجیاں اُن کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جب وہ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو زمین اور آسمان اُنکے ہجر میں سوگوار ہو کر چالیس روز تک ماتم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ خاص ممتاز ہستیاں نوری لطیف جسّوں کے ساتھ بزم نبوی میں حاضر ہوتی ہیں۔ وہاں اُنکی نوری پرورش ہوتی ہے اور انہیں بے کام و بے زبان تعلیم ملتی ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پاک اخلاق سے متخلق اور اس کی نوری صفات سے متصف ہیں۔ زمین میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے سچے نائب صحیح وارث اور برحق خلیفے ہیں۔ ان کی

زبان کُن کی سیاہی سے مترشح ہوتی ہے جس کام کے لئے کہتے ہیں کہ ہوجا۔ جلد یا بدیر وہ ضرور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آیا ہے لِسَانُ الفقراءِ سیف الرحمٰن۔ ظاہری رسمی رواجی اور بدنی وجسمانی عبادت والے ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ نفسانی مردہ دل، دنیا کے جنجالوں اور نفسانی بکھیڑوں میں گرفتار لوگوں کے دلوں میں خطراتِ شیطانی واہماتِ نفسانی اور وساوسِ دنیا پریشانی کے طوفانِ بے تمیزی ہر وقت برپا رہتے ہیں۔ وہاں زبانی ذکر فکر کا ٹمٹماتا ہوا چراغ کب قائم رہ سکتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ۔ او کظلمت فی بحر لجی یغشٰہ مَوۡجٌ من فوقہ موج من فوق سحاب ظلمت بعضہا فوق بعض یعنی نفسانی مردہ دل غافل آدمی کے دل کی مثال ایسی ہے۔ کہ گویا وہ تاریکی اور سیاہی کا ایک گہرا سرکش سمندر ہے جس میں غفلت، حرص، حسد، کبر، طمع، شہوت، غضب، قہر وغیرہ تمام برائیوں کی تاریکیاں موج پر موج مار رہی ہیں اور جس کے اوپر نفس کا بادل چھایا ہوا ہے۔ پس یہ بےشمار ظلمتیں ایک دوسرے پر ایسی اٹی پڑی ہیں کہ ان میں اللہ کے نام کی روشنی کا گزر محال ہے

جس سعادتمند خوش نصیب طالب کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اُسے جملہ ماسویٰ علائق و عوائق سے چھڑا کر اپنے قرب میں داخل فرماتا ہے تو اُسے اپنے نور سے زندہ کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کے دل کے اندر چراغ اسم اللہ ذات روشن کر دیتا ہے۔ جملہ شیطانی ظلمتیں، نفسانی کدورتیں اور دنیوی عفونتیں اس کے وجود سے زائل اور رفع ہو جاتی ہیں۔ قولہ تعالیٰ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ، اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ، اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ کی قدر وہی لوگ جانتے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طلب کی اس پاک وادی میں صدق دل سے قدم رکھا ہے اور جن کے قلوب اور ارواح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور عشق کے جذبے سے کھینچا ہے جیسا کہ آیا ہے۔ اَلْجَذْبَۃُ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ یعنی اللہ تعالیٰ کی جذبات کا ایک جذبہ تمام دنیا کے جنات اور انسانوں کی عبادت کے برابر ہے، سو باطن میں فقر کے برابر کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ غرض باطن میں صحابیت، امامت، شہادت، اجتہاد، ولایت

غوثیت، قطبیت، صدیقیت، تقویٰ، زہد، صبر، شکر، تسلیم، رضا، خوف، رجا، جُود و کرم، علم، شجاعت، شفقت اور صدق و وفا وغیرہ کے بے شمار اعلیٰ الگ الگ منصب اور مراتب ہیں۔ لیکن فقر ان سب سے افضل و اعلیٰ اور ارفع مرتبہ ہے حضرت پیر محبوب سبحانی فرماتے ہیں کہ جس وقت میں باطنی دُنیا کے مراتب اور مدارج طے کرتا ہُوا چلا تو میں زُہد کے دروازے پر پہنچا۔ اس دروازے پر میں نے بڑی بھیڑ دیکھی چنانچہ میں بھیڑ میں سے راستہ بنا کر اس دروازے سے گذر گیا۔ پھر میں ترک۔ توکل، صبر، رضا وغیرہ کے مختلف بیشمار مقامات کے دروازوں پر پہنچا۔ سب پر لوگوں کا ہجوم اور جمگھٹا دیکھا۔ اور میں ان کو چیرتا ہُوا ان میں سے گذر گیا، آخر میں میں فقر کے دروازے پر پہنچا اور اس کو خالی دیکھا۔ اور اس پر کسی طالب و سالک کو نہ پایا۔ سو میں اُسے کھولکر اس میں سے گذر گیا" مذکورہ بالا بیان سے فقر کی قدر و قیمت اور اسکی بے مثلی اور امتیازی شان پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ فقر کا یہ بلند مرتبہ انبیاءؑ میں سے خاص طور پر ہمارے آقائے نامدار، احمد مختار، محبوب کردگار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تفویض ہُوا، اور اس مرتبے کی مخصوص وردی اور طرۂ امتیاز وہ مزمل کی رنگ گودڑی ہے جس کے ہر پہلو میں ازل، ابد دُنیا و عقبیٰ کی سرداریاں وابستہ ہیں۔ اور جس کے ایک ایک تار میں

گنج ہائے ظاہر و باطن کے تمام گوہر آبدار پوستہ ہیں۔ سو فقر کی یہ گودڑی معراج کی رات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئی اور آپکے طفیل آپکے خاصانِ اُمت میں سے پہلے یہ عالی مرتبہ جناب خاتونِ جنت سیدۃُ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا کو عطا ہوا چنانچہ ان پانچ ہستیوں کو یہ فقر کا سلطانی تاج یکے بعد دیگرے پہنایا گیا جس کو رسالہ رُوحی میں سلطان الفقراء اور سید الکونین کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ فقر کی یہ دولت ہر زمانے میں تقسیم ہوتی رہتی ہے اور تھوڑی بہت انبیاء سابقہ اور اُن کی اُمت کے اولیاؤں میں بھی یہ نعمت چلی آئی ہے لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر یہ نعمت اور دولت کمال کو پہنچی اور آپ پر یہ نعمت ختم ہوئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ مثلاً فقر کو اگر عطر سے تشبیہ دی جائے۔ تو دُنیا میں بعض ایسے نام کے فقیر ہوئے ہیں۔ جن کا گذر فقر کے عطر فروش کی دکان پر ہو گیا۔ اور ان کے مشام اور دماغ میں عطرِ فقر کی خوشبو گھس گئی جس سے وہ مست ہو گئے۔ یا بعض ایسے بھی فقیر ہوئے جو چند روز عطر فروش کی دکان پہ عطرِ فقر خریدنے کے لئے جا بیٹھے ہیں اور عطر

فروش نے ان کے ہاتھوں اور بالوں پر بطور نمونہ تھوڑا سا عطر لگا دیا ہو اور وہ خود اور ان کے ہمنشین چند روز کے لئے اسکی خوشبو سے مست اور مدہوش ہو گئے بعض ایسے ہوئے کہ جنہوں نے عطر فروشوں سے کچھ عطر خرید لیا۔ اور ان سے اپنے دلوں کی شیشیاں بھر لیں اور بعض ایسے ہوئے جو عطر فروشوں میں شامل ہو گئے اور انہوں نے عطر فقر کی دکان کھول لی لیکن بعض ذاتی فقراء ایسے ہوئے جو باغوں کے مالک اور دُنیا کی تمام خوشبودار چیزوں اور ذخائر مشک و عنبر کے ٹھیکہ دار بن گئے۔ جنہوں نے ہر قسم کی عطریات و دھوتی دار و خوشبو دار مصالحوں کے کارخانے کھول رکھے ہیں اور تمام دُنیا کو عطر وغیرہ سپلائی کرتے ہیں۔ سو یہی وہ سات سلطان الفقراء ہیں جو دنیا کے سب سے بڑے لازوال کارخانۂ عطر فقر محمدی صلعم کے مالک کارکن اور ٹھیکیدار ہیں۔ تمام دنیا میں ان کے دم اور قدم سے روحانیت کی مہک اور دین کی دھونی مچی ہوئی ہے۔ اور انہی کے طفیل تمام دنیا میں دینی وقار، روحانی رنگ اور مذہبی ذہنیت قائم ہے۔ اگر باطنی فضاء میں اس فقر عطر کی مبارک اور پاک خوشبو کی مہک نہ ہوتی تو جیفۂ دنیا کی گندگی سے تمام دُنیا متعفن اور بدبودار ہو جاتی اور باطنی وبائی امراض سے خلق خدا کے قلوب

اور ارواح ہلاک ہو جاتے - اور دُنیا سے دین کا نام و نشان مٹ جاتا۔ ابیات :-

ازاں ہمیشہ بود تازہ روئے درویشی
کہ متصل بمحیط است جوئے درویشی

ز بندِ تند حوادث نمی شود خاموش
چراغِ گوشہ نشیناں کوئے درویشی

بہوش باش کہ در گوش چرخ حلقہ بسے
کشیدہ اند فقیراں بہوئے درویشی

در آں محیط کہ کشتیِ نوح در خطر است
دو دست از آب بر آید سبوئے درویشی

چو خضر سبز شود ہر کجا گذار دپائے
کسیکہ حفظ کند آبروئے درویشی

ز جام نہ مے بہ بیند سر مدار طمع
کہ ایں شراب بود در کدوئے درویشی

بشوئے از دو جہاں دست چوں فقیر شدی
کہ ہست در رہ فقراین وضوئے درویشی

تو نامراد نہ زاں بعد عا نرسی
وگرنہ خاکِ مراد است کوئے درویشی

یہاں پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ فقر جس کا اسقدر بلند مرتبہ ہے آخر چیز کیا ہے اور یہ خاص الخاص ذاتی فقر محمدی صلے اللہ علیہ وسلم خاندانِ نبوت اور اہل بیت کی طرف سے اُمّت کے خاص خاص افراد نوری نہاد کو جس وقت مرحمت ہوتا ہے اسکی صورت اور کیفیت کیا ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین رح اپنی کتاب "نور الہدیٰ" کلاں میں فرماتے ہیں :- بشنو اے طالب، ابتدائے فقر ایں است کہ فقیر را العشق وجودیہ و تصور اسم اللہ

ذات اول ہفت اندام از سر تا قدم تمام صورت نور مے گردد پاک چنانچہ پاک طفل از شکمِ مادر مے زاید از برکت و پاکی مشق وجودیہ اسم اللہ ذات فقیر بحضور بدخل مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مے شود۔ وصفتِ معصوم طفل فقیر را از کرم ، لطف شفقت و مرحمت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باندرونِ اہلِ بیت اُمہات المؤمنین وشفیع المذنبین حضرت فاطمۃ الزہراء و حضرت خدیجۃ الکبریٰ و حضرت عائشہ صدیقہ العلیا رضی اللہ عنہن مے برند و ہریک از اُمہات المؤمنین او را فرزند خوانند و شیر مے دہند و شیر خوار اہل بیت شود۔ نامِ او غلام و فرزندِ حضوری و خطاب فرزندِ نوری یابد۔ باطن بصورت طفل سِرّ نور حضور دوام و ظاہر بجثۂ اربعہ عناصر ہمسخن بمردم خاص و عام، ایں است فقر تمام " ترجمہ عبارت فارسی:۔

اے طالب گوشِ ہوش سے سن! کہ فقر کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ جس وقت مشق وجودیہ اور تصوّر اسم اللہ ذات کے ذریعے سر سے لیکر قدم تک فقیر کے ہفت اندام تمام وجود ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے کہ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے تو مرشد کامل اُسے نوری طفل معصوم کی صورت میں مجلس

محمدی صلعم کے اندر داخل فرما دیتا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کمالِ لطف شفقت اور رحمت سے اس نوری طفل فقیر کو اپنے خاندانِ نبوّت اور اہل بیت پاک میں پیش فرما دیتے ہیں اور اُمہات المومنین حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن کے سامنے لے جا کر انہیں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ یہ طفل فقیر ہمارا نوری حضوری فرزند ہے۔ اسے دُودھ پلاؤ۔ وہاں امہات المومنین اُسے اپنا فرزند بنا لیتی ہیں۔ اور اپنی پاک چھاتیوں کا نوری دودھ پلاتی ہیں اور وہ شیر خوار اہل بیت خاص میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور اس کا لقب ولد نوری اور اس کا خطاب فرزند حضوری ہو جاتا ہے باطن میں ہمیشہ فقیر اسی نوری حضوری لطیف جُثّے کے ساتھ مجلس محمدی صلعم میں موجود رہتا ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پہ جسّہ اربعہ عناصر کے ذریعے عوام لوگوں سے ہم سخن اور ہمکلام رہتا ہے یہ ہے مراتب فقر تمام"

سو فقر کا یہ خاص مرتبہ محض مرشد کامل قادری کی نگاہ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لطف و کرم اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ اس میں جسمانی ریاضت اور کسب و کوشش

اور ظاہری علم و فضل کچھ کارآمد نہیں ہوتا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اللہ ذو الفضل العظیم۔

اب ہم پانچ سلطان الفقراء کا مختصر سا حال بیان کرتے ہیں۔ تاکہ ناظرین کو ان ممتاز ہستیوں کا قدرے حال معلوم ہو جائے۔ اور ان سے شناسائی حاصل ہو کر ان کے ساتھ حسنِ ظن و اعتقاد پیدا ہو جائے۔ کیونکہ یقین اور اعتقاد ہی فیض اور برکت کا وسیلہ اور ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ حالاتِ سلطان الفقراء اول

ان میں سے پہلی روحِ پاک جناب خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے۔ آپ فاطمہ، بتول، زہراء، ذکیہ اور راضیہ کے پاک اسموں سے مشہور اور معروف ہیں۔ تمام لوگوں میں سے آپ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت اور سیرت میں زیادہ ملتی جلتی تھیں۔ آپ کے حق میں آں حضرت صلعم نے فرمایا:۔ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّی من اَذَاھَا فَقَدْ اَذَانِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھَا فَقَدْ اَبْغَضَنِی، یعنی آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ فاطمہ رض میری جان کا ٹکڑا ہے جس نے انہیں ایذا پہنچائی گویا اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے ان سے بغض اور کینہ رکھا اس نے گویا میرے ساتھ بغض اور کینہ رکھا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ثوبان رضؓ سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلعم جب کبھی باہر سفر پر تشریف لیجانا چاہتے تو سب سے
آخر بسبب کمال محبت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف
لیجاتے۔ اور اُن سے وداع فرماتے۔ اور جب کبھی سفر سے واپس
تشریف لاتے۔ تو سب سے پہلے ملاقات کے لئے حضرت
فاطمۃ الزہراؓ کے پاس تشریف لیجاتے اور اُن سے ملاقات
فرماتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دفعہ کسی
نے سوال کیا کہ تمام عورتوں میں سے سرور کائنات صلعم کو کس سے
زیادہ محبت تھی۔ تو آپ نے جواب دیا کہ تمام فرقۂ نساء میں سے
آں حضرت صلعم کو جناب فاطمہؓ زیادہ پیاری اور محبوب تھیں۔ اور
جب پوچھا کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھے۔ تو فرمایا
کہ اُن کے شوہر علی کرم اللہ وجہہ حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ اور اس وقت ابر
رحمت سے آپ پر بارش ہو رہی تھی اور بارش سے بچاؤ کے
لئے آپ پشم کی سیاہ چادر یعنی کالی کملی اوڑھے ہوئے تھے۔ اسوقت
آپکے پاس حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ نے

انہیں اپنی چادر مبارک میں ڈھانپ لیا۔ بعدہٗ آپ کے پاس حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اور بعدہٗ اُن کی والدہ
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور آخر میں حضرت علی کرم اللہ
وجہہٗ آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے سب کو یکے بعد دیگرے
اسی مزمل کی گودڑی اور تطہیر کی سیاہ کملی میں ڈھانپ لیا اور
کمال شفقت اور مرحمت سے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّمَا یُرِیْدُ
اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِیْرًا۔ ترجمہ:۔ اے اہل بیت رسول صلعم! اللہ تعالیٰ کا ارادہ
ہے کہ تم سے ہر قسم کی پلیدی اور نجاست کو دور کرے۔ اور تم کو
ظاہر باطن پاک اور طاہر فرما دے۔ یعنی اللہ تعالےٰ جیفۂ دنیا
نجس کی پلیدی اور گندگی کو ان اہل بیت رسول مقبول سے دور
فرماتا ہے اور انہیں فقر خاص الخاص کے آب کوثر سے دھو کر
فقر محمدی صلعم کی مشک اور عنبر سے معطر فرماتا ہے۔ ذٰلک
الفضل من اللہ نیز حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کا قاعدہ مبارک تھا کہ جب کبھی آنحضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ
عنہا کے پاس تشریف لیجاتے تو آپ آنحضرت صلعم کی تعظیم کے لیے
اُٹھ کھڑی ہوتیں اور آپ ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور ماتھے کو بوسہ دیتے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز نے اپنی کتاب میں اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ کہ ایک روز حضرت سرورِ کائنات صلعم نے حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے حجرے پر تشریف لے جا کر دستک دی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اے فاطمہؓ میں تیرا باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ اندر تشریف نہ لائیں۔ کیونکہ میرے تن پر ڈھانکنے کو کپڑا کافی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر دوش مبارک سے اتار کر اندر پھینک کر فرمایا۔ کہ اس سے اپنا بدن ڈھانپ لو۔ غرض جب خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے اپنا بدن چادر نبوی سے ڈھانپ لیا۔ اور حضرت سرورِ کائنات صلعم نے اندر تشریف لے جا کر حال احوال پوچھا۔ تو حضرت بتولؓ نے عرض کیا۔ کہ حضرت ظاہری دُنیوی حال تو یہی ہے۔ جو حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل بیت اور خصوصاً اپنے جگر گوشہ حضرت بتولؓ کی اس قدر تنگی اور عسرت کی حالت سے جوش اور جلال آگیا۔ اور حالتِ جذب و جلال میں آپ یوں

گوہر افشاں ہوئے کہ "اے فاطمہؓ! اللہ تعالےٰ نے مجھے وہ توفیق بخشی ہے کہ اگر میں دعا اور توجہ کروں تو تیرے گھر کی دیواریں بھی سونے اور چاندی کی ہو جائیں۔ اے جگر گوشۂ رسول! اس وقت مانگ جو کچھ مانگتی ہے" حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت فقر اور فاقے سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب اور محبت کی بو آتی ہے۔ اور دنیا کی گندگی اللہ تعالےٰ سے بُعد اور دُوری کی موجب ہے۔ ہمیں دنیائے دُوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہمیں اسی طرح رہنے دیجئے۔ جس طرح مولا کی مرضی ہے رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اُس وقت حضرت سرور عالم صلعم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اِس جواب باصواب سے خوش ہو کر فرمایا کہ "اے فاطمہؓ! تُو میری اُمت کے سلطان الفقراء میں سے ہے اور تجھے فقر کی یہ نعمت مبارک ہو۔ اور تُو میرے فقرِ خاص کی وارث ہے۔ اور فقر ہی میرا فخر ہے۔ اور قیامت کے روز فقر ہی کی بدولت تمام انبیاء اور مرسلین کے درمیان میرا سر بلند ہوگا۔ غرض جملہ اہل بیت اور خصوصاً حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ، کے اس فقر اختیاری کے مناقب بے شمار ہیں۔ ان پاک لوگوں نے دُنیا کی گندگی سے کبھی اپنے ہاتھ آلودہ نہیں کئے اور نہ اِن نوری

ہستیوں کے دلوں میں سوائے عشق اور محبت الٰہی کے اور کسی غیر چیز کی گنجائش رہی ہے۔ خاصانِ درگاہ نے دُنیا کینی تو کیا نعماءِ عقبےٰ یعنی بہشت اور حور و قصور کی طرف بھی رغبت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کے عشق کے سودا میں وہ ہر دو جہان کی بازی لگا بیٹھے ہیں ؎

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہ	نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

وہ عشق کی گرم بازاری میں دُنیا کے زیان اور عقبیٰ کے سود سے گذر گئے ہیں ؎ اہل عُقبےٰ سُود برد ند طالب دُنیا زیاں

گرمیِ بازارِ او سُود وزیانِ من بسوخت

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ محض دیدار کا ہے اور یہ ذاتی معاملہ نہ دنیا میں سماتا ہے۔ اور نہ آخرت میں بلکہ حضرتِ عشق کی بارگاہِ کونین سے بالاتر ہے ؎

حساب صد ہزار عاقل بمحشر بگذرد یکدم	حساب یکدم عاشق بصد محشر نمی گنجد

حدیث میں آیا ہے۔ اَشَدُّ البلاءِ عَلَی الانبیاءِ ثُمّ علی الاولیاءِ فالامثل والامثل ؕ ترجمہ: سب سے سخت امتحان اللہ تعالےٰ کا انبیاء کے ساتھ ہوا ہے پھر اولیاء کے ساتھ پھر جو ان کی مثل ہوں۔ اس حدیث کے مطابق خاندان نبوت اور اہل بیت رسول مقبول سب سے

سخت ابتلاء اور امتحان کی آماجگاہ رہا ہے۔ اُمت کے حاسدین اور منافقین نے ظلم اور ستم کے وہ کونسے حربے اور اوزار ہیں۔ جو اُن کے برخلاف نہ استعمال کئے ہوں۔ اور وہ ہمیشہ صبر اور تسلیم رضا سے ان جملہ جور و جفا کو برداشت کرتے رہے ہیں اور اُف تک نہیں کیا۔ دنیا کی تاریخیں ان کے خونین کارناموں سے رنگین ہیں۔ اگر سنگین پہاڑوں پر ایسے ظلم ڈھائے جاتے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے آفرین ہے ان پاک نوری نژاد وجودوں پر کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی سخت سے سخت ابتلاء اور بڑی بھاری قضاء کا کمال صبر اور رضاء سے آخری دم تک مقابلہ کیا۔ اور اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں حاصل کیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ولنبلونکم بشیئٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون۔ اولئک علیهم صلوٰة من ربهم و رحمة و اولئک هم المهتدون۔ ترجمہ۔ البتہ ہم ضرور تم کو آزمائیں گے خوف سے اور بھوک سے اور مالوں، نفسوں اور پھلوں کے نقصانوں سے پس اے میرے نبی! خوشخبری دے اُن صابرین کو کہ جب کبھی اُن کو مصیبت پہنچتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا

مال ہیں۔ اور ہم اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں اہل ہدایت"

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وصال فرمایا تو حضور کے ہجر اور فراق کا غم سب سے زیادہ آپ کی محبوب صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوا۔ چنانچہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں جنت البقیع کے اندر ایک الگ حجرہ بنوایا جس کا نام بیت الحزن رکھا۔ آپ دن رات اُس حجرے کے اندر تشریف لے جاکر مراقبے اور استغراق میں اور آنحضرت کے عشق اور محبت اور آنے والے مصائب کے احساس میں آنسو بہایا کرتیں۔ یہاں تک کہ صرف چھ ماہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر آنحضرت سے ملحق ہوگئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ملال پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرثیہ کہا۔ جس کا ایک بیت یہ ہے ؎

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا　　صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

یعنی مجھ پر ہجر اور فراقِ رسول مقبول سے مصیبتوں کا ایسا سخت پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے کہ اگر یہ مصیبتیں دنیا کے روشن دنوں پر ٹوٹ پڑیں تو وہ

بھی کالی راتوں میں تبدیل ہو جاتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
صرف چھ ماہ بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول مقبول صلعم آپ کے جملہ اہل بیت اور آل اولاد سے قیامت تک راضی رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں، رحمتیں اور برکتیں ابدالآباد تک ان پر نازل ہوتی رہیں۔ آمین۔

اہل بیت کے بعد فقر خاص الخاص کا مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا اور رسالہ روحی میں آپ کو دوسرے سلطان الفقراء کے لقب سے یاد کیا گیا ہے آپ نے بچپن سے خاندان نبوت میں پرورش پائی کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں۔ جب کبھی آپ کی والدہ حرم نبوی کے کسی بیرونی کام کے لئے باہر چلی جاتیں اور حسن رضؓ رونے لگتے۔ تو اُس وقت حضرت ام سلمہ رضؓ اپنا پستان مبارک حسن رضؓ کے منہ میں دیدیتیں۔ آپ چوسنے لگتے اور دودھ کے چند قطرے قدرت الٰہی سے نکل آتے اور حسن رضؓ کے حلق کے نیچے اُتر جاتے۔ اتنی ہزار برکتیں جو اللہ تعالےٰ نے حضرت خواجہ حسن رضؓ بصری میں پیدا کیں وہ سب خاتون مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش اور آپکے دودھ کے اثر سے تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسنؓ لڑکے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آبخورے سے وضو کر کے باہر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت حسنؓ نے آکر اُس آبخورے سے وضو کا بچا ہوُا پانی پی لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس اپنے حرم میں تشریف لائے اور آبخورے کو خالی پایا تو دریافت فرمایا کہ یہ پانی کون پی گیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے جواب دیا کہ حسنؓ پی گیا ہے۔ اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اس آبخورے سے جسقدر پانی حسنؓ پی گیا ہے۔ اس قدر علم میرا اس میں سما گیا ہے۔ غرض حضرت حسنؓ کے بخت خداداد اور نصیبۂ ازلی کا کیا کہنا ہے کہ خاتونِ مصطفےٰ صلعم جسے اپنی چھاتی مبارک سے دودھ پلائے اور جو ایسی پاک خاتون کی گود میں پرورش پاتے اور جسے قدرت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبخورے میں سے آپ کے وضو کا بچا ہوُا پانی پلائے اور جس کے حق میں نبی آخرالزماں اپنی زبان حق ترجمان سے فرمائے کہ میرا علم اس میں سما گیا ہے تو ایسی سعادتمند ہستی فقرِ محمدی صلعم کا خاص مرتبہ اور درجہ نہ پائے تو اور کون پائے۔ یہ محض نصیبۂ ازلی اور عطاء و بخشش فضلی ہے

این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حسنؓ زبصرہ بلالؓ از حبش سہیلؓ از روم　　زخاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبست

روایت ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ام سلمہؓ کے ہاں تشریف لائے حضرت ام سلمہؓ اس وقت حسنؓ کو گود میں لئے بیٹھی تھیں۔ جب آنحضرت صلعم بیٹھے تو ام سلمہؓ نے فرطِ محبت اور کمال شفقت سے حسنؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈالکر عرض کیا کہ یا حضرت اِس بچے کے حق میں دعا خیر فرماویں اور اسے برکت دیویں کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک بخت اور سعادتمند بنائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کے حق میں دعاء خیر فرمائی اور باطنی برکت اور اپنے نور کے فیضان سے سرفراز فرمایا۔ غرض حضرت حسنؓ نے جو کچھ پایا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور رحمت اور خاندانِ نبوت کی باطنی تربیت سے پایا ؎

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند　　سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

کہتے ہیں کہ جب حضرت حسنؓ پیدا ہوئے تو آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ اس کا نام رکھیئے۔ آپ نے فرمایا۔ سَمُّوْہُ حَسَنًا فَاِنَّہٗ حَسَنٌ یعنی اس کا نام حسن رکھو۔ کیونکہ یہ حسن یعنی خوبصورت ہے۔ جب آپ بڑے ہوئے

توحضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ نے خرقۂ خلافت پایا۔ اُمتِ محمدؐی میں پہلے پہل آپ سے ہی فقر اور سلوک باطنی کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور آپ ہی طریقت اور سلوک باطنی کے پہلے امام اور پیشوا ہوئے ہیں۔ فقر اور معرفت میں آپ بےمثل اور لاثانی ہو گذرے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دفعہ بصرہ تشریف لائے۔ اور دیکھا کہ ہر جگہ واعظین اور ناصحین نے بازارِ وعظ و پند گرم کر رکھا ہے۔ حضرت امیرؓ کو اس میں خلل اور فتنہ نظر آیا۔ چنانچہ آپ نے سب کے ممبر توڑ ڈالے اور انہیں وعظ کرنے سے منع فرما دیا۔ انہی ایام میں ایک دن آپ حضرت حسنؓ کے پاس تشریف لائے۔ حسنؓ اس وقت وعظ فرما رہے تھے حضرت امیرؓ نے اُس وقت حسنؓ سے سوال کیا أَأَنْتَ مُعَلِّمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ یعنی کیا تو فارغ التحصیل عالم ہے۔ کہ تیرے لئے باقی کوئی علم نہیں رہا یا تو طالب علم ہے"۔ اس پر حضرت حسنؓ نے جواب دیا۔ کہ "نہ میں عالم ہوں اور نہ طالب علم بلکہ میں تو محض حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث اور اقوال لوگوں تک پہنچا رہا ہوں۔ چنانچہ حضرت حسنؓ کے اس معقول جواب سے حضرت امیر خوش ہوئے۔ اور حضرت حسنؓ کی ظاہری و باطنی لیاقت اور قابلیت معلوم کر کے آپ کو کچھ نہ کہا اور آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ اور بعد میں انہیں خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ آپ کے

مناقب بیشمار ہیں۔ بصرہ میں آپ کے ہمنام ایک دو عالم حسن نامی اور ہو گذرے ہیں جن کے حالات کتابوں میں آپ کے حالات اور مناقب سے خلط ملط ہو کر ہل مل گئے ہیں۔ اس لئے ہم یہاں پر آپ کے صرف چند مختصراً مگر صحیح مناقب بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

ایک بزرگ نقل کرتے ہیں۔ کہ ہم ایک دفعہ حضرت حسنؓ بصری کے ہمراہ حج کو گئے۔ راستے میں ایک جگہ ہم کو پیاس لگی۔ ایک کنوئیں پر پہنچے لیکن ہم نے وہاں کوئی رسی یا ڈول نہ پایا۔ جس سے ہم پانی نکال لیتے ہم سب نے حضرت حسنؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نماز شروع کرتا ہوں جس وقت میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو اُس وقت تم کنوئیں کے کنارے پر جا کر پانی پی لینا۔ چنانچہ آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔ ہم کنوئیں کے کنارے پر گئے تو دیکھا۔ کہ کنوئیں کا پانی چشمے کی طرح جوش مار رہا ہے۔ اور ایک لحظہ میں پانی کنوئیں کے دہانے یعنی مُنہ تک آگیا ہے۔ ہم سب نے سیر ہو کر اور جی بھر کر پانی پی لیا۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے آبخورہ چھپا کر بھر لیا تو پانی واپس کنوئیں میں اُتر گیا۔ اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔ راستے میں بھوک لگی۔ ہم نے پھر آپ کی طرف رجوع کی اور التجا کی۔ آپ نے اُس وقت ایک خشک کھجور کی طرف

دیکھا - اس وقت اس میں تازہ کھجوریں لگ گئیں۔ ہم سب نے اس میں سے کھجوریں اُتار کر پیٹ بھر کر کھالیں اور تازہ دم ہو گئے ۔ ان کھجوروں کا ذائقہ اور مزہ دنیا کی کھجوروں سے بالکل نرالا اور بہت ہی ارفع اور اعلیٰ تھا۔ اور سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ کھانے کے بعد ہر ایک کھجور کی گٹھلی سونے کی بن جاتی تھی۔ ہم نے ان گٹھلیوں کو مدینے کے بازار میں جا کر بیچا۔ اور ان سے ضروریاتِ زندگی خریدتے رہے اور حیرت کرتے رہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ابو عمرؒ امام کو سارا قرآن یاد تھا۔ اور بہت اچھا قرآن پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک خوبصورت لڑکا آپ کی مجلس میں آیا۔ اور آپ نے نظر شہوت سے اُس کی طرف دیکھا۔ اُسی وقت اکثر قرآن آپ کی یاد اور ذہن سے اُتر گیا اور اس کا پڑھنا آپ پر شاق اور گراں ہو گیا۔ اُس وقت بڑا خوف اور ہراس آپ پر مسلط ہو گیا۔ اور سخت بیقراری اور پریشانی کی حالت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امدادِ باطنی اور کشائشِ حال کے لئے التجا کی حضرت حسنؓ نے انہیں فرمایا۔ کہ حج کے ایام ہیں۔ تم اسی وقت حج کو روانہ ہو جاؤ۔ اور جب حج سے فارغ ہو لو۔ تو مسجد خیف میں چلے جانا۔ وہاں ایک بوڑھے بزرگ محراب میں بیٹھے ہوئے تمہیں ملیں گے

جب وہ یادِ الٰہی سے فارغ ہولیں تو اُن کی خدمت میں اپنی کشائش حال کے لئے عرض کرنا۔ ابو عمرؒ نے ایسا ہی کیا۔ اور حج سے فارغ ہونے کے بعد مسجد خیف میں گئے۔ تو وہاں ایک بہت بارعب پُرشوکت اور وجیہہ بوڑھے بزرگ کو محراب کے اندر بیٹھا ہوا دیکھا۔ کہ بہت لوگ اِن کے گرد بیٹھے ہیں۔ ابو عمرؒ بھی ان کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی۔ کہ ایک مرد سفید لباس میں ملبوس مُنہ پر برقعہ ڈالے ہوئے وہاں آ گئے۔ سب لوگ معہ اُس بوڑھے بزرگ کے اُس کی تعظیم کے لئے اُٹھے اور اُن کو سلام کیا۔ اور سب اس سے باری باری شاگردوں کی طرح بعض باریک مسائلِ باطن پوچھتے رہے۔ اور وہ ان سب کو جواب دیتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سفید پوش بزرگ چلے گئے۔ اور مسجد لوگوں سے خالی ہو گئی۔ ابو عمرؒ کہتے ہیں کہ میں نے اُس وقت اس بوڑھے بزرگ کو تنہا پاکر موقع غنیمت جانا۔ اور آگے جاکر ان کو سلام کیا اور عرض کی کہ خدا کے لئے میری مدد کیجئے اور میری مشکل حل کیجئے۔ چنانچہ میں نے اپنا ماجرا اُس بوڑھے بزرگ کے سامنے مفصل بیان کیا۔ وہ بوڑھے بزرگ ذرا غمناک ہو گئے۔ اور کن انکھیوں سے آسمان کی طرف دیکھ کر پھر سر نیچے کو جھکا لیا۔ ابھی اُس نے پورا سر نہ جھکایا تھا کہ

سارا قرآن مجید مجھ پر منکشف ہوگیا اور میری گمشدہ اور مفقود دولت
مجھے دوبارہ حاصل ہوگئی - ابو عمرؒ کہتے ہیں - کہ میں خوشی کے مارے
اُس بوڑھے بزرگ کے قدموں میں گر پڑا - بعدہٗ اُس بزرگ نے
مجھ سے دریافت فرمایا - کہ میرا پتہ تجھے کس نے دیا - میں نے
عرض کی کہ حضرت حسن بصریؓ نے مجھے آپ کا پتہ دیا ہے - اُنہوں
نے آہ سرد کھینچ کر فرمایا - کہ حسنؓ نے ہمارا پردہ پھاڑا ہے - اور
ہمیں رسوا کیا ہے - ہم بھی اُسے شہرہ کریں گے - پھر اُس نے مجھے کہا
کہ تو نے اس برقعہ پوش بزرگ کو دیکھا جو ظہر کی نماز سے پہلے یہاں
آئے تھے اور ہم سب نے اُٹھ کر اس کی تعظیم کی تھی - میں نے کہا کہ
ہاں میں نے اُسے دیکھا تھا - انہوں نے فرمایا کہ وہ برقعہ پوش
بزرگ حسنؓ بصری ہی تو تھے - جو ظہر کی نماز بصرہ میں پڑھ کر باطنی
صورت میں یہاں تشریف لاتے ہیں اور ہمیں باطنی تعلیم دے جاتے
ہیں - پھر فرمایا کہ جس شخص کا حسنؓ بصری جیسا کامل پیشوا ہو اُسے
دوسروں کی دعاؤں کی کیا حاجت ہے - غرض خاص الخاص فقراء
ہمیشہ گمنامی اور خمول کو اپنا شیوہ بنائے رکھتے ہیں اور شہرت اور
خود فروشی سے کوسوں دور بھاگتے ہیں - غرض آپ بڑے پایہ کے بزرگ
فقر اور معرفت میں یگانۂ روزگار سلوکِ باطن کے پہلے امام ہوئے ہیں - اللہ

آپ سے راضی ہو۔ اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ان کی پاک روح پر ابدالاباد تک نازل ہوں۔

حالات سلطان الفقراء نمبر ۳

تیسرے [۳] سلطان الفقراء حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی شاہ محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز ہیں۔ آپ کی ذات والاصفات کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ دُنیائے ظاہر و باطن اور عالمِ غیب والشہادت میں آفتاب عالمتاب سے زیادہ مشہور اور معروف ہیں۔ آپ کے مناقب آسمان کے ستاروں اور ریت کے ذرّوں سے زیادہ ہیں۔ آپ کو ہر دو حسبی اور نسبی طور پر فقر کا مرتبہ بدرجہ اُتم عطا ہُوا۔ اور حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پورے طور پر آپ کے وجودِ مسعود میں جلوہ گر ہوئی۔ اور آپ اپنے جدِّ مبارک حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نائب، اصلی جانشین اور آپ کے جملہ ظاہری و باطنی اوصاف سے متصف اور آپ کے پاک اخلاق سے متخلق تھے ولایت کے آثار اور فقر محمدی صلعم کے انوار بچپن سے آپ کے جبین مبارک سے ہویدا تھے۔ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے چار عناصر سے آپ کا وجود مبارک مرکب تھا۔ ولایت کی کراماتِ کبریٰ اور قدرت کی آیاتِ عظمیٰ آپ کی فطرت اور سرشت میں روزِ

ازل سے شامل تھیں - غرض آپ اللہ تعالےٰ کی قدرت کے ایک ایسے بےمثل اور بے عدیل مجسم نمونہ تھے کہ کسی ولی کو آپ کی ہمسری اور برابری کی جرأت اور توفیق نہیں ہوئی اور امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوّلین و آخرین اولیاء آپ کے سامنے سرنیاز جھکانے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں - اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر آپ کی عزت و توقیر اور تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ غرض آپ کے علو شان کے بیان سے زبان قاصر ہے اور آپ کے کمالات کا اظہار قلم تحریر کی طاقت سے باہر ہے ؎

کتابِ وصفِ ترا آبِ بحر کافی نیست
کہ تر کنند سرِ انگشت و صفحہ بشمارند

آپ کی شہرت اور شوکت کے نقارے آسمانوں میں اور زمین پر بہت زور شور سے بج چکے ہیں اور روزِ قیامت تک بجتے رہیں گے مہد سے لیکر لحد تک اور ابتداء سے انتہاء تک آپکی زندگی کا ہر دم کشف آمیز اور آپ کی زلیست کا ہر قدم کرامت سے لبریز تھا۔ چنانچہ آپ شیر خوارگی کے عالم میں ماہِ رمضان کے اندر دن کو اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے اور آپ کی تمام اولیاء کرام میں سے یہ نرالی کرامت اور خاص خرقِ عادت دنیا میں اظہر من الشمس ہے - دیگر ایسے

طالب علمی اور لڑکپن کے زمانے میں جیلان کے قافلے کے ہمراہ بغداد کی طرف جانے اور اثنائے راہ میں چالیس چوروں اور ڈاکوؤں کے آپ کی صداقت اور سچائی سے متاثر ہو کر تائب ہونے کا قصہ مشہور اور معروف ہے۔ غرض آپ کی زندگی کی ہر گھڑی اور آپ کی زلیست کی ہر ساعت رہبری اور رہنمائی کا پیکر اور رشد و ہدایت کا مظہر تھی۔ آپ کی تعریف اور توصیف کی کتاب اس قدر طویل اور مطول ہے کہ اس کی ورق گردانی کے لئے انگلی کا سرا تر کرنے کو ایک سمندر چاہیئے۔ غرض جو مقدس ہستی روزِ ازل سے مجسم نوری پیکر آئے اور شیر خوارگی کے عالم میں حکم الٰہی اور شریعتِ نبوی صلعم کی تعمیل میں وہ خصائصِ کبریٰ اور خوارقِ عظمےٰ دکھائے کہ جس سے ایک زمانہ انگشت بدنداں رہ جائے۔ اور وہ ذاتِ معلےٰ جو ابھی خود تعلیم و رشد کی طلب میں گھر سے نکل رہا ہو۔ اس کا ایک ہی صادق اور راست کلمہ تمام قافلے کو غارت اور ہلاکت سے نجات دلائے اور سالہا سال کے فاسق فاجر سفاک چالیس ڈاکوؤں کا گروہ اُس کلمہ سے ہمیشہ کے لئے رشد و ہدایت پائے ایسی مبارک پاک ہستی جس وقت علوم ظاہری و باطنی کے دریا پی جائے۔ اس کے بعد جنگلوں اور پہاڑوں میں سالہا سال تک ایسی سخت ریاضتیں اور مجاہدے کرے کہ جسے دیکھ کر انسانی کیا

ملکی شعور کو بھی حیرت اور عبرت آئے۔ بعدہٗ اُس زمانے کے مشائخین اور بزرگانِ دین کی خدمت میں رہ کر اُن سے تکرارِ علم ظاہری و باطنی کر کے اپنی خداداد ہمت اور ازلی استعداد کی وجہ سے سلوک کے سب سے اعلیٰ اور ارفع تر مقام پر فائز ہو کر تاجِ سلطان الفقراء اور ولایتِ کبریٰ سے سرفراز ہو جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور اُس کے رسول مقبول کے مخصوص فیوض سے مسند آرائے سریرِ خلافت و نیابت بن کر آئے۔ اور منبرِ رشد و ہدایت اور سجادۂ تعلیم و تلقین پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے امر سے جلوہ فرمائے تو اُس وقت اُن کے ظاہری و باطنی فیوضات و برکات کا کیا عالم ہوا ہوگا۔ ع۔ قیاس کُن زگلستانِ من بہارِ مرا، غرض آپ کی ولایت لانہایت کا بلند مرتبہ حیطۂ عقل و قیاس سے باہر ہے۔ اور آپ کے فقر اور معرفت کا عالی درجہ دائرۂ وہم و گمان سے بالاتر ہے چنانچہ آپ نے غنائیت، عنائیت، ولائیت اور ہدایت کے تمام مراتب حاصل کر لیئے۔ اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے جملہ مدارج طے کر لئے۔ اور ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت کے کل مقامات عبور کر کے تمام روئے زمین میں اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کے حقیقی نائب۔ اصلی جانشین، دائمی غوث اور قطب الاقطاب بن گئے۔

آپ کے حالات اور مناقب کی صحیح اور مستند کتاب "بہجت الاسرار" میں مذکور ہے کہ آپ سے جب آپکے ابتدائی مجاہدوں اور ریاضتوں کی بابت دریافت کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ میں چالیس برس تک بلا ناغہ عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا ہوں۔ اور بارہ برس ایسی حالت رہی کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو جاتا۔ تو اپنے حجرے کے اندر ایک کیل پکڑ کر اور ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر روزانہ صبح تک قرآن شریف ختم کرتا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ میں نے ابتداء میں اپنے نفس کو تین روز متواتر روزۂ وصال کی عادت ڈال رکھی، بعدہٗ روزے کی مدت کو بڑھا کر یہاں تک نوبت پہنچائی کہ چالیس روز تک متواتر بغیر کھائے پیئے گذار دیتا۔ اور ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ میں نفسانی اور جسمانی زندگی کے تمام لوازمات اور جملہ ضروریات بشری مثلاً کھانے پینے اور سونے وغیرہ سے بے نیاز ہو گیا اور کبھی ایسا ہوتا کہ نیند اور بھوک مجسم اور متمثل ہو کر میرے اوپر حملہ آور ہوتے اور میں اپنے مجاہدانہ اور مردانہ نعرۂ تکبیر سے انہیں بھگا کر پسپا کر دیتا۔ اور اکثر جن اور شیاطین ابتداء میں اپنے ناری ہتھیاروں اور ظلمت کے گمراہ کن اوزاروں سے مسلح ہو کر فوج فوج میرے مقابلے کے لئے آتے اور مجھ پر سخت حملے اور وار کرتے۔ لیکن میں اپنی باطنی خداداد قوت

اور روحانی ہمت سے ان سب پر غالب آ کر انہیں شکستِ فاش دے دیتا
آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابلیس لعین نے خود بنفسِ خبیث میرے پاس
آکر کہا۔ کہ اے عبد القادرؓ! میں اور میرے جنود تیرے ہاتھوں بہت
تنگ اور عاجز آ گئے ہیں۔ تُو نے ہمیں کہیں رہنے کا نہیں چھوڑا۔
نیز آپ نے فرمایا کہ بغداد کے باہر قصرِ نوشیرواں کے ایک پرانے
برُج میں گیارہ سال میں نے تن تنہا بسر کئے جسے بسبب میری
طویل اقامت آج تک برُجِ عجمی کہتے ہیں۔ نیز آپ فرماتے ہیں
کہ میں پچیس ۲۵ سال تک متواتر عراق کے جنگلوں اور بیابانوں میں تن تنہا
گھومتا رہا ہوں اور سخت مجاہدے اور ریاضتیں کرتا رہا ہوں۔ ان دنوں
میں سوائے جنگلی گھاس پات اور جنگلی میووں کے اور کوئی چیز میری
غذا نہیں تھی اور کئی دفعہ سخت مجاہدوں اور ریاضتوں کی وجہ سے
میں سُوکھ کر کانٹا ہو جاتا۔ اور جب لہُو خشک ہو کر میرا وجود ٹھنڈا
ہو جاتا اور میں مُردہ کی طرح پڑا رہتا۔ ایسی حالت میں کسی قافلے
کا مجُھ پر اتفاقاً گذر ہوتا وہ مجھے مردہ سمجھ کر میری تجہیز و تکفین کی
تیاری کرتے تو مَیں اُٹھ بیٹھتا اور وُہ حیران اور دنگ رہ جاتے
اکثر شہروں میں میرا نام گونگا اور دیوانہ مشہور ہو گیا تھا۔

آں ترکِ عجم چوں نے حسنِ طرب کرد — بر پشتِ سمند آمد و تاراج عرب کرد

آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے جنگل میں ایک شخص ملا جسے مَیں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ میرے ساتھ رفاقت اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ اُس نے کہا کہ میرے اور آپکے درمیان ایک شرط ہوگی۔ میں نے کہا کہ وہ شرط کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ نہ جھوٹ بولیں گے اور نہ وعدہ خلافی کریں گے۔ میں نے کہا منظور ہے۔ چنانچہ ہم اکٹھے ایک جنگل میں روانہ ہوئے۔ اور ایک جگہ آرام کے لیئے بیٹھے۔ اُس وقت اُس شخص نے مجھے کہا کہ مَیں کچھ دیر کے لیئے باہر جاتا ہوں۔ کیا آپ میرے آنے تک یہاں بیٹھے رہیں گے۔ میں نے کہا بیٹھا رہوں گا۔ چنانچہ وہ شخص مجھے اکیلا جنگل میں چھوڑ کر چلا گیا۔ اور ایک سال تک واپس نہ آیا۔ پورے سال کے بعد جب وہ شخص وہاں آیا۔ تو اُس نے مجھے اُسی جگہ بیٹھا ہوُا پایا۔ پھر ایک دفعہ وہ مجھ سے اسی طرح کا وعدہ لے کر باہر چلا گیا اور سال بھر غائب رہا۔ جب وہ واپس آیا۔ تو مجھے اُسی جگہ جہاں چھوڑ گیا تھا موجود پایا۔ آخر تیسری بار پھر مجھ سے وعدہ لے کر سال کے بعد واپس آیا۔ اور مجھے پھر اپنے وعدے پر قائم پایا۔ اس دفعہ وہ کچھ دودھ اور روٹی اپنے ہمراہ لایا۔ اور مجھے آکر بتایا۔ کہ مَیں خضرؑ ہوں۔ اور مجھے اللہ کی طرف سے امر ہے۔ کہ مَیں ہر ولی کا امتحان

لوں۔ اس دفعہ آپ کے امتحان لینے کا امر ہوا ہے۔ میں نے آپ کا سب سے سخت امتحان لیا۔ لیکن میں نے آجتک آپکی طرح باہمت اور مستقل مزاج ولی دُنیا میں نہیں دیکھا، تو عزم اور ہمت میں بیشک جبل الراسخ ایک سنگین پہاڑ ہے۔ آ۔ تاکہ ہم اکٹھے یہ دودھ اور روٹی کھائیں۔ چنانچہ جب میں نے خضر علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھایا تو حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ کہ اے عبدالقادرؒ! تیرا معاملہ اب ختم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا امر ہے آپ اب جنگلوں اور بیابانوں میں رہنا چھوڑ دیں۔ اور بغداد میں جا کر اقامت اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپکے ہاتھ پر بے شمار خلقت کو ہدایت فرمانا چاہتا ہے۔ غرض آپ نے بغداد میں آکر ایک مدرسے کی بنا ڈالی۔ اور خلقِ خدا کے لیے درس وتدریس، پند و نصیحت اور تعلیم و تلقین کا ایک بےمثل اور عظیم الشان سلسلہ شروع کیا۔ جس کی مثال اور نظیر دنیا میں ملنی محال ہے ؎

دولتش ہم نشیں بود ہمہ عمر
ہر کہ با تو دمے نشست اید وست

آپ فرماتے ہیں کہ جب میں ولی واصل مرجوع بن کر اور خلقِ خدا کی ہدایت پر مامور ہو کر بغداد آیا۔ اور وہاں رہنے لگا۔ تو ایک رات مجھے اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے باطن

میں مِل کر فرمایا۔ کہ بیٹا! لوگوں کو اپنے پند اور وعظ سے مستفید کر۔ میں نے عرض کی۔ کہ حضرت! میں ایک عجمی شخص ہوں اور عراق عرب کے علماء وفضلاء اور بغداد کے فصحاء کے سامنے میں کیوں کر تقریر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا! اپنا مُنہ کھول۔ چنانچہ مَیں نے اپنا مُنہ کھولا۔ اور آنحضرت صلعم نے سات دفعہ میرے مُنہ میں اپنا نوری دم پھونک دیا۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ دوسری رات مجھے ملے اور فرمایا کہ بیٹا! لوگوں کو وعظ سنایا کر۔ میں نے اُن کی خدمت میں بھی وہی عرض کی۔ آں حضرت نے بھی اپنا مُنہ کھولنے کا امر فرمایا چنانچہ آپ نے میرے مُنہ کے اندر چھ دفعہ اپنا مسیحائی دم پھونکا۔ میں نے عرض کی یا حضرت سرکارِ دوعالم صلعم نے تو میرے مُنہ میں سات دفعہ پھونک ماری تھی۔ آپ نے چھ مرتبہ پر کیوں اکتفا فرمائی۔ اس پر حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کہ حضور کے ادب کے لحاظ سے مَیں نے پھونک مارنے کا ایک عدد کم رکھا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جب مَیں اپنے جدین شریفین کے نوری انفاس کے فیضان سے معمور اور مملو ہُوا تو اسکے بعد حقائق اور معارف کا ایک ناپیدا کنار دریا میرے اندر موجزن ہوُا۔ اور باطنی علوم اور روحانی اسرار کے بیشمار گوہر آبدار میرے دل کی گہرائیوں سے نکل کر ساحلِ زبان پر بے اختیار پھیلنے اور بکھرنے لگے۔

حافظ محمد شریف چشتی
نظامی محلہ نواباں بہاولپور

آپ کا سینہ گویا نورِ توحید اور معرفت کا ایک بحرِ ذخار اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بے پایاں کنار تھا۔ جس میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت کا ایک عظیم الشان طوفان برپا رہتا تھا۔ کہ دم دم میں جس سے کشف و کرامات کی لہریں اور خوارق عادات کی بے شمار موجیں ساحلِ وجود پر جا چڑھتیں اور لاکھوں ناظرین اور حاضرین کے قلوب کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر غرقِ دریائے معرفت و وحدت بنا دیتیں۔ آپ کا وجود مسعود کشف و کرامات اور خوارق عادات کا ایک لازوال اور زبردست مکمل کارخانہ تھا۔ چنانچہ آپ کی جملہ حرکات، سکنات، اقوال و افعال غرض آپ کا ہر دم اور ہر قدم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک زندہ کرشمہ اور اس کے امرِ کُن کا ٹھوس مظاہرہ تھا۔ جنہیں دیکھ کر لاکھوں منکر اور کافر اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہو کر مومن باایمان ہو گئے اور لکھوکھا فاسق و فاجر نافرمان اللہ تعالیٰ کی قدرت کے زندہ کرشمے دیکھ کر تہ دل سے تائب اور نیک صالح اور تابع فرمان بن گئے۔ جس قدر محیر العقول اور نادر الوجود کشف کرامات اپنی زندگی میں آپ سے ظاہر ہوئے۔ کسی سابق نبی یا ولی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے اپنے فخر الانبیاء و خیر المرسلین کے ایک اُمتی اور اپنے جدِ پاک کے سچے نائب اور جانشین ہو کر اپنے حیرت انگیز کشف و کرامات سے مذہب اسلام کو چار چاند لگا دیئے اور عیسائیوں اور

موسائیوں کے اس دعوے کو توڑ دیا جو وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے انبیاء سے جس قدر معجزات ظاہر ہوئے مسلمانوں کے پیغمبر سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے۔ لہٰذا مسلمانوں کے پیغمبر کا درجہ ہمارے پیغمبروں سے کم ہے آپ کا اسم مبارک عبدالقادر قدس سرہٗ ہی صاف طور پر بتا رہا ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ کے اسم قادر سے متصف اور کہ آپ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مظہر تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ اَنَا من وراءِ اُمُوْرِ الخلقِ وانا من وراءِ عقولھم، لکلّ رجال الحقِّ اذا وصلوا الی القدرِ اُمسکوا الا انا اذا وصلت، لیہ فتح لی منہ روزنۃٌ فاوُلجت فیھا ونازعتُ الحقّ بالحقِّ للحقِّ فالرّجُلُ ھو المنازِعُ القدر لا الموافق لہٗ۔ ترجمہ:- آپ فرماتے ہیں "میرا معاملہ خلقت کے معمول اور انکی عقول سے برتر اور بالا تر ہے- اولیاء اللہ جب اللہ تعالےٰ کی قضا قدر سے متصادم ہوتے ہیں۔ تو اس میں تصرّف اور تغیرّ و تبدل کرنے سے روک لئے جاتے ہیں سوائے میرے کہ جب میں اللہ تعالےٰ کے دروازہ قدرت تک پہنچا تو میرے لئے اس میں سے ایک خاص روزن کھولدیا گیا- اور اس میں سے داخل ہو کر اس میں تصرّف کرتا ہوں- چنانچہ میں اللہ تعالےٰ کی قضاء قدر کے ساتھ حق کے ذریعے اور

حق کے لیئے جھگڑتا ہوں بس مرد خدا وہ ہے۔ جو کہ قدرت کے ساتھ جھگڑ سکتا ہو۔ قدرت معلق میں کمی بیشی ....

اور اس میں تغیر و تبدل کر سکتا ہو۔ نہ وہ کہ موافق اور درماندہ بن جائے۔

ہم آپکے اس فرمان کو قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ فَلَمَّا ذَھَبَ عَنْ اِبْرَاھِیمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرٰی یُجَادِلُنَا فِی قَوْمِ لُوطٍ ط اِنَّ اِبْرَاھِیمَ لَحَلِیمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیبٌ ط ترجمہ پس جب ابراہیم علیہ السلام کے دل سے خوف اور ڈر جاتا رہا اور اُسے خوشخبری سنائی گئی تو وہ ہمارے ساتھ قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ البتہ حضرت ابراہیمؑ نرم مزاج، لوگوں پر رحم کرنے والے اور ہماری طرف جھکنے والے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ خدا کے بعض گرد آلود اور ژولیدہ موئے خاص بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی بات کے لئے جھوٹی قسم بھی اٹھا لیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی وہ جھوٹی قسم بھی سچی اور صحیح کر کے دکھا دیتا ہے۔ یعنی ان کی خاطر اپنے امر کو تبدیل کر دیتا ہے لیکن انہیں جھوٹا ثابت نہیں ہونے دیتا۔ ایسے برگزیدہ بندگانِ خدا دُنیا میں خال خال ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس شان سے جلوہ گر ہوتے ہیں جو کہ اس آیت سے نمایاں ہے یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ یعنی اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے تو کسی امر کو مٹا دیتا ہے اور

کسی کو قائم اور ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس اُمّ الکتاب ہے اور یہ قاعدے اور اصول کی بات ہے کہ علم سے امر بدل جاتا ہے۔ لیکن علمِ الٰہی نہیں بدلتا۔ ایسے ذاتی فقراءُ اللہ کی صفت وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ کے نور سے منور ہوتے ہیں اور رنگ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر کے صبغۃ اللہ سے رنگین ہوتے ہیں۔

آپ کی اسی شان کے مطابق کتاب بہجۃ الاسرار میں ایک حکایت مذکور ہے کہ حضرت شیخ احمد دباس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تاجر مُرید تجارت کا مال خرید کر اپنے شیخ کی خدمت میں اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں نے مال خریدا ہے۔ اور اِسے فروخت کرنے کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالٰی مجھے اس مال میں نفع دیوے اور صحیح سلامت واپس اپنے وطن پہنچا دے۔ اس پر شیخ احمد دباسؒ نے مراقبہ کر کے فرمایا۔ کہ تم اس دفعہ تجارت کا ارادہ ترک کر دو۔ ورنہ تمہارا مال لوٹا جائے گا اور تم خود بھی مارے جاؤ گے۔ تمہاری نسبت لوح محفوظ میں یہی لکھا ہُوا نظر آ رہا ہے۔ اُن دنوں حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی نئی نئی شہرت تھی۔ تاجر مذکور بڑا مال خرید چکا تھا۔ اور جانے کے لئے بیتاب تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی خدمت میں

جا کر التماس کی کہ یا حضرت میں بڑا بھاری مال خرید چکا ہوں۔ میرے شیخ نے مجھے اس دفعہ منع فرمایا ہے۔ کہ تو مارا جائے گا۔ اور تیرا مال لوٹا جائے گا۔ اب میں کیا کروں۔ آپ نے تھوڑا سا مراقبہ کر کے اُسے فرمایا کہ جا تو صحیح سالم اور با نفع غانم واپس آئے گا۔ چنانچہ اُسے جرأت پیدا ہوئی اور مالِ تجارت لیکر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور وہاں با نفع مال فروخت کر کے وہاں کا مال لیکر واپس اپنے وطن کو قافلے کے ساتھ آ رہا تھا کہ ایک رات اُس نے خواب دیکھا کہ قافلے پر ڈاکوؤں اور چوروں نے حملہ کر دیا ہے اور سب قافلے والوں کا اور نیز اُس کا مال لوٹ لیا ہے اور اُسے اور بہت لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔ اس تاجر کا بیان ہے کہ خواب میں مجھے سخت ندامت اور پشیمانی لاحق ہوئی اور میں نے دل میں کہا کہ میرے شیخ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ ہو بہو صحیح اور درست ثابت ہوا چنانچہ اس ہیبت ناک اور ڈراؤنے خواب سے میں چونک پڑا۔ اور بیدار ہو کر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ اے اللہ شکر ہے کہ یہ خواب تھا۔ بیداری نہیں تھی۔ ورنہ میرا تو ستیاناس ہو گیا تھا۔ واپس آ کر اپنے شیخ احمد دباس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ جناب آپ نے تو مجھے فرمایا تھا کہ اس دفعہ تو اس سفر میں مارا جائیگا اور تیرا مال لوٹا جائیگا

لیکن میں تو صحیح سلامت اور بانفع واپس آگیا ہوں۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد و باسؒ اسی وقت مراقب ہوگئے بعدہٗ مراقبے سے سر اٹھا کر اُس تاجر سے فرمایا کہ یہ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کی طاقت ہے کہ اُس نے عالمِ بیداری کے معاملے کو خواب کے معاملے میں تبدیل کر دیا ہے اور جو کچھ جسم پر واقع ہونے والا تھا۔ اُسے رُوح پر واقع کر کے اس طرح امر کو تبدیل کر دیا ہے۔ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اس کے بعد حضرت پیر محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ اور اپنا شکرانہ اور نذرانہ پیش کر کے عرض گذار ہوا کہ حضور کے طفیل اللہ تعالےٰ نے مجھے تباہی سے بچالیا۔ آپ نے فرمایا کہ مردِ کامل وہ ہے کہ جو تقدیر کو تبدیل کر دے۔ ورنہ مقدر کا بتا دینا تو نجومیوں اور جوتشیوں کا کام ہے۔ پھر مردانِ خدا کی دعا، ہمت اور توجہ کے کیا معنے ہیں ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ ۔۔۔ تیرِ جستہ باز گردانند زراہ
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔۔۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضورؒ کے اس قسم کے زبردست تصرف کے نادر واقعات اور بھی ہیں جن کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔

شاہراہِ سلوک میں آنحضرت قدس سرہٗ کی سیر اور فضائے باطن میں

آپ کی پرواز برق براق سے زیادہ تیز واقع ہوئی تھی۔ اس لئے تھوڑے
عرصہ میں آپ تمام اہلِ سلف اور اہل خلف یعنی حسب اولین وآخرین اولیاء
اور بزرگانِ دین سے سبقت لے گئے۔ اور سب نے آپکے اس فرمانِ حق ترجمان
یعنی قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کلّ ولی اللہ کے سامنے سرِ تسلیم جھکا لیا تھا
اور جس نے انکار کیا وہ مارا گیا۔ کسی بزرگ نے اسی بارے میں کیا خوب
فرمایا ہے۔ رباعی

گویم زکمال تو چہ غوث الثقلینا   محبوب خدا ابن حسنؓ آل حسیناؓ
سر در قدمت جملہ نہادند بگفتند   تا اللہ رند اثرک اللہ علینا

شیخ ابوالحسنؒ علی ابن ہیتیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ بغداد میں
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہٗ کے ہمراہ حضرت شیخ معروف کرخیؒ
کے مزار پر گیا۔ چنانچہ حضور نے وہاں بیٹھ کر مراقبہ فرمایا اور تھوڑی دیر بعد
مراقبے سے سر اُٹھا کر فرمایا۔ یا معروفؒ عبرتنا بدرجۃ یعنی اے
معروفؒ تو ہم سے باطن میں ایک درجہ آگے بڑھا ہوا ہے۔ وہی علی
ابن ہیتیؒ فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد میں پھر حضرت شیخ قدس سرہٗ کے
ہمراہ حضرت معروف کرخیؒ کے مزار پر گیا۔ آپ نے پھر اسی طرح مزار پر
مراقبہ کیا اور اب کی دفعہ مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا السلام علیک
یا معروفؒ غبرناک بدرجتین۔ یعنی اے معروفؒ ہم آپ سے

آپ سے دو درجہ آگے بڑھ گئے ہیں۔

کتاب "بہجتہ الاسرار" میں مذکور ہے کہ جن ایام میں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ نوجوان تھے۔ ان دنوں بغداد میں بقا ابن بطوؒر بڑے جلیل القدر اور قوی التوجہ شیخ تھے۔ ایک شیخ کا بیان ہے۔ کہ ابتدا میں حضرت محبوب سبحانیؒ جب کبھی شیخ بقا ابن بطور رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جاتے تو آپ انکی دہشت اور ہیبت سے کانپنے لگتے اور اُن کے نور جلال کی حرارت اور حدت سے آنحضرت قدس سرہ کے مُنہ اور نتھنوں سے خون جاری ہو جاتا۔ اسی شیخ کا بیان ہے۔ کہ ایک سال کے بعد ہم نے شیخ بقا بن بطوؒ کو حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ کی خدمت میں جاتے دیکھا کہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی دہشت اور شوکت سے شیخ بقا بن بطورؒ پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ اور آپ کی توجہ کی حرارت سے خون گراتے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

نانا ترا محمدؐ دادا ترا علیؓ ہے ۔۔۔ اے دستگیر عالم تجھ سا نہ کوئی ولی ہے

نیز کتاب "بہجتہ الاسرار" میں مذکور ہے کہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے خلیفہ شیخ صدقہ کے منہ سے ایک دفعہ بغداد میں ایسا کلمہ نکلا جو ظاہر شرع کے برخلاف تھا۔ ظاہری رسمی علماء نے عداوت اور حسد کے سبب خلیفہ وقت سے جا کر شکایت کی۔ خلیفہ نے متولی کو حکم دیا کہ اُسے حاضر کر کے شرعی تعزیر دیویں۔ چنانچہ جس

وقت تعزیر کے لئے شیخ صدقہؒ کو حاضر کیا گیا۔ اور جلاد دُرہ اُٹھا کر شیخ صدقہؒ کو مارنے لگا۔ تو شیخ صدقہؒ کے خادم نے پکار کر کہا کہ یا شیخ! اسی وقت جلاد کا ہاتھ شل اور خشک ہو گیا اور متولی کے دل پر ہیبت چھا گئی۔ جس نے فوراً وزیر کے ذریعے خلیفہ کو اس واقعے کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کے دل پر بھی ہیبت ڈال دی چنانچہ خلیفہ نے اُسی وقت شیخ صدقہؒ کی رہائی کا فرمان جاری کر دیا چنانچہ شیخ صدقہؒ فرماتے ہیں کہ میں اُسی وقت وہاں سے رہائی پا کر اپنے شیخ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے پاس آیا جہاں آپ وعظ فرماتے تھے حاضر ہوا۔ اور مشائخ کے درمیان بیٹھ گیا۔ ابھی لوگ آپ کے وعظ کے منتظر بیٹھے تھے۔ کہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کرسئ وعظ پر تشریف لا کر رونق افروز ہوئے۔ ابھی آپ نے کوئی کلام شروع نہیں کیا تھا۔ اور نہ قاری کو کچھ پڑھنے کے لئے فرمایا تھا لیکن حاضرین میں ایک غیر معمولی باطنی ہیجان اور سخت وجد اور جذب برپا تھا اور حاضرین باطنی کیف اور روحانی سرور کے سبب سر دُھن رہے تھے۔ شیخ صدقہؒ کہتے ہیں۔ میں نے دل میں خیال کیا۔ کہ ابھی تک حضرت شیخ قدس سرہٗ نے وعظ شروع ہی نہیں کیا۔ اور نہ قاری نے کچھ پڑھا ہے یہ غیر معمولی وجد اور جذب مجمع کے اندر کیوں برپا ہے۔ اُسی وقت حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے صدقہؒ!

میرا ایک مرید بیت المقدس سے بذریعہ طے الارض ایک قدم میں پہنچا ہے اور میرے ہاتھ پہ تائب ہُوا ہے۔ ہم نے اس کے لئے نافہ کھولا ہے تمام حاضرین اس وقت اس کے طفیل ضیافت میں شامل ہیں اور اسی باطنی نافے کی خوشبو سے مست ہیں۔ ؎

جس نے زلفوں میں تری عطر بسا دیکھا ہے
اُن پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے

شیخ صدقہؒ کہتے ہیں کہ میں نے دِل میں کہا کہ جو شخص ایک ہی قدم پر بیت المقدس سے بغداد پہنچا ہے۔ اُسے شیخ کی کیا ضرورت ہے۔ اور وہ کس بات سے توبہ کرتا ہے۔ آپ نے پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے صدقہؒ! اب وہ اس بات سے توبہ کرتا ہے۔ کہ آئندہ علوی اور سفلی مقامات کی طیر سیر وہ ہرگز نہیں کریگا۔ اور طبقات کی پرواز سے تائب ہو کر ذات کی طرف پرواز کریگا۔ اس کی ہوائے شوق میں اُڑنا کسی کا کام ہے ؎

اسکی ہوائے شوق میں پھر بھی نہ اُڑ سکے
پیدا کرے ہزار اگر سو ہزار پر

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ اپنی ایک کتاب میں اس بلند مقام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تمام روئے زمین اور عالم ناسوت کی منازل اور مراتب مقامات صغیرہ کہلاتے ہیں۔ اور سات آسمان اور عرش و کرسی اور لوح و قلم

مقاماتِ کبیرہ کہلاتے ہیں فقیر کے لئے مقاماتِ صغیرہ اور مقاماتِ کبیرہ کی طیر سیر کرنی گویا گناہِ صغیرہ اور کبیرہ کی مانند ہے۔ فقیر محض اللہ تعالیٰ کے جمالِ لایزال کے متوالے اور اُسکی شمعِ جلال کے پروانے ہوتے ہیں۔ وہ بغیر دیدار پروردگار غیر کی طرف التفات کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ ابیات:-

مرا دردِ دل بغیر از دوست چیزے در نمے گنجد
بخلوت خانۂ سلطاں کسے دیگر نمے گنجد
درونِ قصرِ دل دارم یکے شاہے کہ گہ گاہے
ز دل بیروں زند خیمہ بہ بحر و بر نمے گنجد

کسی نے سچ فرمایا ہے۔ العشق نار یحرق ما سوی المعشوق کہ عشق الٰہی آگ ہے جو معشوق کے ماسوائے باقی سب خواہشات کو جلادیتی ہے۔ یاد رہے کہ فقیر کو یہ عالی مرتبہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص نگاہِ لطف و کرم اور اہل بیت و پنجتن پاک کی نظر شفقت و عنایت اور خاندانِ نبوت کی ظاہری و باطنی اور صوری و معنوی پرورش اور تربیت سے حاصل ہوتا ہے۔ باطن میں ہر سالک اور ہر ولی کا قدم کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور اس کی ولایت اسی نبی کی نبوت کے ظِل اور پرتو سے ہوا کرتی ہے اور وہی اس ولی کا خاص مسلک اور مشرب ہوتا ہے۔ چنانچہ

بعض ولی داؤدی مشرب ہوتے ہیں۔ کہ وہ سرود اور سماع سنتے ہیں۔ اور اسی سے ان کے سلوک میں ترقی ہوتی ہے اور بعض اولیاء اللہ صاحب روزہ و خانقاہ اہل تسخیر جن و انس صاحب رجوعاتِ خلق شہرت پذیر سلیمانی مشرب رکھتے ہیں۔ بعض صاحب تجرید و تفرید، اہل ترک و توکل بے خانماں دن رات سیر و سفر والے عیسوی مشرب درویش ہوتے ہیں۔ غرض باطن میں بے شمار مسلک اور مشرب ہیں۔ اور ہر سالک اور ہر ولی کا ایک خاص مسلک اور مخصوص مشرب کسی کے قدم پر ہوتا ہے۔ اور جو ولی اور سالک ابتداء سے جس نبی کے قدم پہ ہوتا ہے۔ اسی نبی کا نور اس کا مبداء فیض ہوتا ہے۔ اور آخر تک اسی نبی کے مسلک اور مشرب پر رہتا ہے۔ اور باطن میں اسی نبی کے رنگ سے رنگا ہوا ہوتا ہے۔ اور اسی کی صفات سے متصف اور اسی کے اخلاق سے متخلق ہوتا ہے۔ اور اسی نبی کا منبع انوار اس کا مرجع و معاد ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکتوبات کے دفتر اول مکتوب ۱۳ میں جو آپ نے خواجہ محمد ہاشم صاحب کی طرف لکھا تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرا قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے۔" اور ایک دوسرے مکتوب میں جو ملا محمد صدیق کو لکھا اس میں تحریر فرماتے

ہیں۔ کہ "طالب کو ولایت موسوی سے ولایت محمدی صلعم میں منتقل نہیں کیا جاسکتا"۔ یعنی کسی ولی کا مسلک اور مشرب ناقابلِ تبدیل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ ہر انسان کی طرف ایک نئی صفت سے متجلی ہُوا ہے۔ اس واسطے اختلاف رنگ ورائے واقع ہُوا ہے۔ ع

ہر گلے را رنگ و بُوئے دیگر است

اللہ تعالیٰ نہ دو مختلف انسانوں کی طرف ایک صفت سے متجلی ہُوا ہے اور نہ کسی ایک انسان کی طرف دو مختلف صفات سے ظہور فرما ہُوا ہے پس ہر سالک اور ولی کا مسلک اور مشرب الگ الگ ہے۔ ہر مشرب کی علیحدہ شان اور الگ نشان ہے۔ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَۃً وَّمِنْھَاجًا۔ اور یہ خالقِ کائنات کی صفت لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ ہے (اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے) جو ہر انسان بلکہ ہر شے میں جلوہ گر ہے۔ اور ہر شے اِسکی نئی صفت کا مظہر ہے حضرت محبوب سبحانی قطب ربّانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا قدم اپنے جدّ پاک حضرتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ہے۔ چنانچہ آپ اپنے قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں ؎

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ　　عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

یعنی ہر ولی کا اپنا قدم ہے لیکن میرا قدم اپنے جدّ اور نبی کے قدم

پر ہے۔ جو جملہ کمالات نبوت کے صدر اور بدر ہیں اور دوسرے بیت میں فرماتے ہیں ؎

انا البازی اشہب کل شیخ ومن ذا فی الرجال اعطی مثالی

ترجمہ :۔ میں تمام دُنیا کے اولیاء اور مشائخین کے درمیان سفید باز کی طرح بلند پرواز اور جملہ طائران فضائے قدس پر غالب ہوں۔ سو مردانِ خدا میں سے کسی کو میری طرح مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔

تمام انبیاء ومرسلین سابقین کا ایجاد وظہور حضرت ختم المرسلین وخاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہوا ہے۔ اس لئے ان سب کے اقمار صفات کو ضیاء وتنویر آفتابِ نورِ ذات حضرت سراج منیر سے ہے یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آفتاب عالمتاب کی طرح ذاتی ہے۔ اور باقی تمام انبیاء کا نور مثل اقمار صفاتی ہے۔ اور اللہ تعالٰی کی صفت ذاتی محض دیدار کے وقت جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور دیدار کی برداشت کی طاقت اور توفیق محض ذاتی نور کو ہو سکتی ہے۔ اقمارِ صفات اور نجوم اسماء آفتاب ذات کی تجلی کے وقت گم اور مفقود ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بجز حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی کو اللہ تعالٰی کا دیدارِ ذاتی اور حقیقی دُنیا میں حاصل نہیں ہو سکا۔ اور آپ کی اُمت کے ان اولیاء

کاملین کو آپ کے طفیل دیدار اور رویت کا مرتبہ حاصل ہوا ہے جن کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔ اور جو مکمل طور پر فنا فی الرسول اور بقا بالرسول محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی فقر سے سرفراز ہو چکے ہیں اور سلطان الفقراء و سیّد الکونین یہی ہیں جن کا ذکر رسالہ روحی میں آیا ہے۔ اور جنکی نسبت حضرت سلطان العارفینؒ رسالہ روحی میں فرماتے ہیں "کہ از آں یک لمعہ موسیٰ علیہ السلام در سر اسیمگی رفتہ و طور در ہم شکستہ در ہر لمحہ و طرفتہ العین ہفتاد ہزار بار لمعات جذبات انوارِ ذات بر ایشاں وارد و دم نزدند و آہے نکشیدند و هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ میگفتند۔ ایشاں سلطان الفقراء و سیّد الکونین اند" ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام جس تجلی کی ایک معمولی چمک سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ اور کوہ طور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ اسی قسم کی ستر ہزار تجلیات ذاتی ایک ہی دم کے اندر اور ایک ہی آنکھ جھپکنے میں ان سات فقراء ذاتی پر وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ کچھ ضعف اور کمزوری محسوس نہیں کرتے بلکہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ پکارتے رہتے ہیں یعنی اے اللہ ہم پر تجلی زیادہ فرما یہ لوگ سلطان الفقراء اور سیّد الکونین ہیں۔" چونکہ یہ فقراء روحانی طور پر ایجاد خلق سے بہت پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ اور ان سات ارواح کو نور محمدی صلعم

سے وہی نسبت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ واجب الوجود کو اپنے ذاتی سات صفات سے ہے۔ اس لئے یہ سات فقراء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وارث اور روئے زمین میں اس کے نائب خلیفہ اور جانشین ہیں۔ اور ان کا قدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔ اور جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہیں۔ یہ سات فقراء سید الاولیاء ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی صفاتی، اسمائی اور افعالی رویت انبیاء سابقین اور ان کے اولیاء وارثین کو ہوتا ہے۔

تمام انبیاء سابقین اور مرسلین اولین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہیں۔ کیونکہ سب انبیاء سابقین کے ظلی اور بروزی وجود اپنے جانشینوں اور خلیفوں و نائبوں کی صورت میں آپ کی امت میں موجود اور داخل ہیں۔ اسی لئے حضور فرما چکے ہیں۔ کہ علماءِ اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری اُمت کے علماء عاملین یعنی اولیاءِ کاملین بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ اور یہ وہی اولیاء ہیں، جن کے قدم انبیاء سابقین کے قدم پر ہیں۔ اور انہی کو قرآن کریم میں انبیاء سابقین کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔ قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ

لَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ (ترجمہ" اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد و پیمان لے کر فرمایا۔ کہ جس وقت میں تم کو اپنی کتاب اور حکمت عطا کروں گا۔ اور آئیگا تمہاری طرف میرا رسول جو تصدیق کرنے والا ہو گا۔ اس چیز (علم و حکمت) کا جو تمہارے پاس ہے کہ تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ پھر ہم نے کہا۔ کہ تم نے عہد و پیمان کر لیا۔ اور تم نے اس اقرار پر میرا ذمہ مضبوط پکڑ لیا۔ پس سب نے جواب دیا۔ کہ ہاں ہم نے اقرار کر لیا پھر ہم نے کہا۔ کہ تم سب اس بات کے شاہد اور گواہ رہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ اس گواہی میں شامل رہیں گے؟

اس آیت کے مفہوم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا انبیاء سابقین (جو آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں) کے پاس آنحضرت صلعم کے بھیجنے اور اُن سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا عہد و پیمان لینے کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ اِن سے مُراد آپ کی اُمت کے وہ اولیاء اللہ ہیں۔ جو ان کی

مثل ہیں۔ اور جن کے قدم انبیاء کے قدم پر ہیں۔ جو ظلی اور بروزی طور پر ان کے نائب خلیفہ اور جانشین ہیں۔

رسالہ روحی کی شرح میں یہ مسئلہ بھی حل کرنا ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار اور رؤیت اس دنیا میں ممکن ہے یا نہ؟ بعض لوگ اس دنیا میں اللہ تعالےٰ کی لقا اور دیدار کو ممتنع اور محال خیال کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہہ گذرے ہیں کہ محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دنیا میں دیدار حاصل نہیں ہوا۔ ہمیں ظاہری علماء کے روایتی اختلافات سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ مختصر غرض یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں دیدار حق تعالےٰ کو ناممکن اور محال سمجھتے ہیں۔ ان کی دو بڑی دلائل یہ ہیں۔ کہ موسےٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ہوئے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالےٰ سے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ کہہ کر دیدار اور رویت کی التجا اور آرزو کی لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ لَنْ تَرَانِی یعنی اے موسیٰؑ تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا دوسری دلیل ان کی یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ یعنی آنکھیں اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں بلکہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے"۔ سو پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے کے

لن ترانی فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ اے موسیٰ تو میرے ذاتی انوار اور عریاں دیدار کی تاب نہیں لا سکے گا۔ کیونکہ بعد کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خود توضیح فرمادی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَلٰکِنْ اُنْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰانِیْ ط یعنی اے موسیٰ میں اپنی تجلی کوہ طور پر ڈالتا ہوں۔ اگر پہاڑ جیسی بھاری بھرکم سنگین اور ثقیل چیز میری تجلی کے وقت اپنی جگہ پر قائم رہ گئی اور اس منعکس اور معکوس تجلّی کو دیکھ کر تیرے ہوش اور حواس قائم رہ گئے۔ تو پھر ممکن ہے کہ تو میری عریاں اور ذاتی تجلّی کی تاب بھی لا سکیگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا فَسَوْفَ تَرٰانِیْ (یعنی پھر تو عنقریب مجھے دیکھ سکیگا) فرمانا صاف طور پر تبلا رہا ہے۔ کہ دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی لقا اور دیدار محال اور ناممکن ہرگز نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس ناممکن سوال کے جواب میں فوراً موسیٰ علیہ السلام سے فرما دیتے۔ کہ اے موسیٰ تو نے ایک محال اور ناممکن چیز کا ہم سے کیوں سوال کیا ہے۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کو فرمایا تھا جبکہ انہوں نے نااہل بیٹے کے حق میں سفارش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لا تسئلنی ما لیس لك به علم انی اعظك ان تکون من الجاھلین۔ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے نوحؑ) تو ایسی

بات کا مجھ سے سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہ ہو۔ مَیں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ ایسا کرنے سے تُو جاہلوں میں شمار ہو گا"۔ سو کیا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ اتنے بڑے اہم سوال اور ایسے ناممکن اور محال امر کے لئے نہیں فرما سکتے تھے۔ کہ موسیٰؑ مجھ سے ایسی ناممکن بات کا سوال نہ کر، بلکہ اس کے لئے کوہ طور پر تجلّی نازل فرما کر اس کی طرف دیکھنے اور وہ معکوس تجلّی دکھا کر بے ہوش کرانے اور قول سوف ترانی کی اُمید دلانے اور اتنی طویل اہتمام کی کیا ضرورت تھی۔ سو اس سے معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کی لن ترانی سے یہی مراد تھی کہ اے موسیٰؑ مجھے تیرے اوپر اپنی ذاتی تجلّی نازل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ لیکن تو دیکھ لے اور آزما کر معلوم کرلے کہ آیا تجھ میں ذاتی عریاں تجلّی کی تاب و طاقت بھی ہے یا نہ۔ اور اللہ تعالےٰ نے یہ معاملہ ثابت کر کے دکھا دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ اور جب ہوش میں آ کر اپنے ضعف کو معلوم کیا تو اس سوال کی دلیری اور جرأت پر نادم اور تائب ہوئے کما قال عزّو ذکرہٗ فلما جاء موسیٰ لمیقاتنا و کلمہٗ ربہٗ قال رب ارنی انظُر الیک قال لن ترانی و لٰکن انظُر الی الجبل فان استقر مکانہٗ فسوف ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکًا و خر موسیٰ صعقًا

فلما افاق قال تبت الیک وانا اول المومنین۔ ترجمہ:۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام وقت موعود میں کوہ طور پر آئے اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو موسیٰؑ نے عرض کی کہ اے ربّ! تو مجھے (ذاتی طور پر) نظر آجا۔ تاکہ میں تجھے دیکھ لوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اے موسیٰؑ تُو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ لیکن (اگر خواہ مخواہ تو دیدار کی تاب آزمائی کرنا چاہتا ہے) تو پہاڑ کوہِ طور کی طرف دیکھ اگر وہ (ہماری تجلّی کے وقت) اپنی جگہ پر قائم رہ گیا۔ تو پھر ممکن ہے تو بھی ہمیں دیکھ سکیگا جس وقت اللہ تعالیٰ نے کوہ طور کی طرف اپنی تجلّی فرمائی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور موسیٰؑ اُسے دیکھ کر غش کھا گئے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جس وقت انہیں ہوش آیا تو عرض کی اے اللہ! میں ایسے دیدار کے سوال سے جس کی مجھے تاب نہیں آپ سے توبہ کرتا ہوں۔ اور میں (آپ کے لقاء پر) ایمان لانے والوں میں سے پہلا شخص ہوں؛

سو موسیٰ علیہ السلام پر ان کے حوصلے اور استعداد کے مطابق دیدار کی تجلّی کوہ طور کے پردے میں ملفوف کر کے ڈالی گئی لیکن وہ اس کی تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اگر تھوڑی سی تجلّی کوہ طور کے پردے کے بغیر عریاں طور پر براہِ راست موسیٰ علیہ السلام کی طرف ڈالی جاتی۔ تو ممکن ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام بالکل ہلاک ہو جاتے۔ واللہ تعالیٰ

نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ قال یٰموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی خذ ما اٰتیتک وکن من الشاکرین۔ کہ اے موسیٰؑ جو کچھ ہم نے تجھے اپنا کلام اور رسالت عطا فرمائی ہے۔ اُسے قابو کر اور اسی پر شکر گذار رہ۔ اور اپنی وسعت اور استعداد سے آگے قدم نہ رکھ۔ سو اللہ تعالیٰ کوہ طور پر وقتاً فوقتاً موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جلال کے صفاتی شعلہ آتشیں کی تجلی میں نمودار ہوتے تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو اس تجلی کی برداشت کی تاب اور طاقت تھی۔

قولہٗ تعالیٰ وھل اتیک حدیث موسیٰ اذ راٰ نارًا فقال لاھلہ امکثوا انی اٰنست نارًا لعلی اتیکم منھا بقبس اوا جد علی النار ھدی فلما اتاھا نودی یٰموسیٰ انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی۔ ترجمہ "کیا آیا ہے تیرے پاس موسیٰ علیہ السلام کا ذکر جبکہ اس نے دیکھی آگ (کوہ طور پر) پس اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ ٹھہرو۔ مجھے آگ نظر آرہی ہے۔ تاکہ میں اُس سے تمہارے پاس آگ کا ٹکڑا لاؤں یا آگ کی طرف راستہ معلوم کروں جب وہ آگ کے پاس پہنچا۔ تو اُسے غیب سے آواز آئی۔ کہ اے موسیٰؑ! یہ ہم تیرے رب ہیں۔ پس تو اپنے جوتے اُتار ڈال۔ اب تو مقدس پاک وادی کے قریب آگیا ہے"۔ سو یہ نور اللہ تعالیٰ کی صفت جلال کی تجلی تھی۔ جو آگ

کی صورت میں موسیٰ علیہ السلام کو نظر آ رہی تھی۔ اور ایک دوسری جگہ آیا ہے
واذ قال موسیٰ لاھلہ انی اٰنست نارًا ساٰتیکم منھا بخبرٍ او
اٰتیکم بشھاب قبس لعلکم تصطلون فلما جاءھا نودی
ان بورک من فی النار ومن حولھا وسبحٰن اللہ رب العٰلمین
یٰموسیٰ انی انا اللہ العزیز الحکیم۔ ترجمہ۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام
نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے آگ نظر آ رہی ہے۔ میں اسکی عنقریب
خبر لاتا ہوں۔ یا اس میں سے تیرے پاس آگ کا روشن انگارہ لا دیتا
ہوں۔ تاکہ تم اسے سینکو۔ جب موسیٰ اس کے پاس پہنچے تو انہیں غیب سے
فرشتوں کی) ندا آئی کہ مبارک ہے وہ ذات جسکا نورِ جلال آگ کے
اندر اور اس کے اِردگرد جلوہ گر ہے۔ گویا پاک ہے وہ ذاتِ ربّ العٰلمین
ہر قسم کی تشبیہ سے" اس وقت اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے یوں ہمکلام
ہوئے۔ کہ اے موسیٰ یہ ہم ہیں اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والے"۔ سو
گاہے بندہ اللہ تعالیٰ کی صفاتی تجلی اپنے آئینے کے اندر دیکھتا ہے چونکہ
موسیٰ علیہ السلام جلال کی صفت سے متصف تھے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ
انہیں اپنے آئینے کے اندر شعلۂ جلال کی صورت میں نظر آئے۔ اور بعدہٗ وہ
افعالی تجلی بشکل اژدہے کی جلالی صورت میں سے نمودار ہوا۔ سو اللہ تعالیٰ
کا ہر مقبول بندہ اپنے آئینے میں اللہ تعالیٰ کی صفاتی، اسمائی اور افعالی

تجلّی دیکھ سکتا ہے۔ چنانچہ عیسےٰ علیہ السلام جو صفت جمال کے مظہر تھے اپنے آئینے میں اس تجلّی کو کبوتر کی صورت میں نازل ہوتے دیکھتے تھے۔

سو اللہ تعالیٰ کی صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلیات ہر شخص اپنے آئینے میں اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق دیکھ سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ذاتی غیر مخلوق قدیم نور کی عریاں تجلّی دیکھنی سوائے محبوب رب العٰلمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نور کے اور کسی نبی یا ولی کا کام نہیں کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎

موسےٰ ز ہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عین ذات مے نگری در تبسّمی

اور بعض ذاتی نور سے منوّر فنا فی الرّسول، فقر محمدی صلعم کے سچے وارث سلطان الفقراء جن کا قدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔ انہیں بھی آئینہ محمدی صلعم میں ذاتی دیدار نصیب ہوتا ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

چنانچہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

دیدہ ام دیدار ربّیم ہر دوام ورد من دیدار شد ہر صبح و شام

اب ہم یہاں ذاتی، صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلّیات کا تھوڑا سا آپس میں فرق بیان کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ ہر نبی، ہر ولی اور ہر سالک بلکہ ہر مقبول بندے کے اندر اللہ تعالیٰ اپنی صفات و اسماء اور افعال کے نور سے متجلّی اور جلوہ گر ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی صفاتی تجلّی سالک کے دل پر اس طرح متجلّی ہوتی ہے جس سے سالک کے دل کی صفات اُس پاک نوری تجلّی کی طفیل پاک، منزّہ، وسیع اور قوی ہو جاتی ہیں۔ اور یہ تجلّی گاہ ہے دل سے وحی اور الہام کی صورت میں زبان پر جاری ہو جاتی ہیں اور یہی نور دماغ میں علم اور حکمت کی صورت میں نمودار ہو جاتا ہے۔ دیگر اللہ تعالےٰ کی اسمائی تجلّی کا نور سالک کی آنکھوں میں نمودار ہوتا ہے جس سے سالک صاحبِ بصیرت باطنی اور صاحبِ کشف اور اہلِ مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ تیسری تجلّی افعالی سالک کے ہاتھ میں نمودار ہوتی ہے۔ اور اس سے نبی صاحبِ معجزات اور ولی صاحبِ کرامات ہو جاتا ہے۔

نیز یاد رہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے ذاتی دیدار کی آیاتِ کبریٰ سے دو دفعہ مشرف ہوئے۔ ایک دفعہ وہ ذاتی نور آپ کی طرف آفاق میں اور دوسری دفعہ انفس میں جلوہ گر ہوا۔ قولہٗ تعالیٰ۔ وکذالک نریھم ایاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حتیٰ یتبین لھم انہ الحق۔ ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں انہیں اپنی نشانیاں آفاق اور انفس کے اندر تاکہ انہیں معلوم ہو

جائے کہ ہماری ذات اور اس کے جلوے حق میں ہیں اور پھر سورۂ نجم میں آیا ہے۔ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ یعنی دیکھا حضرت محمد صلعم نے اُسے دوسری دفعہ۔ اور اسی دو دفعہ ذاتی دیدار کو سورۂ والنجم میں آیاتِ کبریٰ سے تعبیر فرمایا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ ولقد راٰی من اٰیات ربہ الکبریٰ یعنی ہمارے حبیبؐ نے اپنے ربّ کے ذاتی نور کی آیاتِ کبریٰ دیکھیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھی اللہ تعالےٰ نور صفت کلیم سے دو دفعہ متجلی ہوئے۔ اور اُسے رسالت اور کلام کی الگ نعمتوں سے بیان فرمایا جیسا کہ ارشاد ربی ہے۔ یموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین۔

اللہ تعالےٰ کی ذاتی نوری تجلی انفس کی رگ رگ اور ریشے ریشے کے اندر اور آفاق کے ذرّے ذرّے میں جاری اور ساری ہوتی ہے۔ اُس کے لئے کوئی مخصوص مقام نہیں ہے۔ ذاتی جلوہ زمان اور مکان کی قید سے اور تعیّن سے مبّرا اور بے کیف اور بے جہت ہوتا ہے۔ لیکن صفاتی اسمائی اور افعالی تجلیات کے لئے مخصوص مقام اور مکان و زمان کا تعیّن اور دیگر افعالی اور اعمالی شرائط و لوازمات کی پابندی لازمی ہوتی ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور وحی کے حصول کے لئے کوہِ طور پر جانا لازمی تھا۔ یہ ایک آفاقی تعیّن تھا اور انفس میں تیس چالیس روز تک

بھوک کا پیاسا رہنا پڑتا تھا۔ تب آپ اس تجلّی کے مستحق اور مستوجب ہوتے تھے۔ یہی حال عیسٰے علیہ السلام کا تھا۔ انہیں بھی پہاڑ پر جا کر اسی طرح متواتر تمیں چالیس روز تک بھوک اور پیاس سے تزکیۂ نفس کرنا پڑتا تھا۔ تب جا کر آپ پر اللہ تعالیٰ کی تجلّی ہُوا کرتی تھی۔ لیکن ہمارے آقائے نامدار، احمد مختار محبوب کردگار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات پر ذاتی، صفاتی تجلّیات بے کیف و بے جہت اور بغیر قیدِ زمان و مکان اور بے پابندئ شرائط و لوازمات ہُوا کرتی تھیں۔ چنانچہ خواب و بیداری، حضر اور سفر، رات اور دن کے کسی حصّے میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم موردِ تجلّیات اور معرضِ نزولِ وحی و برکات ہوتے تھے۔ اس کے لئے نہ کسی خاص زمان و مکان کی قید تھی اور نہ کیف اور جہت کا تعیّن لازمی تھا اور نہ تیس چالیس روز تک متواتر بھوک اور پیاس کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اُونٹ پر سوار جا رہے ہیں۔ اصحاب کے درمیان یا گھر میں اپنی بیبیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ یہ معرکۂ کارزار میں کفار کے مقابلے میں برسرِ پیکار ہیں۔ یا خواب میں ہیں یا بیدار ہیں۔ غرض ہر حالت میں آپ پر وحی کا نزول ہُوا کرتا تھا اور اس کے لئے کوئی قید، کسی قسم کا تعین اور کسی طرح کی پابندی درکار نہیں تھی۔

جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے۔ اسی طرح ذاتِ قدیم کی

رُویتِ ذاتی یعنی اللہ تعالیٰ کا ذاتی دیدار بھی قدیم ہے اور جس نیک بخت، سعادتمند ذاتی نور والے نبی یا ولی کو اللہ تعالیٰ کا ذاتی دیدار اور مشاہدہ ایک دفعہ ہو جاتا ہے تو اُس دیدار اور مشاہدے کی شان ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اور کبھی زائل اور موقوف نہیں ہوتی۔ اور بظاہر اگرچہ وہ معاملہ ایک دفعہ واقع ہو کر کبھی ظاہر و کبھی غائب اور گاہے عیاں اور گاہے نہاں ہوتا نظر آئے لیکن اہلِ دیدار اور اہلِ مشاہدہ کا ایک باطنی نوری وجود ہمیشہ ابد الاباد تک اللہ تعالےٰ کے مشاہدے میں رہتا ہے اور اسے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ کی یہ سعادت بطور دوام نصیب ہوتی ہے۔ اور جب کبھی وہ غیر مشاغل سے فارغ ہو کر دیدار کی طرف متوجہ اور ملتفت ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو دیدار اور مشاہدے میں موجود پاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہیں۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ یعنی اے میرے حبیب صلعم! جب کبھی تو دُنیوی معاملات اور غیر مصروفیات سے فراغت پائے تو مستعد ہو جایا کر اور اپنے رب کی طرف مائل اور راغب ہو۔" دیگر بزمِ خاص نبوی میں حضوری کا معاملہ بھی اسی طرح ہے کہ سالک کا ایک باطنی لطیف وجود مجلسِ خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ کے لئے داخل و شامل

ہوتا ہے۔ لیکن سالک کو گاہے معلوم ہوتا ہے اور گاہے ظاہری مادی حواس اور ادراک سے وہ معاملہ پنہاں اور معدوم ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دیدار اور مشاہدہ اور نیز بزم نبوی صلعم میں حضوری کا معاملہ اس ظاہری عنصری مادی وجود اور اس کے حواس وقویٰ اور مادی دل و دماغ کا کام ہرگز نہیں ہے۔ یہ کام باطنی نوری لطیف وجود اور اس کے باطنی روحانی حواس وقویٰ اور باطنی دلِ وعقلِ کل کا کام ہے۔ ظاہری آنکھوں اور مادی حواس کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ اس واسطے آیا ہے۔ کہ لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھواللطیف الخبیر۔ اس سے نفی ادراک مراد ہے۔ نفی رویت مراد نہیں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو انسانی آنکھیں معلوم نہیں کرسکتیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جو آنکھوں اور آنکھوں والوں کا خالق ہے۔ سو آنکھوں کی کُنہہ اور حقیقت کو وُہ جانتا ہے۔ سو نفی ادراک سے ہرگز نفی رویت مراد نہیں ہو سکتی۔ ہماری آنکھیں سورج کو دیکھتی ہیں لیکن سورج کی کُنہہ اور حقیقت کے ادراک سے ہم عاجز ہیں۔

دیگر اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ موت کے بعد نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ موت اور خواب ایک دوسرے سے ملتی جلتی چیزیں ہیں۔ اس واسطے آیا النوم اخ الموت یعنی نیند موت

کا بھائی ہے۔ دونوں حالتوں میں انسانی ظاہری حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ موت سے ظاہری مادی حواس ہمیشہ کے لئے معطل ہو جاتے ہیں لیکن خواب میں عارضی طور پر ایک وقفہ کے لئے انسان ظاہری مادی حواس اور قویٰ سے باہر آجاتا ہے۔ کسی نے اس بارے میں کیا اچھا شعر کہا ہے۔

اے برادر من ترا از زندگی دادم نشاں
خواب را مرگِ سبک داں مرگ را خواب گراں

یعنی اے بھائی! میں تجھے زندگی کی حقیقت بتاتا ہوں کہ نیند بھی ہلکی سی عارضی موت ہے۔ اور موت بھاری گہری اور دائمی نیند ہے" اس واسطے شریعت نے خواب میں اللہ تعالےٰ کے دیدار کو جائز قرار دیا ہے۔ اور مراقبہ خواب سے بھی زیادہ موت کے متشابہ اور قریب چیز ہے۔ کامل عارف لوگوں کو مراقبے میں اللہ تعالےٰ کا دیدار ہوتا ہے موت کوئی اتنی بڑی چیز نہیں ہے۔ اولیاء اللہ زندگی میں بطور موتوا قبل انت موتوا کئی دفعہ مرتے اور بار بار زندہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ جامی صاحب فرماتے ہیں ع

یکبار میرد ہر کسے بیچارہ جامیؒ بارہا

بے شمار اولیاء اللہ کے مناقب میں آیا ہے۔ کہ وہ اسی دنیوی زندگی

میں کئی بار دیدار سے مشرف ہوئے ہیں چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بروایت صحیح آیا ہے کہ انہیں سو دفعہ خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوا ہے۔ سو اس بات میں ذرا برابر شک اور شبہ نہیں ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو حسب وسعت و استعداد اللہ تعالیٰ کا دیدار اسی زندگی میں حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ زندگی میں اللہ تعالےٰ کے دیدار کے منکر اور اس سے ناامید ہیں۔ اور اس کے حصول سے غافل ہیں اور جنہوں نے اس معاملے کو موت کے وعدے پر اٹھا رکھا ہے۔ اور یہاں زندگی میں دیدار کی اہلیت اور قابلیت حاصل نہیں کی۔ وہ موت کے بعد باوجود ظہور نور واجب الوجود اپنی کور چشمی کا سخت ماتم کریں گے۔ اور ان آیات کے مصداق ہونگے۔ ومن کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ جو لوگ اس دنیا میں اندھے ہیں۔ وہ آخرت میں بھی اندھے ہونگے۔ قولہٗ تعالےٰ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہٗ یوم القیمۃ اعمیٰ۔ اور جن لوگوں نے ہماری یاد اور ذکر سے اعراض اور کنارہ کیا۔ اسکی معیشت اور روزی تنگ ہوگی۔ اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کھڑا کریں گے۔ اور یہ آخری آیت خاص دنیا میں منکرین اور مکذبین دیدار کے بارے میں آئی ہے۔ قولہٗ تعالےٰ قد خسر الذین

كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللهِ حَتّٰى إِذَا جَاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَا حَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيهَا الخ ۔ ترجمہ تحقیق بڑے گھاٹے میں رہے وہ لوگ جو (دُنیا میں) اللہ تعالیٰ کے دیدار اور لقا کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ موت اور قیامت اچانک اُن کے سامنے آئی ۔ اور وہ کہنے لگے کہ ہائے افسوس ہم نے اس معاملے میں کتنی بھاری کوتاہی کی" سو اگر ہمیں اپنی خودستائی اور اس زمانے کے حاسد کور چشموں کی عقل کی کوتاہی کا ڈر نہ ہوتا ۔ تو ہم اس بارے میں کچھ اپنے مشاہدات اور تجربات بھی پیش کرتے لیکن ہم فی الحال مذکورہ بالا عقلی اور نقلی سچے دلائل اور براہین پر ہی اکتفا کرتے ہیں ۔ سو ان لوگوں پر سخت افسوس ہے جنہوں نے دیدار کو کل قیامت کے وعدے پر اُٹھا رکھا ہے اور آج اس سے منکر ہیں حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں ؎

زاہداں از مرگ مہلت خواستند

عاشقاں گفتند نے نے زود باش

جو لوگ اندھے کور چشم ہیں ۔ اور جنہیں باطنی دُنیا کی کبھی ہوا بھی نہیں لگی ۔ اور جنہیں شیطان بھی اپنا دیدار اور زیارت کرانے سے کتراتا اور شرماتا ہو ۔ وہ اگر دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا خود اسکی ہستی اور وجود کا بھی انکار کر دیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ۔ اور

سچ ہے یہ دولتِ عظمیٰ ہر نفسانی بوالہوس کے حصّے میں نہیں آتی۔

رباعی:۔ "سَرمد غمِ عشق بوالہوس را نہ دہند
سوزِ دلِ پروانہ مگس را نہ دہند
عمرے باید تا دوست آید بکنار
ایں دولت سرمد ہمہ کس را نہ دہند"

اب ہم پھر اپنے اصلی مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُورِ ذاتی تھا اور حقیقت محمدی صلعم ازل کے روز ان سات فقراء کاملین کے اندر جلوہ گر ہوئی۔ جن کو رسالہ "روحی" میں سات سلطان الفقراء کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور یہی امت محمدی صلعم میں آپکے فقر کے حقیقی وارث ہوئے ہیں۔ اور ان کے نُوری وجود آں حضرت صلعم کے ہمراہ ازل، ابد، دُنیا اور عُقبیٰ کے مقام میں شامل رہے ہیں۔ اور معراج میں بھی ان کی پاک ارواح کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی رفاقت اور روحانی ہمراہی حاصل رہی ہے اور انہی فقراء کو آئینہ محمدی صلعم میں اصلی ذاتی دیدار اور حقیقی لقا کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور گو جسمانی طور پر جملہ بنی آدم کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ روحانی طور پر جملہ مخلوقات کا ظہور نورِ محمدی سے ہوا ہے اور حضور جملہ ہژدہ ہزار عالم کے ابوالارواح ہیں۔ اور جملہ انبیاء و اولیاء

جن وانس اور ملائکہ کی ارواح آپ کی ذات پاک کے شجرۃ النور میں اس طرح شامل اور داخل ہیں، جس طرح درخت میں پھل پھول اور پتے وغیرہ ہوتے ہیں۔ سو جس رات جناب حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔ اس معراج میں تمام انبیاء و مرسلین اور اولیاء متقدمین و متاخرین اور جملہ ملائکہ و مقربین اپنی اپنی استعداد کے مطابق اپنے اپنے مخصوص مقام میں حضور کے ساتھ شامل تھے اور معراج کی رات اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو اپنے جملہ ظاہری و باطنی اور صوری و معنوی، دنیوی و اخروی درجات اور ذاتی، صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلیات سے سرفراز فرما کر آپ پر اپنی جملہ نعمتوں اور دولتوں کو ختم کر دیا۔ سو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات سدرۃ المنتہیٰ تک براق پر سفر گویا صفاتی سیر تھی جس میں آپکے ہمراہ جملہ انبیاء و مرسلین اور آپ کی اُمت کے اولیاء متقدمین و متاخرین اور جملہ ملائکہ مقربین شامل و ہمرکاب رہے ہیں اور آپکے ہر نبی اور ہر فرشتے کی ہمراہی اور ملاقات کا ذکر ان مخصوص مقامات پر معراج کی احادیث میں صاف طور پر کیا ہے۔ چنانچہ آپ کے معراج کی روایتوں میں مختلف جگہ مذکور ہے کہ آپ کو فلاں نبی فلاں آسمان پر ملے اور فلاں فرشتے سے فلاں مقام پر ملاقات ہوئی اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات

جملہ عالمِ صفات کے مقامات، طبقات اور درکات کو عبور کیا۔ اور آپ نے سدرۃ المنتہیٰ سے آگے پرواز کا ارادہ فرمایا۔ تو جبریل امین آگے پرواز سے رہ گئے۔ اور جب لاہوت لامکاں کا غیر مخلوق نوری میدان نمودار ہوا۔ تو براق اور رفرف کی روحانی سواریوں نے جواب دیدیا۔ اور معذرت ظاہر کی ؎

کہ گر یک سرِ موئے بالا پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم

سو اس مقام پر حضرت پیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی نسبت آپ کے مناقب اور حالات کی کتابوں میں مستند روایات سے یہ بات مذکور ہے۔ کہ اس مقام پر جب حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بغیر رفیق شفیق تن تنہا اور بغیر سواری کے اکیلے رہ گئے تو اُسوقت حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کی روحانیت نے حاضر ہو کر روحانی باطنی رفیق اور نوری سواری کا کام دیکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ قربِ قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچا دیا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضور صلعم کو شرفِ دیدار اور آیاتِ کبریٰ کے ذاتی انوار اور اسرار سے سرفراز فرمایا۔ اس باطنی روحانی واقعہ کو بہت اہلِ کشف بزرگانِ دین اور اولیاءِ مقربین نے اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے اور سوائے بعض کور چشم ظاہر بین علماء کے سب اہل اللہ نے اس کی تصدیق فرمائی ہے

اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو صاحب قدس سرہ العزیز نے بھی اپنی بہت تصانیف میں خصوصاً کتاب "نور الہدیٰ" کے ساتویں باب کے اندر اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔ کہ جب حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات سرکارِ کبریا کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے جبرائیل امین کی رفاقت میں براق پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جس وقت آنحضرت صلعم گذرے تو جبرائیل نے آگے جانے سے معذرت ظاہر کی۔ غرض جبرائیلؑ اور براق مقام سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جانے سے رہ گئے۔ اس سے آگے آنحضرت صلعم رفرف پر سوار ہو کر آگے چلے۔ حتیٰ کہ جب لاہوت لامکان کا غیر مخلوق بےمثل اور بےمثال میدان آگے نمودار ہوا۔ تو رفرف بھی آگے چلنے سے رہ گیا۔ اس وقت آنحضرت صلعم اکیلے رہ گئے اُس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کو اپنی قدرت کا لطیف باطنی جامہ پہنا کر اور آپ کی رُوح مقدس کو نوری سواری بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرہٗ جس وقت نوری حضوری جُسہ اور صورت سلطان الفقر لیکر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلعم نے بارگاہِ الٰہی میں سوال کیا

کہ اے اللہ! لاہوت لامکان کی اس بےمثل و بےمثال میدان میں جہاں جبرئیل براق اور رفرف کو پر مارنے کی تاب نہیں ہے۔ اور نہ کسی ولی اور نہ نبی مرسل کو سمائی ہے۔ یہاں یہ کس نور کا ظہور ہے۔ جس سے میری آنکھوں میں ٹھنڈک اور دل میں سرور ہے۔ بارگاہِ الٰہی سے خطاب ہوا۔ کہ اے میرے حبیبؐ! تجھے بشارت ہو کہ یہ رُوح پُر فتوح سلطان الفقراء شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی ہے۔ جو تیری اُمت میں حسباً و نسباً وارث اور تیری پُشت میں ہر دو حسنی اور حسینی سیّد ہوگا۔ اور جیلان میں پیدا ہوگا۔ تیرے مُردہ دین کو اپنے دمِ مسیحائی سے از سرِ نو زندہ کرے گا۔ اور محی الدین کے لقب سے ممتاز ہوگا۔ معراج کی اس انتہائی تنہائی اور لاہوت کے ھُوْ کے عالم میں اس نوری مبارک پیکر کو تیرا رفیق شفیق اور سواری بنا کر بھیجا ہے۔ یہاں آپ نے اپنی ذات کی ذاتی سواری بنا کر ذات سے ملنا ہے۔ سو آپ ایک اپنے ختم نبوت اور دوم اس رُوح کے ختم ولایت کے پروں سے پرواز کر کے غیر مخلوق نوری سرکار اور خاص خلوت گاہ دیدار میں شرفِ بار حاصل کریں اور اسرار فاوحی الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کے موتیوں سے اپنا دامن بھریں۔ اور ولقد رای من آیات ربہ الکبریٰ کے نظاروں سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ چنانچہ حضرت ختمِ نبوت کمال شوق اور محبت سے

نورِ ختم ولایت کے قریب آیا۔ جس نے ادب اور تعظیم سے اپنا سر جھکایا اور آنحضرت صلعم کو اپنے دوش مبارک پر اٹھایا۔ اس وقت حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبانِ حق ترجمان سے یوں گوہر فشاں ہوئے کہ اے میرے حسبی نسبی اور نوری حضوری فرزند! آج میرا قدم تیری گردن پر آرہا ہے۔ اور مجھے قربِ حق کے انتہائی مقام پہ پہنچا رہا ہے کل تیرا قدم میری اُمت کے تمام اولیاء اللہ کے سر کا تاج بنے گا۔ چنانچہ آپنے منبر وعظ پر کھڑے ہو کر ایک دن یہی فرمان حق ترجمان خلقِ خدا کو سنایا۔ کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ چنانچہ اس وقت اثناءِ وعظ میں جسقدر اولیاء کرام حاضر تھے۔ سب نے بطور امتثال امر اپنی گردنیں جھکا لیں۔ اور حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ جو بغداد کے اکابر اولیاء میں سے ہوئے ہیں۔ اُس وقت مجلس میں حاضر تھے۔ اٹھکر آپکے منبر کے پاس گئے۔ اور آپ کا قدم اُٹھا کر اپنی گردن پر رکھدیا۔ مجلسِ وعظ ختم ہو جانے پر کسی نے آپسے پوچھا۔ کہ آپنے ایسا کیوں کیا آپنے جواب دیا۔ کہ میں نے باطن میں دیکھا کہ آپ اس فرمان کے کہنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ اور جو اولیاء اللہ اس فرمان کی تعمیل میں جس قدر زیادہ پیش قدمی کریں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ منظور اور مقبول رہیں گے

چنانچہ آپ کا یہ فرمان روئے زمین کے تمام زندہ اولیاء زمان کو سنایا گیا اور جو اولیاء کرام دنیا سے گذر گئے ہیں۔ انہیں قبروں کے اندر پیغام پہنچایا گیا۔ اور جو اولیاء عظام ابھی مقام ازل میں ہیں اور اس دنیا میں نہیں آئے۔ اُن کی ارواح کو بھی یہ پیغام سنایا گیا۔ غرض سب اولیاء متقدمین اور متاخرین نے آپکے اس فرمان کو دل و جان سے قبول کیا۔ اور سر آنکھوں پہ رکھا۔ اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اس فرمان کے بجالانے میں عجز و نیاز اور تعظیم و تکریم کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا علی عینی یعنی میری آنکھوں پہ آپ کا قدم ہو اور بعض اولیاء کاملین نے فرمایا علی حدقۃ عینی یعنی میری آنکھ کی پتلی پہ آپ کا قدم ہو غرض جس قدر کسی اولیاء نے بڑھ چڑھ کر نیاز کا اظہار کیا۔ اُسی قدر آپسے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے زیادہ بلند مرتبہ اور اعلےٰ منصب ملا۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ العزیز اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدے کے امر سے جس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے تمام فرشتوں کی آزمائش فرمائی۔ اسی طرح حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کے امر قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ سے اللہ تعالےٰ نے تمام اولیاء اللہ کا امتحان فرمایا۔ جس نے اس امر میں جس قدر پیش قدمی اور پیش دستی کی اسی قدر اُسے زیادہ مرتبہ اور منصب ملا۔ اور جس نے انکار کیا۔ وہ ابلیس

کی طرح راندۂ درگاہ ہوا ۔ ؎

جا کے بیٹھا نہ کر اے بُت تو مسلمانوں میں
تری اُلفت خلل انداز ہے ایمانوں میں

معراج کی رات جو واقعات مجملاً نظری اور علمی صورت میں بالقوی عالمِ غیب کی باطنی دنیا میں حضور صلعم کو نظر آتے۔ اُن کے عملی تفصیلی خاکے بالفعل مادی دُنیا میں آپ کی زندگی میں یا آپ کی اُمت میں ظہور پذیر ہوتے چنانچہ منجملہ ان واقعات کے حضور صلعم کو سدرۃ المنتہیٰ سے آگے سفر میں حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے سہارا دینے کا مادی دُنیا میں عملی طور پر یہ تعبیر واقع ہوئی کہ حضور صلعم کا دین ضعیف نحیف زار و نزار بیمار اور قریب بہ ہلاکت آگیا تھا۔ جسے حضرت محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ نے اپنے دمِ عیسوی سے زندہ کردیا۔

کتبہ حافظ محمد شریف چشتی
نظامی محلہ نوابان بہاولپور

کتاب بہجتہ الاسرار میں مذکور ہے کہ آں حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ میں ایک دفعہ جا رہا تھا۔ کہ مَیں نے ایک بوڑھا ضعیف نحیف اور بیمار آدمی دیکھا کہ جس کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ اور اس کی حالت نزع کی تھی۔ چنانچہ مجھے اس کی زار و نزار حالت پر رحم آیا۔ سو مَیں نے اپنی ہمت اور توجہ اسکی صحت اور تندرستی کی طرف مبذول کی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اسے میری ہمت اور توجہ کے طفیل اچھا اور تندرست کردیا۔ جب وہ اچھا ہو کر اُٹھ بیٹھا۔ تو مَیں نے

اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ تیرے جدامجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں۔ میں مرنے لگا تھا تو نے مجھے اپنے دمِ عیسوی سے زندہ کر دیا ہے۔ اور تو محی الدین ہے۔ آپ فرماتے ہیں جس وقت میں آبادی میں آیا۔ لوگ مجھے محی الدین کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کے مطابق ایک پیغمبر ہوا ہے۔ اور اُس کے دین میں اُس مخصوص صفت کا رنگ غالب رہا ہے۔ سو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش پیغمبر دُنیا میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اتنے ہی اللہ کی صفات اور افعال کائنات میں جاری اور ساری ہوتے رہے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کی صفاتِ افعال مقتضائے زمانہ کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ اور اُن صفات کے تغیر اور تبدل سے حالات بھی بدل جاتے ہیں۔ جیسا کہ آیا ہے۔ کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ یعنی اللہ تعالیٰ ہر روز ایک نئی شان میں جلوہ گر ہے۔ وہ دن اللہ تعالیٰ کا ہمارے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ قولہ تعالیٰ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الۡاَرۡضِ ثُمَّ یَعۡرُجُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗۤ اَلۡفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ؁ اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف امر جاری کرنے کے لئے نزول فرما کر واپس آسمان کی طرف رجوع فرماتے ہیں۔ ایک ایسے روز میں جسکی مقدار تمہارے ہزار سال کے برابر ہوتی ہے۔ سو اگلے پیغمبروں کی دینی عمریں یعنی ان کے دین کی دنیا میں قیام اور بقا کا عرصہ تقریباً

نوح علیہ السلام کی عمر کی طرح ہزار سال ہے۔ اس کے بعد اس دنیا میں زوال اور خلل واقع ہو کر اس کے بعد جدید اور نئے دین کی ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے۔ سو اللہ ہر روز یا ہمارے ہاں ہزار سال میں ایک نئی شان اور صفت سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ اسلئے تمام انبیاء سابقین کے ادیان میں تغیر اور تبدل اور زوال رونما ہو کر اسکی جگہ دوسرے پیغمبر اور نئے دین کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن ہمارے آقائے نامدار احمد مختار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ذاتی ہے۔ اور آپ کے دینِ متین میں بھی اُسی ذاتی نور کا رنگ جلوہ گر ہے۔ اور جب کبھی صفاتی انوار کے حاملین یعنی اُمتِ محمدی میں انبیاءِ سابقین کے وارثین بزرگانِ دین کی کمیٔ ہمت اور نقصِ توجہ کے سبب دینِ اسلام میں کچھ تغیّر و تبدل اور نقص رُونما ہو جاتا ہے۔ تو آپ کے دین کے ان ذاتی فقراء کاملین کی توجّہ اور ہمت سے وہ نقص رفع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صفاتی انوار کے حاملین بزرگانِ دین کا باطنی سلوک اور روحانی عروج محض کسبی اعمال اور رنج و ریاضت اور مجاہدے وغیرہ کا رہینِ منت رہتا ہے۔ لیکن ذاتی فقر کے وارثین سلطان الفقراء بغیر رنج و ریاضت محض نظر اور توجہ سے طالبوں کو اللہ تعالٰی سے واصل اور بزمِ نبوی صلعم میں داخل کرتے ہیں۔ لہٰذا جب کبھی جیفۂ دنیا کا تعفّن جہان کے ذہنی فضا میں پھیل جاتا ہے۔ اور قلوب کی باطنی دُنیا حُبّ دنیا کے

وبائی امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے اور دینی لحاظ سے دُنیا مرنے لگ جاتی، اور کسی اعمال کے صفاتی معالج اور حکیم اُن کے علاج سے عاجز آجاتے ہیں۔ اور دین کی رُوح جسدِ دنیا سے نکلنے کو ہوتی ہے۔ تو ایسے نازک وقت میں یہ مسیح الاولیاء ذاتی فقراء اپنے مسیحائی دم سے دنیا کے اس سخت قریب الموت لاعلاج دینی مریض کو از سرِ نو زندہ کرتے ہیں۔ اس میں اپنی ذاتی رُوح پھونک دیتے ہیں۔ قلوب کی فضا کو مشکِ محبتِ الٰہی کی خوشبو سے مہکا دیتے ہیں۔ اور عشقِ الٰہی کی عنبریں رُوح دنیائے ارواح کے اندر پھیلا دیتے ہیں۔ جس سے جیفۂ دُنیا کا تعفن ذہنی دُنیا سے زائل ہو جاتا ہے اور دُنیا کفر و الحاد اور شرک و نفاق کے وبائی امراض سے نجات پا لیتی ہے۔ لہٰذا ہر ہزار سال کے بعد ایک مجدد کا موجود ہونا دینِ اسلام کے ظاہری و باطنی بقا کے لئے لازمی ٹھہرایا گیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ لہٰذا دین اسلام کو اصلی زندگی اور نشو و نما اور قوت اور قوتِ ذاتی نور سے ہے۔ یہی سات سلطان الفقراء دُنیا کے دینی جسد کیلئے بمنزلہ سات غدود (GLANDS) کے ہیں۔ جن پر تمام باطنی دُنیا کے جسد کا قیام اور قوام ہے جس وقت یہ دُنیا سے الگ ہو جائیں گے دُنیا کا دینی ڈھانچہ گل سڑ کر ضائع اور ہلاک ہو جائے گا۔ قیامت قائم ہو جائے گی۔ باطنی دُنیا کو اپنے مسیحائی دم سے زندہ کرنیوالے مردانِ حق یہی ہیں

حُبِّ دُنیا کے متعفن ماؤف زخمی دلوں کو دھونی دینے والے اور مرہم مسیحا لگانے والے یہی ہیں۔ غرض دُنیا کی رُوح رواں بلکہ جانِ جان یہی ہیں۔

حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے ایک دفعہ مجلسِ وعظ میں فرمایا۔ اے اہلِ مشرق و اہلِ مغرب! اے زمین اور آسمان والو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ویخلق ما لا تعلمون۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی ایسی مخلوق بھی ہے جسے تم نہیں جانتے۔ انا مما لا تعلمون۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کا وہ خاص بندہ ہوں۔ جسے تم نہیں جانتے۔ اے اہلِ مشرق اور اے اہلِ مغرب میرے پاس آؤ اور مجھ سے باطنی علم سیکھو۔ اے اہلِ عراق! فقر اور ولائت کے درجات اور مقامات میرے ہاں معمولی کپڑوں کی طرح لٹک رہے ہیں مَیں جسے چاہوں ایک دم میں بلا محنت و رنج پہنا دیتا ہوں۔ اے لڑکے مجھ سے ایک کلمہ سُننے کے لئے اگر تجھے سالہا سال سفر کرنا پڑے۔ تب بھی اُسے غنیمت خیال کر۔ اے لڑکے ولایت کے درجے اور فقر کی خلعتیں یہاں میری مجلس میں تقسیم ہوتی ہیں۔ دُنیا میں نہ کوئی نبی ہُوا ہے۔ اور نہ کوئی ولی۔ جو میری مجلس وعظ میں حاضر نہ ہُوا ہو۔ زندہ ظاہری جُثوں سے اور جو گذر گئے ہیں۔ جسدِ ارواح سے حاضر ہوتے ہیں۔ اے لڑکے جس وقت قبر میں تجھے منکر نکیر ملیں تو میرا حال تم سے دریافت کریں گے۔ اور تو نے میرا حال بتانا ہوگا۔ آپ نے فرمایا میری تلوار ننگی ہے میری کمان

چڑھی ہوئی ہے۔ میری ڈھال اُٹھی ہوئی ہے۔ میرا تیر ٹھیک نشانے پر لگتا ہے۔ میرا نیزہ بلا خطا ہے اور میرا گھوڑا ساز و سامان سے لیس اور تیار کھڑا ہے۔ میں اللہ تعالےٰ کے جلال کی جلتی ہوئی آگ ہوں۔ میں سُلّاب الاحوال ہوں یعنی حالات کو سلب کرنے والا ہوں، میں ایسا سمندر ہوں جس کا کنارہ نہیں ہے۔ میں زمانے کا رہنما اور رہبر ہوں میں غیر مخلوق ذات میں کلام کرنے والا ہوں۔ میں محفوظ ہوں۔ میں ملحوظ ہوں۔ اور میں محظوظ ہوں۔ اے صائم الدہر (ہمیشہ روزہ دار) اے قائم اللیل! (رات کے جاگنے والو) میرے بغیر تمہارے عبادت خانے برباد ہیں۔ اے پہاڑوں اور جنگلوں میں زہد و ریاضت کرنے والو! میری استعانت کے سوائے تمہاری محنتیں رائیگاں ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف آؤ۔ میں اللہ تعالےٰ کا ایک امر ہوں۔ اے بیشۂ باطن کے مسافرو! اے رجال، اے ابطال، اے اطفال جلدی دوڑو۔ اور اس سمندر سے سیراب ہو جاؤ، جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ اے میرے اللہ! جس طرح تُو آسمان میں فرد اور واحد بے مثل معبود ہے۔ میں آج رُوئے زمین میں تیرا فرد، واحد اور یکتا بندہ ہوں۔ مجھے رات اور دن میں ستّر بار خطاب ہوتا ہے۔ کہ اَنَا اختَرتُکَ لِنَفسِی وَلِتُصنَعَ علیٰ عینی یعنی ہم نے تجھے اپنی ذات کے لئے پسند کر کے چُن لیا ہے۔ اور

تُو ہمارے منظورِ نظر ہے۔ مجھے امر ہوتا ہے کہ اے عبدالقادر قدس سرہٗ تُو جو کچھ بھی کہے تیری بات مانی جائے گی۔ اے عبدالقادر! میری عزت اور جلال کی قسم! تو کھا پی اور کہے جا۔ مَیں نے تجھے ہر قسم کے خوف وخطر اور رد وامتناع اور ہر رجعت اور مکر سے محفوظ اور مامون کیا ہے۔" حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیدالانبیاء و خیرالمرسلین ہیں۔ اسی طرح حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ سیدالاولیاء اور خیر المتقین ہیں۔ آپ کا طریقۂ قادری سب طریقوں سے افضل اور برتر ہے۔ آپ سے ایک دفعہ پوچھا گیا۔ کہ آپکے اور دوسرے طریقوں کے طالبوں میں کیا فرق ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اَلْبَیْضَتِیْ بِاَلْفٍ وَفَرْخِیْ لَاثَمَنَ لَہٗ۔ یعنی میرا انڈا ہزار بچوں کے برابر ہے۔ اور میرے بچے کی کوئی برابری نہیں کرسکتا۔ آپ نے ستر دفعہ اللہ تعالیٰ سے اس بات کا وعدہ لیا ہے۔ کہ آپکے مرید کو دوزخ میں نہیں ڈالا جائیگا۔ آپ کا فرمانِ حق ترجمان طالبانِ صادق کے لئے ایک بڑی بھاری بشارت ہے کہ لَا یَمُوْتُ مُرِیْدِیْ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ۔ یعنی میرا مرید نہیں مرے گا۔ مگر ایمان پر یعنی میرے مرید کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ طالب مرید قادری ابتداء حال میں خواہ کتنا ہی آلودۂ معصیت کیوں نہ ہو، آخر عمر میں ضرور توفیق ازلی اور ہدایت فیض فضلی اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ اور سچے دل سے توبہ تائب ہو کر نیک اور

صالح ہو جاتا ہے۔ اور مرتے وقت آپ کی توجہ اور رفاقت باطنی سے اُس کا دل ذکر اللہ اور کلمہ طیب سے گویا ہو جاتا ہے اور خاتمہ بالخیر ہو کر دُنیا سے باایمان چلا جاتا ہے۔ کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَّبِلَا عَذَابٍ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نزع کے آخری وقت میں جس کی زبان پر کلمہ طیب جاری ہو جاتا ہے۔ وہ بلا حساب وبلا عذاب بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہم نے اکثر طالبان اور مریدانِ قادری کی آخری حالت دیکھی ہے کہ ان پاک پیشواؤں کی باطنی توجہ سے ان کی ہر رگ اور ریشہ اور بدن کا ہر بال ذکر اللہ سے گویا ہو جاتا ہے بعض طالبانِ قادری کے قلزم قلب کے ذکر کے جوش کو دیکھ کر ملک الموت کو حیرت آجاتی ہے سہ

نزع کیوقت جو وہ حور شمائل آیا
ملک الموت کو بھی غش مرے سے شامل آیا

طالب مرید قادری کو جب قبر میں نکیرین سوال و جواب کے لئے بیدار کرتے ہیں۔ اور جب وُہ اُٹھتا ہے۔ تو اُس کے ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں اور اُس کا ماتھا اسم اللہ ذات اور اسم حضرت سرور کائنات صلعم سے آفتاب کی طرح چمکتے اور جگمگا اُٹھتے ہیں۔ اُس وقت نکیرین حیرت میں آکر ادب اور تعظیم کے لئے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور طالب مرید قادری

کو کہتے ہیں۔ نَمْ یَا عَابِدَ الصَّالِحِ کَنَوْمِ الْعُرُوْسِ جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا۔ یعنی اے خدا کے نیک بندے! تو دُلہن کی طرح سو جا۔ اللہ تعالےٰ تجھے دارین میں خیر عطا فرماوے۔" تمام اولیاء اللہ کو باطنی فیض اور روحانی برکت حضرت پیر محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ سے حاصل ہے۔ اور طریقۂ قادری میں نورِ ذاتی کا فیضان اور محض درس وتدریس دیدارِ حق سبحان کا سبق ملتا ہے۔ سو طریقۂ قادری اصل ہے۔ اور باقی طریقے اس کے فروعات اور شاخیں ہیں۔ طالب مرید قادری مقامِ ناسوت میں جُثّۂ نفس کے ساتھ دیگر طریقوں کے طالبوں کے درمیان شیرِ نر اور ہزبر کی طرح نمودار ہوتا ہے اور فضائے عالمِ قدس میں جس وقت پرواز کرتا ہے۔ تو دیگر طائرانِ عالمِ بالا میں بازِ اشہب یعنی سفید باز کی مانند سب سے بلند اور غالب صورت میں جلوہ نما ہوتا ہے۔ اس لئے فقیر اور ولی قادری دیگر طریقوں کے اولیاء اللہ کے حالات اور مقامات سلب کر لیتا ہے۔ لیکن طالب اور سالک قادری کو کسی طریقے والا سلب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ذاتی نور کو دائم کمال ہوتا ہے۔ اور اسے کسی حالت میں زوال نہیں آتا۔ یہ بات ہم اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پر لکھ رہے ہیں۔ معاذ اللہ اس میں کسی قسم کے حسد اور تعصب کو دخل نہیں ہے۔ یہ بات مُسلّم ہے کہ آج کل دوسرے طریقوں کو خصوصاً طریقۂ نقشبندیہ

اور طریقۂ چشتیہ کو ہمارے ملک میں فروغ ہے۔ اور طریقۂ قادری کے
سالک بہت کم ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طریقۂ قادری کی نسبت
بہت ارفع اور بلند ہے۔ اور اس دین سے۔ بے بہرہ اور نااہل و
ناکارہ زمانے کے نفسانی لوگوں کو اس ارفع اور اعلیٰ نسبت تک رسائی
نہیں ہے۔ اور نہ اس زمانے کے لوگوں میں اس ذاتی نور کے حصول
کی توفیق اور استعداد موجود ہے۔ نہیں دیکھتے کہ دنیا میں کالج بہت
تھوڑے ہیں اور پرائمری مدارس ہر گاؤں میں موجود ہیں۔ جنگلوں میں دوسرے
کمزور اور بزدل جانوروں کے گلے گلے پھرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن شیر کوئی
خال خال ملتا ہے۔ فضا میں دیگر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہر وقت
سروں پر گذرتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن باز خصوصاً سفید باز تو بہت
بہت قلیل و قلیل دیکھنے میں آتا ہے۔ سو کمزور جانوروں اور پرندوں
کے گلے اور جھنڈ بنانا ان کی کمزوری اور بزدلی کی علامت ہے
لیکن شیر اور باز اکیلے اور الگ رہتے ہیں۔ اکثر زمانے میں دیگر طریقوں
کے بعض خام ناتمام، کور چشم، حاسد اور تہی دست طالبانِ سلوک کے
سامنے جب یہ بات کہی جاتی ہے کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ
کا فرمان قدمی هٰذه علی رقبة کل ولی الله، ماضی، حال اور
مستقبل ہر زمانے میں نافذ و جاری ہے۔ اور اُمت کے سب اولین،

اور آخرین اولیاء اللہ کی گردنوں پر آپ کا قدم ہے۔ اور آپ ختم الولایت اور غوث دوام ہیں۔ تو آتش پا ہو جاتے ہیں۔ اور جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ ان کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر ممکن ہے ہوگا۔ سب اولین اور آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر نہیں ہو سکتا۔ لیکن نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی سے اس قسم کا عام فرمان ظاہر ہوا ہے۔ اس میں کسی زمانے کی تخصیص نہیں ہے۔ آپ اپنے قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔

وَوَلَّانِی عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِی نَافِذٌ فِی کُلِّ حَالِ

یعنی اللہ تعالے نے مجھے غوث دوام بنا کر تمام اقطاب زمان کا والی اور سردار بنایا ہے۔ اور میرا یہ حکم زمانہ ماضی حال اور مستقبل میں نافذ و جاری ہے۔ اولیاء متقدمین اور فقراء کاملین سے طرح طرح کے شطحات بلند بالا فخریہ اقوال مشہور ہیں۔ لیکن اس قسم کا عالمگیر صادق اور مصدوق فرمان کسی سے صادر نہیں ہوا۔ جس کی تائید اور تصدیق اولیاء کاملین اور اکابر عارفین کا ایک جم غفیر کر رہا ہو۔ اور تمام طریقوں کے کامل سالک اور خدا رسیدہ مشائخ بھی آنحضرت قدس سرہ کے اس قول کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں بعض تہی دست

دُور اُفتادہ اور آوارہ طالب محض حسد اور نفسانیت کے سبب آپ کے اس قول میں چوں چرا کرتے ہیں۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے وطن میں حضرت خواجہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جو چشتی طریقہ میں بڑے پائے کے بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے حین حیات میں آپکے چند ارادتمند آپ کی زیارت کے واسطے تونسہ شریف جارہے تھے کہ اتفاقاً ایک طالب مرید قادری بھی آپ کی زیارت کیواسطے اُن کے ہمراہ روانہ ہُوا۔ اثناء گفتگو میں حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کے قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کلّ ولی اللہ کا مسئلہ چھڑ گیا۔ طالب مرید قادری نے کہا کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا قدم جملہ اولین اور آخرین اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ لیکن حضرت تونسوی صاحب کے مریدوں نے کہا کہ نہیں آپ کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کی گردن پر ہوسکتا ہے۔ اور وہ اپنے زمانے کے غوث تھے۔ لیکن آجکل حضرت تونسوی صاحبؒ اس زمانے کے غوث ہیں۔ اور ان کا قدم بھی حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کی طرح اس زمانے کے اولیاؤں کی گردن پر ہے اور حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا قدم ہم اپنے پیر تونسوی صاحبؒ کی گردن پر ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ جس وقت وہ لوگ حضرت تونسوی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس طالب مرید قادری نے جرأت

اور جسارت کر کے یہ مسئلہ خواجہ صاحب کے سامنے پیش کیا اور عرض کی کہ آپکے مرید یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پیر کی گردن پر حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا قدم نہیں ہے۔ آپ اس میں کیا فرماتے ہیں؟ آپنے اُس طالب قادری سے پوچھا۔ کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا قدم مبارک محض اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے یا اس میں عام لوگ بھی شامل ہیں۔ طالب مرید نے عرض کیا کہ نہیں محض اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ عوام اس سے مستثنےٰ ہیں۔ اس پر حضرت تونسوی صاحبؒ نے غصے کے لہجے میں پنجابی زبان میں فرمایا۔ کہ "اے بھیڑدی وے مَیں کوں ولی نہیں جانڑدے۔ اس واسطے میری گردن اُتے حضرت پیر دستگیر دا قدم نہیں منیدے"۔ یعنی یہ کمینے مرید مجھے اولیاء اللہ کے زمرے میں شامل نہیں کرتے۔ اگر ولی اللہ سمجھتے تو ضرور میری گردن پر بھی حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا قدم تسلیم کرتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مجھے عام آدمی اور ولایت سے عاری سمجھتے ہیں"۔ سو واضح ہو کہ جن لوگوں کے پاس باطنی دولت اور روحانی نعمت ہے وُہ ہرگز ایسا کلمہ مُنہ سے نہیں نکالتے کہ جو اس نعمت کے زوال اور اس دولت کے سلب ہونے کا موجب ہو۔ اور جو لوگ روزِ ازل سے تہی دست اور نادار ہیں۔ وہ ایسے بے ہودہ کلمات منہ سے نکالنے میں بے باک ہو جاتے ہیں ؎

غضب ہے جان لے لیتے ہیں یہ بُتِ دلربا ہو کر
الٰہی دی یہ قدرت تونے بندوں کو خدا ہو کر

ہمارے ملک میں قادری طریقے کے علاوہ تین مشہور طریقے اور سلسلے مروج ہیں۔ ایک طریقۂ چشتیہ، دوئم طریقۂ نقشبندیہ، سوئم طریقہ سہروردیہ۔ اب ہم یہاں ثابت کرکے دکھاتے ہیں کہ ان تینوں طریقوں کے بانی مبانی اور سالارانِ سلسلہ کو حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے ساتھ کس قدر نیاز اور اخلاص ہے۔ اور ان بزرگواروں کو حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ سے کس طرح فیوضات اور برکات پہنچے ہیں۔

سو سلسلۂ چشتیہ کے سب سے بڑے بزرگ اور سردار سلسلہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے بغداد کے اندر منبر وعظ قَدَمِی ھٰذَا عَلٰی رُقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت ملک ایران کے کسی پہاڑ کے غار کے اندر ریاضت میں مشغول تھے۔ جب آپکے کان میں یہ ندائے غیبی پہنچی، تو کہتے ہیں کہ آپ نے باطن میں بغداد کی طرف پرواز کی۔ اور اسی پرواز میں حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ آپ کو ملے۔ تو آپ نے کمال عجز و نیاز کی وجہ سے حضرت غوثیہ قدس سرہٗ کے سامنے چت لیٹ کر زمین پر سر رکھا اور عرض کی علیٰ حدقتی عینی۔

یعنی میری آنکھ کی تپلی پر تیرا قدم ہو۔ چنانچہ اسی ادب اور تعظیم کے سبب آپ کو ہند کی سلطنت ملی اور آپ خواجہ اور غریب نواز بنے۔

کہتے ہیں کہ جب آپکے پیر حضرت عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال آپ کے سفر حج میں ہونے لگا۔ تو اُس وقت خواجہ غریبؒ نواز بھی موجود تھے۔ اُس وقت حضرت خواجہ صاحبؒ کو اپنے پیر صاحبؒ نے آخری وصیت فرمائی کہ آپ بغداد جائیں اور حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے ہاں آپ کا نصیبہ ازلی اور فیض فضلی ہے۔ وہاں اُن کی خدمت میں رہیں۔ اور اُن سے فیض حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے حین حیات میں بغداد گئے اور آپ کی خدمت میں رہے۔ اور آپ سے فیض حاصل کیا۔ اور حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ نے خواجہ صاحبؒ کو ہند کی ولایت بخشی۔ یہاں پر ہم مزید ثبوت کے لئے ناظرین کے سامنے حضرت خواجہ غریب نواز کی ایک مدحیہ نظم پیش کرتے ہیں۔ جو انہوں نے حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے حق فرمائی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔ نظم

یا غوثِ معظم نورِ ھُدیٰ مختارِ نبی مختارِ خُدا

سلطانِ ولایت قطب علیٰ حیرانِ جلالت ارض وسما

در شرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری

بر عرشِ معلےٰ سیاری اے واقفِ رازِ او ادنیٰ
در صدق ہمہ صدیقؓ وشی در عدل و عدالت چوں عمرؓ
اے کانِ حیا عثمانؓ منش، مانندِ علیؓ با جود و سخا
گر داد مسیح بردہ رواں۔ دادی تو بدین محمدؐ جاں
ہمہ عالم محی الدین گویاں، بر حسنِ کمالت گشتہ فدا
در بزمِ نبی عالی شانی، ستارِ عیوبِ مریدانی
در ملکِ ولایت سلطانی، اے معدنِ جود و فضل و عطا
تا پائے نبی شد تاجِ سرت، تاجِ ہمہ عالم شد قدمت
اقطابِ جہاں در پیشِ درت، استادہ چو پیشِ شاہ گدا
وصفِ تو چہ گویم اے ہمہ جاں، محبوبِ خدا مقصودِ جہاں
اسرارِ حقیقت بر تو عیاں، از روزِ ازل تا روزِ جزا
معینؒ کہ غلامِ نامِ تو شد، دریوزہ گرِ اکرامِ تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلامِ تو شد، دارد طلبِ تسلیم و رضا

خاندانِ چشتیہ کے سالارِ سلسلہ اور سردارِ طریقت کو حضرت پیرِ محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ کے ساتھ تو یہ نیاز اور عقیدت ہے جس کا کچھ شمہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اب اُن کے مرید اور طالب جانیں اور اُن کا کام، جس طرح کسی کو گھٹائیں اور بڑھائیں۔ اُن سے پوچھنے والا کون ہے بلکہ

ان پاک ہستیوں کے درجے اور مرتبے کورچشم نفسانی اور حاسد لوگوں کے قیل وقال سے ہرگز کم نہیں ہو سکتے ۔

ھلال بدر سے ہو وہ تراحم بسال نہیں
کمالِ حُسن خداساز کو زوال نہیں

اب ذرا طریقۂ نقشبندیہ کا حال سنیئے ۔ کتاب فتح المبین میں یہ عربی عبارت مذکور ہے ۔ "ذکر الامام الربانی الشیخ احمد الفاروقی سرھندی مجدد الف ثانی فی مکتوباتہ ان القطبیۃ بعد ائمۃ اھل البیت المشھورین رضی اللہ تعالیٰ عنھم لم تثبت لاحد اصالۃ و انما کان کل قطب بعدھم نائبا عنھم الی ان ظھر الباز الاشھب اعنی الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز فثبت لہ القطبیۃ بطریق الاصالۃ و لم تثبت لاحد بعدہ کذلک و انما تکون الاقطاب بعدہ نوابہ الی ان یظھر المھدی فتکون لہ کسائر الائمۃ اصالۃ کما قال قدس سرہ العزیز ۔

افلت شموس الاولین وشمسنا ؛ ابدا علی فلک العلی لا تغرب ط

ترجمہ: حضرت امام ربانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ قطبیت کا مرتبہ،

اہل بیت مشہور اور معروف ائمہؑ کے بعد کسی کو اصالۃً یعنی اصلی اور حقیقی طور پر نہیں ملا۔ بلکہ ان کے بعد ہر ایک قطب بطور نیابت قطبیت کا کام کرتا رہا یعنی ہر ایک قطب ائمہ کا نائب اور خلیفہ بن کر کام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے باز اشہب یعنی سفید باز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا وجود مسعود ظاہر فرمایا۔ اور آپ کو اصلی اور حقیقی قطبیت کا اہل پایا۔ چنانچہ آپ کو قطبیت اصالۃً اور حقیقتاً عطا ہوئی۔ اور اب جو شخص آپ کے بعد قطب بنے گا۔ وہ آپ کا نائب بن کر قطبیت کا کام کرے گا۔ یہاں تک کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہو جائے گا۔ تب قطبیت کا مرتبہ اصالۃً انہیں تفویض ہوگا۔ جیسا کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ ؎ تمام متقدمین اولیاء کاملین کے سورج غروب ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارا آفتاب عالمتاب ابدالاباد تک فلک الافلاک پر تاباں اور درخشاں رہے گا۔" ؎

حُسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ و گرم لاف تھا
گھر سے وُہ خورشید رُو نکلا تو مطلع صاف تھا

حضرت مجدد صاحبؒ کا اسی قسم کا ایک اور بیان اسی کتاب سے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

قال الشیخ احمد الفاروقی سرھندیؒ فی مکتوباتہٗ ان الطریق

الموصل الى الله تعالى طريقان أحدهما طريق النبوة والواصلون
من هذه الطريق هم الانبيا بالاصالة وقد ختم هذا الطريق
بخاتم الانبياء صلى الله عليه وسلم والثاني طريق الولاية من هذا
الطريق هم الواصلون بالواسطة وهم الاقطاب والاقطاب والاوتاد
والابدال والنجباء وعامة الاولياء والواسطة في هذا الطريق
سيدنا علي كرم الله وجهه وتعلق هذا المنصب العالي بحضرته
وكان قدم النبي صلى الله عليه وسلم في هذا المقام على
فرقه المبارك كرم الله وجهه والفاطمة والحسن والحسين
رضي الله تعالى عنهم مشتركون معه في هذا المقام فاظن ان
سيدنا عليا قبل نشأة عنصريته كان ملازم هذا المقام
كما كان ملازما بعد نشأة عنصريته ومن وصل اليه
الفيض فانما يصل بواسطتهم اليه لان مبدأ
ومنتهى نقطة هذا الطريق ومركز دائرة هذا المقام
تعلقت بهم ولما تم دور سيدنا علي فوض هذا
المنصب العالي الى الحسنين وبعدهما الى الائمة الاثنى
عشر على الترتيب وفي عصر كل واحد عنهم وصل الفيوضات
الى اولياء عصره بواسطتهم وكان ملجأهم ملاذا

وَلَمَّا جَاءَتْ نَوْبَةُ سُلْطَانِ الْأَوْلِيَاءِ وَبُرْهَانِ الْأَصْفِيَاءِ غَوْثِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَغَوْثِ الْكُلِّ مُحْيِ الدِّيْنِ أَبِيْ مُحَمَّدٍ السَّيِّدِ نَا عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلِي قدس سرہٗ فَوُّضَ هٰذَا الْمَنْصَبُ الْعَالِيْ إِلٰى حَضْرَتِهٖ وَلَمْ يَتَيَسَّرْ لِأَحَدٍ بَعْدَ حَضْرَةِ الْمَذْكُوْرِ سِوَاهُ فَوُصُوْلُ الْفَيْضِ الْإِلٰهِيِّ لِأَقْطَابِ الْأَوْتَادِ وَالْأَبْدَالِ وَالنُّجَبَاءِ وَسَائِرِ الْأَوْلِيَاءِ بِوَاسِطَتِهٖ فِيْ عَصْرِهٖ وَفِيْ غَيْرِ عَصْرِهٖ أَبَدًا وَإِلٰى هٰذِهٖ أَشَارَةٌ بِقَوْلِهٖ :- أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلٰى فَلَكِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ"

ترجمہ:- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی صاحبؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ کے وصل اور وصال کے دو طریقے اور راستے ہیں۔ ایک نبوت کا طریقہ اور راستہ ہے۔ اس طریق (فضل) سے اصلی طور پر واصل اور موصل محض انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور یہ سلسلہ حضرت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ختم ہؤا اور دوسرا طریق ولایت کا ہے۔ اس طریق (فیض) والے واسطے سے واصل اور موصل ہوتے ہیں اور یہ گروہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء وغیرہ اور عام اولیاء پر مشتمل ہے اور اس طریقے اور راستے

کا واسطہ اور وسیلہ حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ذاتِ گرامی ہے اور یہ منصب عالی آپ کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے اور اس مقام میں حضرت خاتم الانبیاء صلعم کا قدم مبارک حضرت امیر کرم کے سر پر ہے۔ اور حضرت فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم اس مقام میں حضرت امیر کرم اللہ کے ساتھ شامل اور مشترک ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی رُوح مبارک روزِ ازل میں وجودِ عنصری کے اندر آنے سے پہلے بھی اس مقام میں قائم اور ملازم تھی۔ جیسا کہ پیدائش عنصری کے بعد ملازم ہوئے۔ اور جس شخص کو فیض حاصل ہوا ہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے حاصل ہوا ہے کیونکہ اس طریق کا ابتدائی اور انتہائی نقطہ اور اس مقام کے دائرے کا مرکز آپ کی ذاتِ گرامی سے متعلق اور منسوب ہے، اور جب حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کا دَور ختم ہوا۔ یہ عالی منصب حسنین رضی اللہ عنہما کو اور ان کے بعد حضرات دوازدہ ۱۲ امام رض کو بالترتیب ملتا رہا ہے۔ وہر ولی اور ہر شیخ کو اُس زمانے کے امام کے واسطے سے فیض حاصل ہوتا رہا ہے۔ اور وہی امام ان کا ملجا اور ملاذ ہوا ہے اور جب حضرت سلطان الاولیاء و برہان الاصفیاء غوث الارض والسماء اور غوث الجن والانس حضرت سیّد محی الدین ابی محمد حضرت شیخ عبدالقادر الجیلی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا دَور اور زمانہ آیا۔ یہ منصب عالی اصالتہً آپ

کو تفویض اور موصول ہوا پس حضرت مذکور کے بعد اور کسی کو یہ عالی مرتبہ اصالتہً حاصل نہیں ہوا پس اللہ تعالےٰ کا فیض جملہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور جملہ دیگر اولیاء کو آپ ہی کے واسطے سے ملتا رہا ہے۔ اور ملتا رہے گا۔ کیا آپ کے زمانے میں اور کیا آپکے بعد غیر زمانے میں ابدالآباد تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ چنانچہ آپ کے اس بیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔

جملہ سابق اولیاء کے آفتاب غروب پا کر ڈوب گئے ہیں لیکن ہمارا ذاتی آفتاب ابدالآباد تک آسمانِ بلندی پر چڑھا ہوا اور طالع رہیگا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سالارِ سلسلۂ نقشبندیہ تو حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کو غوثِ دوام مانتے ہیں۔ اب ان کے پچھلے بعض خام خیال عقیدتمندوں سے جا کر پوچھو تو وہ اپنے خواجگانِ نقشبندیہ کے بغیر کسی کو بھی خیال میں نہیں لاتے۔ اور عجیب و غریب بے سروپا طرحات سناتے ہیں۔ طریقۂ نقشبندیہ کے بانی مبانی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدحیہ رباعی آج تک بغداد میں حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ العزیز کے روضۂ اقدس پر ثبت اور مرقوم ہے۔ رباعی حسب ذیل ہے۔

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است

سرورِ اولادِ آدم شاہِ عبدالقادرؒ است
آفتاب و ماہتاب عرش و کرسی و قلم
نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادرؒ است!

تیسرے طریقہ سہروردیہ کے پیشوا حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص شیخ عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا حال سنیئے۔

کتاب بہجۃ الاسرار میں آپ سے منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ابتداء میں علم کلام کا بڑا شوق تھا اور میں ان دنوں نوجوان تھا اور میں نے علم کلام کی بہت کتابیں بر زبان یاد اور حفظ کی ہوئی تھیں میرے چچا مجھے علم کلام کے سودا اور بکھیڑوں سے منع فرماتے تھے۔ لیکن میں باز نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے چچا ایک دن مجھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے۔ اور راستے میں مجھے کہا۔ کہ اے عمر! میں آج تمہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے جا رہا ہوں۔ جس کا دل اللہ تعالےٰ سے خبر دیتا ہے۔ وہاں حُسن ادب سے رہنا ہوگا۔ تاکہ ہم خالی ہاتھ نہ آئیں۔ چنانچہ جس وقت ہم آنحضرتِ قدس سرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو میرے چچا نے عرض کی۔ کہ یا حضرت! میرا یہ بھتیجا عمر علم کلام کا سخت شیدائی بلکہ سودائی ہے۔ کئی دفعہ میں نے اسے منع کیا ہے لیکن یہ باز نہیں آتا۔ اب مجبور ہو کر

حضور کی خدمت میں اسے لایا ہوں حضور اس کا کچھ تدارک فرمادیں۔ شیخ عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے لڑکے تجھے علم کلام کی کون کونسی کتاب یاد ہے۔ میں نے نام لیکر سب بتادیں۔ تب آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ کہ کچھ ان میں ہمیں سناؤ۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم تمام علم کلام میرے دل سے اس طرح محو اور زائل ہوگیا۔ جیسا کہ میں نے کبھی پڑھا بھی نہ تھا۔ میں آپکے قدموں پر گر پڑا۔ اور معذرت ظاہر کی۔ تب آپ نے دوبارہ میرے سینے پر ہاتھ پھیرا جس سے میرے سینے میں نور معرفت چمک اُٹھا اور علم لدنی مجھے واضح ہوگیا تب حضور نے فرمایا۔ اے عمرؓ! تو عراق کے آخری مشہور مردانِ خدا میں سے ہوگا۔

طریقۂ قادری کے ذاتی فقراء جسے چاہیں ایک ہی نگاہ سے علم اور فیض عطا کر دیتے ہیں۔ اور چاہیں تو ایک ہی کرشمۂ نظر سے تمام عمر کا پڑھا ہوا علم اور سالہا سال کا حاصل کیا ہوا فیض سلب کر لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

برعلم غرہ مشو مغرور تر علم برگیرم ز سینہ با نظر

باطنی آنکھوں اور باطنی ہاتھوں والے کامل فقیر کے نزدیک کسبی اور ظاہری علم اور فیض سلب کرنا اس قدر آسان ہے۔ جیسا کہ کوئی کسی الماری یا

دریچے سے کوئی ظاہری کتاب اُٹھالے۔

آپکے ایک خلیفہ شیخ نجم الدین تفلیسیؒ (اہل تفلس) فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور آپ نے مجھے چالیس روز کے چلے اور خلوت میں بٹھایا تھا۔ اسی خلوت کی آخری چالیسوی رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میرے شیخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ایک اونچے پہاڑ پر بیٹھے ہیں۔ اور آپکے پاس جواہرات کے انبار اور ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ اور اُس پہاڑ کے نیچے سے بہت لوگ آپکے پاس آرہے ہیں۔ اور آپکے پاس ایک پیمانہ ہے۔ جسے آپ بھر بھر کر آنے والے لوگوں میں وہ جواہرات تقسیم کر رہے ہیں۔ اور وہ جواہرات کے ڈھیر ختم ہونے میں نہیں آتے۔ پھر جب میں آخری رات خلوت سے نکل کر آپ کی خدمت میں آیا کہ آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دوں تو آپ نے میری زبان کھولنے سے پیشتر فرمایا کہ اے نجم الدین! یہ سب کچھ تو نے رات کو دیکھا۔ اور ان کے علاوہ اور بھی اس قسم کی بیشمار نعمتیں ہیں۔ جو ہمیں اپنے شیخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ایک نظر کیمیا اثر سے حاصل ہوئی ہیں۔ مولانا روم صاحبؒ ایسی ایک نظر کے حق میں یوں فرماتے ہیں ؎

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دینؒ
طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند بر چلہ

ہمارے ملک میں طریقۂ سہروردی کے دوسرے نامی گرامی اور بڑے

پائے کے بزرگ حضرت بہاء الدین ذکریا صاحب عرف غوث بہاء الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتانی ہوئے ہیں۔ آپ شیخ شہاب الدین حضرت عمر سہروردی صاحبؒ کے خلیفے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں طریقۂ سہروردی کے بانی مبانی اور پیشوا آپ ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اپنی تمام عبادتوں جملہ اطاعتوں اور کل نیک عملوں میں سے ایک چیز پر بڑا بھاری بھروسہ اور اعتماد ہے کہ وہ انشاء اللہ میری آخری نجات کا باعث بن جائے گی۔ اور وہ یہ بات ہے کہ حضرت پیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ طُوبیٰ لِمَنْ رَاٰنِی اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِی اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِی وَاٰنْ حَسْرَۃٌ عَلٰی مَنْ لَّمْ یَرَنِیْ ط آپ نے فرمایا! اس شخص کے لئے ایمان کی خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا۔ یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اس شخص پر سخت افسوس ہے جس شخص نے مجھے نہ دیکھا۔ سو حضرت غوث بہاء الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں اپنے شیخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی صاحب کو دیکھا ہے۔ اور آپ کی خدمت میں رہا ہوں۔ اور میرے شیخ حضرت شیخ شہاب الدین صاحبؒ نے زندگی میں حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کو دیکھا ہے۔ سو میں حضور کے اس فرمان حق ترجمان کی بشارت میں شامل ہوں

اور میں انشاء اللہ زمرۂ اہل طوبیٰ میں داخل ہوں۔ چنانچہ حضرت غوث بہاء الحق صاحبؒ ملتانی نے حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔ جس کا ایک بیت یہ ہے۔

سگِ درگاہ میراں شو، چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی عمر شریف اکانوے ۹۱ برس ہوئی۔ اور ۵۶۱ھ میں اس دارِ فانی سے دار البقا جاودانی کی طرف رحلت فرما کر اپنے مطلوب اور محبوبِ حقیقی سے واصل ہوئے۔ اِنَّا للہ وانا الیہ راجعون۔ کسی بزرگ نے آپ کی تاریخِ ولادت، عمر شریف اور تاریخ وصال کو ایک بیت میں جمع کیا ہے۔ ؎

اِنَّ بازَ اللہِ سلطانُ الرِّجالَ
جاءَ فی عشقٍ وراحَ فی الکمالَ ؕ

یعنی حضرت باز اشہب سلطان الاولیاء حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز کی دُنیا میں تشریف آوری لفظ عشق سے اور حضور کی عمر شریف لفظ کمال کے عدد ابجد سے نکلتی ہے۔ چنانچہ لفظ عشق = ۷۰ + ۳۰۰ + ۱۰۰ = ۴۷۰ ہوئے اور لفظ کمال = ۲۰ + ۴۰ + ۱ + ۳۰ = ۹۱ ہوئے اور دونوں کو جمع کیا جائے تو آپ کی تاریخ وصال ۵۶۱ھ نکلتی ہے۔

اللہ تعالےٰ کے فیض ابدی اور فضل سرمدی کی برکتیں اور رحمتیں اُن پر اور اُن کی آل و اولاد پر اور ان کے مریدین و معتقدین پر ابد الاباد تک ہوتی رہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے شرفِ دیدار اور حضوری بزمِ احمد مختار صلعم سے سرفراز اور بہرہ یاب ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْتَدْرِجِیْنَ وَلَا بِثَنَآءِ النَّاسِ مَغْرُوْرِیْنَ وَلَا مِنَ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ حالات سلطان الفقراء نمبر ۴

ان کے بعد چوتھے سلطان الفقراء حضرت پیر عبد الرزاق قدس سرہٗ فرزند ارجمند حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز ہوئے ہیں۔ آپ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے بڑے فرزند، حسبی نسبی وارث اور ظاہری و باطنی طور پر آپ کے نائب اور جانشین ہوئے۔ جو کچھ باطنی دولت اور روحانی نعمت اللہ تعالےٰ نے حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز کو عنایت فرمائی تھی۔ وہ سب کی سب اور جوں کی توں حضرت قدس سرہٗ نے اپنے فرزند سعادتمند کے سینے میں ڈال دی تھی۔ آپ گویا ثانی غوث محی الدین شیخ عبد القادر قدس سرہٗ ہوئے ہیں۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں ہم بطور مشت نمونہ خروار

آپ کے ایک ہی منقبت بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ کتاب بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت ابو زرعہ ظاہر بن محمد بن ظاہر المقدسی الداری فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی مجلسِ وعظ میں ایک دفعہ حاضر ہوا۔ اثناءِ وعظ میں آپ نے فرمایا۔ کہ میری مجلس میں ایسے لوگ حاضر ہیں۔ جو جبلِ قافِ قدس کے پار رہتے ہیں۔ اور جن کے قدم اس وقت ہوا میں ہیں۔ شدتِ شوقِ الٰہی سے اُن کے جُبّے اور اُن کے سروں پر عشقِ الٰہی کے سلطانی تاج جل رہے ہیں اُس وقت آپ کے بڑے فرزند پیر عبدالرزاق قدس سرہٗ اُس مجلس میں حاضر تھے۔ اور آپ کی کرسیٔ وعظ کے بالکل پاس ہی آپ کے پاؤں کے قریب بیٹھے تھے۔ جونہی کہ حضرت قدس سرہٗ نے یہ کلام فرمایا۔ حضرت پیر عبدالرزاق قدس سرہٗ نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ اور ایک لحظہ یونہی آسمان کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ اور آپ کے جُبّے اور دستار مبارک کو آگ لگ گئی۔ اس وقت حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ نے کرسیٔ وعظ سے نیچے اُتر کر اور اپنے ہاتھوں سے آگ بجھا کر فرمایا۔ کہ اے عبدالرزاقؒ تو بھی ان میں سے ہے۔ ابو زرعہؒ فرماتے ہیں کہ مجلسِ وعظ ختم ہونے کے بعد میں نے پیر عبدالرزاق قدس سرہٗ سے اس معاملے کی حقیقت

اور کیفیت پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو میں نے ہوا اور فضاء میں چند روحانی اور نورانی لوگوں کو دیکھا۔ کہ شوقِ الہٰی سے ان کے کوٹ اور تاج شعلے مار رہے تھے۔ اور وہ ہوا میں ادہر اُدھر چکر لگاتے ہیں اور رقص کرتے تھے۔ اور دردِ محبتِ الہٰی سے بادلوں کی طرح گرجتے تھے۔ اُن کے دیکھنے سے میری بھی وہی حالت ہو گئی۔ آپ چھٹے سلطان الفقر ہوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو۔ اور اُن پر اور اُن کی آل اور اولاد اور خلفاء اور معتقدین اور مریدین پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ حالات سلطان الفقر نمبر ۵

اب ہم ایسی پاک ہستی کا نام مبارک لیتے ہیں۔ جو پانچویں سلطان الفقراء ہوئے ہیں۔ جن پر فقر اور معرفت ختم اور تمام ہوتا ہے۔ آپ کا اسم مبارک خود ہی بے مثل اور بے مثال ہے۔ جو آپ کی پاک اور اعلیٰ صفات پر دال ہے ؎

مری زباں پہ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے مری زباں کیلئے

وہ پاک اور مبارک ہستی ہمارے روحانی مربی حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین مقتدائے کاملین فنافی عین ذاتِ یاہو حضرت شیخ الحق والدین حضرت پیر سلطان باہو قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ آپ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے خاص نائب اور جانشین اور آن کی مثل پانچویں سلطان الفقراء اور سید الکونین ہیں۔

کتاب بہجتہ الاسرار جو حضرت پیر محبوب سبحانی جناب شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے حالات زندگی اور مناقب میں نہایت مستند اور معتبر کتاب ہے۔ اسمیں مذکور ہے کہ ایک روز آپ نے مجلس وعظ میں فرمایا۔ کہ اے اہلِ عراق! تم اس بات کا احسان نہ جتاؤ کہ تم اس کثرت سے میرے مجلسِ وعظ میں جمع ہو جاتے ہو۔ میری دلی آرزو تھی کہ میں تمام عمر دہ بدہ اور شہر بشہر پھروں اور اپنی ساری زندگی خمول اور گمنامی میں بسر کروں۔ میں ایک وحشی پرندہ تھا لیکن قدرت نے میرے پر کتر ڈالے ہیں اور تمہارے سامنے کرسی وعظ پر بٹھا دیا ہے۔ میرا یہ مشغلہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کے رسول کے اذن سے ہے۔ غرض حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی دلی آرزو تھی کہ آپ اپنی تمام عمر دہ بدہ اور شہر بشہر پھریں اور خمول اور گمنامی کی صورت میں باطنی طور پر خلق خدا کو فیض پہنچائیں۔ اور اپنے آپ کو بیچ میں نہ لائیں۔ لیکن قدرت کو اُنکا یہ منظور ہوا کہ آپ کو دنیا میں سورج کی طرح چمکائے۔ اور خلقِ خدا کو آپکے نور سے منور فرمائے۔ لہٰذا آپنے جس طرح ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے امر اور رسول خدا صلعم کے فرمان اور خضر علیہ السلام کی ایماء پر بغداد میں مجالس وعظ و پند قائم فرمائے۔ اور باطنی تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری فرمایا چنانچہ آپ بےشمار طالبانِ حق کو روزانہ اللہ تعالےٰ سے واصل اور بزم نبوی میں

داخل فرماتے حضرت سلطان العارفینؒ اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں۔ کہ آپ روزانہ تین ہزار طالبوں کو اللہ تعالےٰ سے واصل فرماتے اور دو ہزار طالبوں کو ہر روز بزم نبوی میں پہنچاتے حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے مجالس وعظ اللہ تعالےٰ کے مظاہر قدرت کے گلشن ہوا کرتے تھے۔ اثناء وعظ میں آپکے وجود مسعود سے ہزارہا کرامات ظاہر ہوتے۔ اپنی توجہ سے حاضرین کے دلوں کو منور فرماتے۔ اور لوگوں کو خلعتِ ولائیت بخشتے۔ غرض آپکے مجلسِ وعظ میں خالی زبانی کلام نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ فیوضات باطنی کا عام انعام واکرام ہوتا تھا۔ حضرت پیر محبوب سبحانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ پرندہ کچھ نہ کچھ بولیاں بولتا ہے۔ لیکن ہمارے دل کا باز بولتا نہیں بلکہ کام کرتا ہے۔ لہٰذا آپ کو تمام عمر کتابیں لکھنے اور تصنیف وتالیف کی فرصت نہیں ملی۔ لہٰذا آپکے دہ بدہ اور شہر بشہر پھر کر خمول اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے اور یکسوئی اور یک جہتی سے اپنا باطنی فیض اور روحانی نور کتابی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کا اہم اور عظیم الشان کام اللہ تعالےٰ نے آپکے باطنی نائب اور روحانی جانشین حضرت سلطان العارفینؒ کی طرف سے سرانجام فرما دیا اور اسی آخری زمانے میں جبکہ آج کل دنیا میں سخت قحط الرجال ہے۔ اور اور فقیر کامل اور عارف واصل کا وجود عنقا مثال ہے اس بات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اسی زمانے کے لئے اپنا

نوری حضوری علم دنیا کے سامنے کتابی صورت میں پیش کر کے فرمادیا ہے کہ قیامت تک ہر زمان اور ہر مکان کے طالبان حق آئیں اور اس عام دستر خوان سے اپنا باطنی فیض نوش جان فرمائیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

کیمیائے گنج مفلس را نمود ہر کرا عقل است حاصل کردنود

غرض حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے خلق خدا کو فیض پہنچایا۔ لیکن آپ نے تصنیف و تالیف کا کام اور کتابیں لکھنے کا شغل نہیں فرمایا۔

آپ کے بعد آپ سے جو چند کتابیں یادگار چلی آتی ہیں۔ اُن میں ایک کتاب "فتوح الغیب" ہے۔ یہ کتاب آپ کے فرزند حضرت پیر عبدالوہاب صاحبؒ کی تالیف ہے جسمیں آپ کے کچھ ملفوظات جمع کئے گئے ہیں۔ دوسری ایک کتاب "فتح الربانی" آپکے اسم گرامی سے منسوب ہے۔ یہ کتاب آپکے مجالس وعظ کا کچھ مجموعہ ہے۔ آپکے مجلس وعظ میں تین چار سو کاتب قلم دوات لیکر حاضر رہا کرتے تھے۔ اور آپکے بعض کلام کو قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ بعد میں آپ کے کچھ کلمات وعظ کو جمع کر کے کسی نے انہیں کتابی صورت میں پیش کر کے اس کا نام فتح الربانی رکھدیا۔ نیز آپکے زبان حق ترجمان پر کچھ قصائد اور اوراد جاری ہوئے ہیں۔ جنہیں اس زمانے کے کاتبوں نے لکھ لی تھیں۔ جو آج تک لوگوں میں مروج چلی آتی ہے۔

لیکن یاد رہے کہ مسئلے مسائل کی ایک ضخیم کتاب جو بغداد کے ایک واعظ

عبدالقادر نامی کی تصنیف ہے جو غلط طور پر آپ کی تصنیف بنا دی گئی ہے اور محض جھوٹے طور پر آپ کے نام سے منسوب کر دی گئی ہے چنانچہ ہم اکیلے یہ بات نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ بہت بزرگانِ دین ہم سے پہلے اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ "غنیۃ الطالبین" حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی تصنیف نہیں ہے۔ چونکہ اس کتاب میں بے شمار ضعیف روایات، بہت رطب یابس اور فرسودہ مسائل پائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کے پڑھنے سے حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی بلند وبالا شخصیت اور پاک مقدس ذات کی نسبت لوگوں میں غلط فہمی اور سوءِ ظن پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ہم یہاں اس کتاب میں اس حقیقت کے اظہار پر مجبور ہیں کہ کتاب غنیۃ الطالبین" حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی تصنیف نہیں ہے۔ اس کتاب میں دیگر فرسودہ مسائل کے علاوہ مذہب حنفیہ پر جا بجا اعتراض کئے گئے ہیں جو آنحضرت قدس سرہٗ جیسے سلطان الاولیاء کے شایان شان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ آپ کے دیگر کلام مثلاً کتاب فتوح الغیب کی عبارت کا اس کتاب کی عبارت سے موازنہ اور مقابلہ کیا جائے تو دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

بعض لوگ ہماری اس حق گوئی پر یہ اعتراض کریں گے کہ پھر یہ کتاب غنیۃ الطالبین کیوں اور کس طرح آپ کے نام نامی سے منسوب ہو گئی ہے سو اصل بات یہ ہے کہ چند کتابیں آج تک ایسی موجود اور معلوم ہیں جو معمولی عالموں کی

تصنیف اور تالیف ہیں۔ لیکن دکانداروں، کتب فروشوں اور ناشروں نے انکی محض خریداری بڑھانے کی خاطر انہیں کسی بہت مشہور اور معروف اور برگزیدہ ہستی کے نام سے منسوب کر دیا ہے۔ چنانچہ "فتوح الحرمین" فارسی نظم کی ایک ضخیم کتاب ہے۔ جسے حرمین شریفین کی تعریف و توصیف میں حضرت جامی صاحبؒ نے تصنیف فرمائی ہے۔ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے اسم گرامی سے منسوب کردی گئی ہے۔ یہ کتاب ہر دکاندار سے چھپی ہوئی ملتی ہے۔ اور ہر شخص اُسے دیکھ سکتا ہے۔ نیز ایک دیوان محض غلط طور پر حضرت خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اسکی تمام غزلیں حضرت ملا معینؒ کاشفی کی کتاب معارج النبوۃ سے لی گئی ہیں اور اُسے دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا غلط نام دیدیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ہر دو صاحبان کے تخلص اسم معین کی گو مماثلت تو موجود ہے۔ لیکن کتاب فتوح الحرمین میں وہ مماثلت بھی مفقود ہے۔ اس فقیر نے ان ہر دو کتابوں کو دیکھا اور مطالعہ کیا ہے۔ اور ان کی غلطیوں کو کھول کر ناظرین کے سامنے رکھدیا ہے۔ اب ناظرین کا فرض ہے کہ ہماری اس حق گوئی کی تحقیقات کریں۔ غرض یہ اندھیر گردی سوائے کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے ہر جگہ کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ جسے اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے قیامت تک محفوظ

اور مامون فرمایا ہے۔ ورنہ انسانی حرص و آز ہر جگہ حق و انصاف کا خون کر کے اپنی مطلب برآری کر جاتی ہے۔ غرض کتاب غنیۃ الطالبین حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی تصنیف ہرگز نہیں ہے۔

دیگر ہم یہاں آپ کی ذات والا صفات کی نسبت ایک اور غلط فہمی دور کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ بعض رسالوں، اخباروں اور کتابوں میں آپ کی نسبت یہ بات مذکور نظر آتی ہے۔ کہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ بڑے مالدار متمول بلکہ بڑے پائے کے تاجر ہوئے ہیں۔ اس بات کو اکثر دنیا دار اور حریص ناقص دکاندار پیر اپنی دنیا کی فراہمی کے لئے بطور ایک سند اور حجت پیش کرتے ہیں لیکن حقیقت میں آپ نے کبھی ساری عمر اپنے پاک مقدس ہاتھوں کو نجس دنیا کے جیفے سے آلودہ نہیں فرمایا ہے اور تمام عمر اپنے پاکدامن کو ہر طرح کی گندگی سے بچایا ہے اور آپ کا اور جملہ سلطان الفقراء کا یہ معمول رہا ہے۔ کہ جو کچھ آپکے پاس بطور نذر و نیاز و فتوحات ظاہر و باطن از قسم نقد و جنس آیا ہے۔ اُسے اسی روز فقراء و مساکین اور مستحقین کے درمیان تقسیم کر کے خرچ کر ڈالا ہے۔ اور کل کے لئے ایک حبہ بھی باقی نہیں چھوڑا ہے۔ صرف اللہ تعالےٰ کے امر سے آپ آخری عمر میں اچھا لباس بطور تحدیث نعمت زیب تن فرماتے اور گھوڑے کی سواری فرماتے۔ اس بارے میں حضرت سلطان العارفین آپکے متعلق اپنی کتاب میں

ذکر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے ایک روز ابلیس لعین کو اپنے دروازے پر کھڑا دیکھ کر اُس سے دریافت فرمایا کہ اے لعین تجھے یہاں ہمارے دروازے سے کیا کام۔ ابلیس نے بتایا کہ آپکے گھر آپ کی ایک لونڈی داخل ہوئی اور اس نے اپنے پاس چند درم رکھ لئے ہیں۔ میں ان کے پیچھے آپ کے دروازے پر آیا ہوں۔ کیونکہ جس گھر میں دنیا کی متاع داخل ہوتی ہے۔ اس میں مجھے داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے۔ اور اسمیں تصرف کرنے کا حق مل جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے گھر داخل ہو کر اُس لونڈی سے وہ درم لیکر ابلیس کے ہاتھ پر رکھدیئے۔ ابلیس نے اُن درموں کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا۔ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے ابلیس سے دریافت فرمایا کہ اے لعین یہ کیا حرکت ہے۔ اور تو نے ان درموں کو کیوں بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ اس پر ابلیس نے جواب دیا کہ جناب یہ دنیا میری متاع ہے مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے۔ اور میرے پاس لوگوں کو گمراہ کرنے، فتنہ و فساد اور جنگ و جدال برپا کرنے کا سب سے کارگر ہتھیار یہی دنیا ہے جس گھر میں یہ دنیا داخل ہو جاتی ہے وہ گھر میرا گھر ہو جاتا ہے اور میں اس گھر والوں پر ہاتھ ڈالنے کا مجاز ہو جاتا ہوں۔

حضرت سلطان العارفین حضرت شیخ سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز ضلع جھنگ پنجاب کے ایک قصبہ شورکوٹ کے ایک گاؤں میں بتاریخ ۱۰۳۹ھ عہد مغلیہ خاندان کے

بڑے جلیل القدر فرمانروا شاہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں پیدا ہوئے
آپ کے والد ماجد حضرت محمد بازیدؒ نہایت صالح متشرع، حافظِ قرآن
اور فقیہہ مسئلہ دان اور نیز سلطنت مغلیہ کے خاص منصب دار ہوئے ہیں
آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا اولیاء کاملین میں
سے تھیں۔ ازلی فضلی صاحب استعداد مادرزاد ولی اللہ ہوتے ہوئے
حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کو قدرت نے ظاہری و باطنی اور
صوری و معنوی تربیت کے لئے ایسی پاک باطن خاتون حضرت مائی راستی
صاحبہؒ کے دامن پرورش اور آغوش تربیت میں ڈالا جنہوں نے آپ کی
ہر دو جسمانی و روحانی اور ظاہری و باطنی طور پر تربیت و پرورش فرما کر
انتہا نہایت تا حتی بہت عمدہ اور اعلیٰ طور پر پالا۔ آپ اپنی تصانیف میں
کئی جگہ اپنی والدہ ماجدہ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آتے
ہیں اور مختلف مقامات پر آپ کے باطنی کمالات اور روحانی درجات کو بطور فخر
و مباہات بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایک ذکر خفیہ کے بارے میں فرماتے
ہیں:۔ کہ این ذکر خفیہ والدۂ این فقیر را جاری بود کہ از غایت درد و شدت
محبت الٰہی بجائے اشک از چشمان خون مے گریستند" یعنی یہ ذکر خفیہ اس
فقیر کی والدہ کو جاری تھا کہ اللہ تعالیٰ کے درد اور محبت کے سبب اُن
کی آنکھوں سے خون کے آنسو جاری رہتے تھے"۔ آنحضرت قدس سرہٗ کی والدہ

ماجدہ کو باطن میں بذریعۂ الہام آپ کی ولادت باسعادت کا پہلے علام ہو گیا تھا۔ کہ آپ کے بطن سے عنقریب ایک ایسا خورشید فقر اور آفتاب معرفت طلوع فرمائے گا۔ جو آخری زمانے میں تمام روئے زمین کو اپنے انوارِ فیضان اور اسرارِ عرفان سے روشن اور منور کر ڈالے گا۔ اس مولودِ مسعود کو باھُوؒ کے مبارک نام سے موسوم کرنا۔ کہ وہ صاحب اسم بامسمےٰ یعنی باھُوؒ باخدا ہوگا۔ حضرت سلطان العارفین رح اپنی کتب معتبرہ میں اس بات کا بہت شکریہ ادا فرماتے ہیں۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام باھُوؒ رکھا چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں "کہ رحمتِ حق بر روانِ راستیؒ باد کہ نام من باھُوؒ نہاد" یعنی مائی راستیؒ صاحبہ کی رُوح پر اللہ تعالےٰ کی صد رحمت ہو کہ انہوں نے ہمارا نام باھُوؒ رکھا۔ ایک جگہ اس قسم کا ایک شعر فرماتے ہیں ؎

رحمت و غفران بود بر راستیؒ　　راستیؒ از راستی آراستی

یعنی مائی راستیؒ صاحبہ پر اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں ہوں۔ کہ انہوں نے ہمارا نام باھُوؒ رکھ کر راست یعنی ٹھیک نام سے ہمیں موسوم کیا۔ اے اللہ تُو نے ہماری والدہ مائی راستیؒ صاحبہ کو جیسا کہ اُن کے نام سے ظاہر ہے راستی اور سچائی سے آراستہ کیا۔

آنحضرت قدس سرہٗ العزیز اسم ھو کے عین مظہر ہیں۔ اور اپنی کتابوں میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باھُوؒ فنا فی عین ذات یا ھُوؒ ذکر فرماتے ہیں

اور جا بجا اپنی فنا اور بقا اسی اسم ھو میں بیان فرماتے ہیں۔ اور ہر جگہ نثر اور نظم میں اسم باھوؒ اور اسم یاھو کے عجیب و غریب رموز اور اشارات ادا فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں" اگر بائے بشریت حائل نبودے باھوؒ عین یاھو است" یعنی اگر بشریت کی باء درمیان میں حائل نہ ہوتی تو باھوؒ عین یاھو تھا۔ اور نیز فرماتے ہیں ؎

باھوؒ با یک نقطہ یاھو میشود　　ورد باھوؒ روز و شب یاھو بود

ترجمہ:۔ باھوؒ ایک نقطہ سے یاھو بن جاتا ہے۔ اور باھوؒ کا وردِ دن رات یاھو رہتا ہے اور ایک مصرع میں فرماتے ہیں ع

" تو نمے دانی کہ باھو با خدا است" یعنی اے طالب! کیا تو نہیں جانتا کہ باھوؒ کے معنی ہیں باخدا یعنی خدا کے ساتھ واصل اور موصل اور اس بیت میں عجیب رمز ادا فرماتے ہیں ؎

ہرچہ خواہی طالب از باھوؒ بیاب　　اسم باھوؒ چیست یعنی کج وہاب

ترجمہ:۔ اے طالب! تو جو کچھ بھی چاہے باھوؒ سے طلب کر۔ کیونکہ اسم باھوؒ الٹا اور معکوس وہاب ہے۔ یعنی اسم باھوؒ کو اگر الٹا دیا جائے تو اسم وہاب بن جاتا ہے۔ یعنی فقیر باھوؒ اللہ تعالے کے انوارِ ذات اور صفات میں فنا اور بقا کی حاصل کر چکا ہے۔ اور اسکی صفت وہابیت سے موصوف ہے۔ آپ کے اسم باھوؒ کے عدد بحساب ابجد چودہ ۱۴ ہوتے ہیں۔ اسی عدد کے حساب

سے چاند مکمل ہو کر بدر بن جاتا ہے۔ اور انسان کا بچہ سنِ بلوغت اور
شباب کو پہنچتا ہے۔ اور یہ عدد کائنات کے سات انواع کا دگنا ہے
اور اگر اسی چودہ کو دگنا کیا جائے تو چاند کے اٹھائیس ۲۸ تاریخ اور حروف
تہجی کے اٹھائیس ۲۸ حروف بن جاتے ہیں۔ کیونکہ چاند کے تیس ۳۰ تاریخوں
میں دو دن چاند غائب رہتا ہے۔ اور وہ محسوب نہیں ہوتے۔ اور
حروف تہجی کے تیس ۳۰ حروف ہیں ہمزہ اور الف اور نیز ل اور لا ایک
شمار ہوتے ہیں۔ باقی اصلی حروف اٹھائیس رہ جاتے ہیں۔ غرض اس
پاک اسم کے اسرار اور معارف اگر شمار کئے جائیں۔ تو ایک دفتر بن جائیگا
آپکے اسم مبارک میں اللہ تعالیٰ کے اسماء عظام کی سی تاثیر اور برکت پائی جاتی ہے۔
کیونکہ جو فقیر اللہ تعالیٰ کے انور ذاتی میں فنا اور بقاء کلی حاصل کر لیتے ہیں۔ انکے اسماء میں بھی
اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی سی تاثیر پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں
اسمی کاسم الاعظم یعنی میرے اسم میں اسم اعظم کی سی تاثیر ہے۔ اور ایک قصیدے کا بیت ہے

وَذِکْرِیْ جِلَا الْاَبْصَارِ بَعْدَ عِشَائِہَا

یعنی میرے ذکر سے آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ جبکہ ان پر غفلت کے
پردے پڑ جائیں۔ سو حضرت سلطان العارفین رحؒ کے اسم باھوؒ قدس سرہٗ
میں نہایت عجیب تاثیرات دیکھنے میں آئی ہیں۔ بلکہ بعض ازلی فضلی طالبان
صادق اس اسم مبارک کے خالی سننے سے آپکے والہ اور شیدائی بن

ہو جاتے ہیں۔ کئی حاسد کور چشم ہمارے اس بیان کو ہماری خوش اعتقادی پر محمول کریں گے لیکن منصف مزاج اور سلیم العقل اصحاب جب کبھی اس اِسم مبارک کے غیر معمولی تلفظ اور ذو معنی معانی پر ناقدانہ اور منصفانہ نظر ڈالیں گے۔ تو اس اسم کی تاثیر اور برکت سے انکار نہیں کریں گے اور یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ اسم واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلامِ حق اور الہامِ مطلق کا نتیجہ ہے۔ بلکہ بعض طالبوں پر تو صرف اسم پاک باہُوؒ کے سُننے سے ہی وجد طاری ہو جاتا ہے۔ اور ان کا لطیفۂ قلب اسم یا باہُوؒ حق باہُوؒ سے جاری ہو جاتا ہے۔ ؎

جمالِ حُسنِ یوسفؑ را چہ میداند خراشش ۔۔۔ زلیخا را بپرس اندوے کہ صد شرح بیاں دارد

بعض خشک مزاج ظاہر بین بے یقین لوگ لفظ "حق باہُوؒ" کے سُننے سے آتش پا ہو جاتے ہیں۔ اور جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ معاذ اللہ یہ کفر کا کلمہ ہے۔ یہ محض ان کی غلط فہمی اور نادانی ہے۔ یہاں پر ہم اس کلمے کی تشریح کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ سو کلمۂ "حق باہُوؒ" کے اندر لفظِ حق یہاں اللہ تعالیٰ کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ لفظ حق اُس جگہ راست، درست، صحیح اور سچ مچ کے معنی اور مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جو لفظ باطل کی ضد ہے یعنی سچ مچ باہُوؒ با خدا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ کہ میرا یہ قول حق ہے۔ یعنی سچا اور درست ہے۔ سو یہاں

حق باہو بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ سچ مچ باہُو اسم بامسمّیٰ یعنی باخدا اور خدا سے واصل ہے۔ آپ نے ایک کتاب میں اس بات کی پیشین گوئی بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

از قبر باہُو ہو برآید حق بنام ذاکراں را انتہا ہُو شد تمام

یعنی باہُو کی قبر سے بھی اُس کے نام باہُو کے ساتھ حق کے نعرے نکلیں گے چنانچہ آج تین سَو سال کے بعد آپ کی یہ پیشین گوئی لفظ بلفظ صحیح اور درست ہو رہی ہے۔ اللہ اللہ کیا ہی مبارک اور خوش نام ہے۔ کہ محض سُنتے ہی دل میں گڑھ جاتا ہے۔ دانا اور زندہ دل آدمی کو اسم کے روزن سے باغ مسمّٰی کی بُو آجاتی ہے ؎

قیاس کُن ز گلستانِ من بہارِ مرا

ابیات مؤلف فقیر نور محمد سروری عفی عنہ

اللہ اللہ ایں چہ باہُو باخدا من نے بینم ز حق باہُو جُدا

اللہ اللہ ایں وہاب کج نگر بر دلم ثبت است کالنقش الحجر

اللہ اللہ ایں چہ اسم نازنیں کس ندارد در جہاں نام چنیں

اللہ اللہ ایں چہ نام پُر اثر ایں چنیں اسمے نمیدارد بشر

سِرّ ہو باہُوست باہُو سِرّ ہو سر بسر باہُوست باہُو ہو بہو

باہُو با یک نقطہ یاہوے شود خاک باہُو صاف بوئے ہُو دہد

جسم باہُوؒ غرقِ دریا ہو شدہ | بائے دریا گشت ہو باہُوؒ شدہ
اسم باہُوؒ اسم اعظم واں یقیں | ہائے ہو دو چشم باہُوؒ عین بیں
توچہ دانی سِرِّ باہُو باصفا | ہست باہُوؒ سرِ اسرار خدا
منزلِ او ہست بیروں از گماں | مے کند پرواز اندر لا مکاں
نیم نظرش بہتر از صد آفتاب | پیش او صد سنگ دِلہا گشت آب
نیم نظرے گر کند سوئے قمرے | نعرۂ ہُو ہُو کشد چوں قمرئے

اپنے شیخ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی طرح آپ بھی مادرزاد ولی اللہ تھے اور بچپن ہی سے آپکے وجود مسعود سے ذاتی انوار کی تجلیات اور بجلیاں نمودار تھیں۔ چنانچہ جب آپ اپنے شہر میں چلنے پھرنے کے عمر کو پہنچے۔ تو جب کبھی گلیوں اور بازاروں میں جا نکلتے اور خاص وقت میں جبکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بجلی رو اللہ تعالےٰ کے ذاتی پاور ہاؤس سے آپ کے دل اور دماغ کے بلبوں میں سے چمک اُٹھتی ایسی حالت میں ہندو یا سکھ غیر مسلم کی نظر آپ پر پڑتی۔ اور آپ اُس کی طرف دیکھتے تو وہ بے اختیار کلمہ پڑھنے لگ جاتا۔ اور مسلمان ہو جاتا۔ چنانچہ جب کئی غیر مسلم اس طرح مسلمان ہو گئے۔ تو شہر کے ہندو اکٹھے ہو کر آپکے والد ماجد کی خدمت میں عرض گذار ہوئے۔ کہ دایہ وقت بے وقت آپکے فرزند کو بازار اور گلیوں میں لے جاتی ہے۔ ان کے لئے وقت مقرر ہونا

چاہئے۔ چنانچہ آپ کے والد ماجد نے ایسا ہی کیا۔ شہر کے ہندوؤں نے پنچایت کر کے نوکر مقرر کر لئے۔ اور ان کو بازار اور اپنی گلیوں کے دونوں سروں پر بطور پہرہ دار بٹھا دیئے۔ اور جب کبھی کوئی شخص لڑکے کو ادھر لائے یا خود لڑکا اُدھر آئے تو ہندوؤں کو اطلاع کر دی جائے۔ تاکہ وہ اپنے مکانوں اور دکانوں کے اندر روپوش ہو جائیں آپ کے متعلق مشہور ہے کہ ابتداء سے لیکر انتہاء زندگی تک جب کبھی آپ کی نظر کسی غیر مسلم پر پڑی ہے۔ اُس کی زبان پر بے اختیار کلمہ جاری ہو گیا ہے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔ ؎

"نیم نظرم بہتر از صد آفتاب" یعنی میری آدھی نظر سو آفتاب سے زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ آج تین سو سال گذر جانے پر اس گئے گذرے زمانے کے اندر آپ کی تُربت مبارک کا یہ حال ہے کہ شمع طُور کی طرح دن رات ذاتی نور سے شعلے مارتی ہے۔ اور طالبانِ حق مست ہو کر اُس پر پروانوں کی طرح گرتے ہیں۔ کتنا ہی مُردہ دل اور غافل آدمی کیوں نہ ہو۔ آپ کے مزار مبارک پر نظر پڑتے ہی بے اختیار ذکر اللہ اور کلمہ طیّب سے اس کا دل گویا ہو جاتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں جو آپ ہی کے اسم مبارک یعنی

موضع سلطان باہوؒ سے موسوم ہے۔ اور تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ پنجاب میں واقع ہے۔ زیارت گاہِ خواص وعوام اور مرجع و ماوائے جملہ انام ہے۔ آپ کی تربت اس دورِ غفلت اور زمانۂ ظلمت میں طالبان حق کے مسموم قلوب کے لئے تریاق اکبر اور اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے ہزار ہا خوابیدہ غافل قلوب آپ کی نظرِ فیض اثر سے بیدار ہوئے ہیں۔ اور بیشمار مردہ قلوب آپ کے دمِ مسیحائی سے زندہ جاوید ہو کر مشرف دیدار ہوئے ہیں۔ لکھو کھا سعادتمند زائرین ہر سال آپکے مزار مبارک پر دُور دُور سے آتے ہیں۔ اور اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق ظاہری و باطنی فیوضات پاتے ہیں۔ اکثر ایک ہی رات یا زیادہ سے زیادہ تین شبانہ روز کے اندر اپنے دلی مقصد اور مرادوں کے مطابق بعض عوام خواب کے اندر، خواص مراقبے میں اور خاص الخاص عالم بیداری میں طرح طرح کی بشارتیں اور اشارات پاتے ہیں۔ اور آپکے وسیع خوانِ کرم سے بہرہ یاب ہو کر جاتے ہیں۔ ان لوگوں پر سخت افسوس ہے۔ جو اولیاء اور انبیاء کو مردہ خیال کرتے ہیں۔ اور انکے مزارات کو بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مُردہ نہیں سنتے ہیں۔ اور دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۔ یعنی اے میرے نبیؐ تو مردوں

تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی ندا سنا سکتا ہے جبکہ وہ مُنہ موڑ کر اُلٹے پاؤں آپ سے جا رہے ہوں" سو یہ آیت خود ان نفسانی مُردہ دل لوگوں کے حق میں آتری ہے۔ جو حق سے روگردان ہو جاتے ہیں اور ان کے دل سینوں کے اندر جامد پتھر کی طرح مُردہ اور بے حس ہیں۔ اگر یہ آیت اہلِ قبور کے بارے میں ہوتی۔ تو اللہ تعالےٰ اِذَا وَلَّوْا مُدبرین ان کی رُوگردانی بیان نہ فرماتے۔ اور کسی ولی یا نبی کی قبر کو ہرگز بُت پرستوں کی مورتیوں سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ ورنہ پھر تو خانہ کعبہ اور حجرِ اسود بھی بُت خانے سمجھے جائیں گے۔ ہم ظاہر بین بے یقین مادہ پرست لوگوں کو دلائل سے قائل نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس لیے طویل بحث میں پڑنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی آنکھوں کو کسی کی زبانی قیل و قال سے ہرگز نہیں جھٹلا سکتے۔ کیونکہ ہم نے ہزارہا دفعہ اہلِ قبور روحانیوں سے ہوش اور حواس کی حالت میں ملاقات کی ہے۔ اور ان سے فیوضات اور برکات حاصل کی ہیں۔ ع "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" حاسد کور چشم لوگوں کی پھونکوں سے اللہ تعالےٰ کے یہ نوری چراغ ہرگز نہیں بجھتے۔ بلکہ حاسد خود مٹ جاتے ہیں۔ اور یہ نوری ستون کبھی نہیں مٹتے۔

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مِٹا ہے، نہ مِٹے گا۔ کبھی چرچا تیرا

خصوصاً حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا تو معاملہ ہی دُنیا سے نرالا ہے۔ آپ اپنی قبر سے طالبوں اور مریدوں کو اس طرح توجہ کرتے ہیں۔ کہ گویا قبر سے ایک آفتاب عالمتاب جلوہ نما ہے۔ جس کے نور کی ذاتی کرنیں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر باور نہ ہو تو محرم کی آٹھویں، نویں اور دسویں تاریخ پر آکر مزار کو دیکھیں۔ کہ کس طرح اس میں سے یہ ذاتی نور کا آفتاب طالع ہو کر جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اور لوگوں کے سینوں کو روشن اور منوّر کر رہا ہے۔ لوگ اس شمع طوری پر پروانوں کی طرح گرتے ہیں اور وجد کرتے ہیں۔ آپ کا تصرف اور فیض قبر میں زندہ والوں سے افزوں تر اور تیز تر ہے۔ کیونکہ ذاتی فقراء کے لئے موت و حیات اور ظاہر و باطن بالکل برابر ہے۔ بارہا آزمایا گیا ہے۔ کہ ہمارے دل میں کسی بات کا خیال گذرا ہے۔ اور آپ نے فوراً باطن میں اس کا جواب صاف طور پر دے دیا ہے۔ یہ فقیر ابتداء طلب میں بے شمار مزاروں پر پھرا ہے۔ لیکن جو ذاتی نور اور لازوال فیض آپ کے مزار پُرانوار سے نمودار اور جلوہ گر ہوتے دیکھا ہے۔ کہیں اس کا شمہ اور ذرہ بھر بھی نظر نہیں آیا

ع
چراغِ مُردہ کجا زندہ آفتاب کجا
ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بہ کجا

اللہ اللہ آپ کے مزار پُرانوار کے فیوضات اور برکات کا کیا کہنا

ہے۔ قبر نہیں بلکہ ایک تنور ہے۔ جس سے روح نوحؑ کا ایک طوفانِ فیضان وعرفان بپا ہے۔ جو ہر کہ ومہ کو غرق کئے جاتا ہے۔

ابیات مولف فقیر نور محمد سروری عفی عنہ

تربتِ باہوؒ چو کوہِ طور داں	ہوشیا برخیز نورے شد عیاں
ہو برآید دم بدم از خاکِ او	ہو کند ہو ہو کند خاشاکِ او
از در و دیوارِ باہوؒ دمبدم	ہو برآید لیک دارد گوش کم
مردہ پیراں خاک اندر خاک شد	زندہ باہوؒ پاک بر افلاک شد
مے نماید مردہ باہوؒ مردہ را	زندہ دِل بینند باہو با خدا
پُر ہوا سرِ آگہِ باہوؒ نشد	تا گدائے درگہِ باہوؒ نہ شد
دست چوں در دامنِ باہوؒ زدم	محرمِ دل واقفِ باہوؒ شدم
مدتے شد تشنہ لب گردیدمے	العطش با ہر نفس نالیدمے
شربتِ شیریں مرا باہوؒ چشاند	اسم اللہ ہمچو گل در دل نشاند
از خُمِ میمِ محمدؐ داد جام	پختہ شد از عشق ما را جانِ خام
اسم اللہ در دِلم پیچے خورد	طائرِ دل رخت بر بالا کشد
پیشوا ایم شد محمدؐ پیشوا	در دِلم اسم محمدؐ کرد جا
ایں ہمہ از فیضِ باہوؒ یافتم	جان و دل قربانِ باہو ساختم

آپ فرماتے ہیں۔ کہ سی سال شد کہ در طلب مرشد گشتم۔ واکنوں

سالہا شد کہ در طلب طالب ہستم وہیچ طالب بر روئے زمین حوصلہ وسیع، لائقِ ارشاد و تلقین نمے یابم ۔ کہ زکوٰۃ متبرکات از نصاب بے حساب خود بر وے بخش و عطا کنم۔ و حق حق اللہ از گردنِ خود ساقط سازم" یعنی آپ فرماتے ہیں" کہ مَیں تیس سال تک مرشد کامل کی طلب میں پھرتا رہا ہوں اور اب بہت سالوں سے طالب صادق بالیقین لائق ارشاد و تلقین حوصلہ وسیع روئے زمین پر مجھے نظر نہیں آتا۔ تاکہ میں اپنی باطنی دولت کے بحیاب نصاب سے زکوٰۃ فیض نکال کر اس پر بخش اور عطا کروں۔ اور اللہ تعالےٰ کا حق اپنی گردن سے ساقط کروں۔ چنانچہ آپ کی تمام عمر سیر و سفر اور گمنامی میں گذری ہے۔ اور اس زمانے کے رسمی دوکاندار مشائخین کی طرح شہرت اور ظہور سے کوسوں دُور بھاگتے رہے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ جبکہ آپ کا وجودِ مسعود نورِ حضور سے بھرپور ہوتا۔ اور آپ سے فیضانِ انوار بے اختیار رواں اور نمودار ہونے۔ تو آپ نہایت حقیر لباس پہن کر اور مکروہ شکل اختیار کر کے اور کاسۂ گدائی ہاتھ میں لیکر در بدر گدا گرتے پھرتے رہے اور اس طرح اپنے آپ کو چھپائے رکھتے۔ چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ع۔ ہر کسے را مے بنمایم زشت رُوئے" یعنی میں ہر شخص کے سامنے اپنے آپ کو بُری شکل میں پیش کرتا ہوں اور دوسری جگہ

فرماتے ہیں ؎

نفس را رُسوا کنم من از گدا
بر ہر درے قدمے زنم بہر از خدا

یعنی میں اپنے نفس کو گداگری سے رُسوا کرتا ہوں۔ اور محض اللہ تعالےٰ کے امر سے اور لوگوں کو بلاواسطہ فیض پہنچانے کی خاطر ہر دروازے پر جاتا ہوں۔" یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی کے اصلی حالات بالکل مخفی اور پوشیدہ ہیں۔ اور آپ کے حقیقی حالات معلوم کرنے کے لئے ہمارے پاس سوائے آپ کی تصنیفات اور کتابوں کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اور اپنی تصنیفات میں آپ نے اپنی ذات کے متعلق یا اپنے مجاہدات و ریاضات اور کشف و کرامات کے متعلق کبھی کوئی ذکر تک نہیں کیا۔ ورنہ آپ کی زندگی کا ہر دم کشف کا گنجینہ اور آپ کا ہر قدم کرامات کا خزینہ تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں نہ پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ اور نہ روضہ۔ لنگر خانقاہ۔ سجادگی اور دنیوی عزو جاہ سے واسطہ رکھا ہے۔ بلکہ ہزاروں طالبوں کو فیض پہنچایا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو بیچ میں نہیں لائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

تا توانی خویش را از خلق پوش
عارفانے کے بوند ایں خود فروش

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش
کم بود اندر زمانہ ایں چنیں زیبا روش

آپ نے اپنی گمنامی میں اسقدر مبالغہ اور غلو فرمایا کہ اپنے جسم کے علاوہ اپنی قبر کو بھی شہرت اور ظہور سے بچایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

گم قبر گمنام بے نام ونشاں
حُبّہ بابا خود برم در لامکاں

یہی وجہ ہے کہ ابتداء میں آپ کا مزار مبارک مٹی کی ایک معمولی قبر پائی گئی چنانچہ نہ اس پر کوئی عمارت تھی۔ اور نہ کوئی روضہ وغیرہ بنایا گیا تھا ورنہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہی بہت معمولی اور رسمی پیروں کے بڑے عالیشان روضے اور خانقاہیں بن گئی ہیں۔ حالانکہ خدا جانے وُہ دنیا سے ایمان بھی سلامت لے گئے ہیں یا نہیں لیکن اللہ تعالےٰ کو آپ کا ظہور منظور تھا۔ اور تمام جہان میں آپ کے عرفان کا فیضان رواں ہونا مقدّر ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ کے اس ظہور کے آثار اور اسباب بھی قدرت نے عجیب وغریب طریقے پر ظاہر فرمائے چنانچہ مناقب سلطانی میں مذکور ہے۔ کہ دریائے چناب کے کنارے پرانے زمانے کا قلعہ قہرگاں کچی اینٹوں کا ایک شکستہ قلعہ تھا۔ اسی کے اندر چند دیگر قبروں کے ہمراہ آپ کی قبر موجود تھی۔ جس کا کسی کو پتہ ونشان تک نہ تھا کہ کن لوگوں کی قبریں ہیں۔ ان دنوں دریائے چناب اس قلعے کے بہت قریب آگیا تھا۔ اور اُس قلعے کا مع ان قبروں کے دریا بُرد ہو جانے کا خطرہ تھا۔ چنانچہ ایک رات وہاں قریب کے ایک گاؤں میں

ایک سیّد صاحب کو خواب میں آپنے اپنی قبر کا پتہ دیا کہ اے گل شاہ! میرا نام فقیر باہُوؒ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے مجھ کو مامور فرمایا ہے۔ کہ میں قبر سے طالبانِ حق کو باطنی تعلیم اور تلقین کروں اور سلسلۂ رُشد و ہدایت جاری کروں۔ دریا قریب آگیا ہے۔ اور چند دنوں میں اس قلعے کا بمعہ ان قبروں کے صفایا ہو جائے گا۔ اُٹھ اور مجھے یہاں سے نکال کر کہیں محفوظ جگہ میری قبر بنا دے۔ کہتے ہیں کہ سیّد صاحب مذکور حسب الارشاد باطنی آپکے بمعہ چند رفقاء اُس قلعے کے اندر گئے۔ اور اس قبر کو جس کا آپنے خواب میں پتہ دیا تھا کھودا۔ لیکن اس میں سے آپکی لاش کا کوئی سُراغ نہ ملا۔ آخر اُداس ہو کر اپنے گھر آ کر سوئے۔ تو پھر آپ نے اُسے خواب میں فرمایا۔ کہ اے فلاں! ہمارا جسم تم کو نہیں ملے گا بلکہ تم ایک صندوق اور تابوت بنا کر رات کو اسی کھودی ہوئی قبر کے قریب چھوڑ جانا۔ صبح کو جب تم یہاں آؤ گے۔ تو ہمارے جسم سے اُسے بھاری اور وزنی پاؤ گے۔ پھر اُسے بغیر کھولنے بدستور محفوظ جگہ لیجا کر دفن کر دیں۔ چنانچہ سیّد اور شاہ صاحب مذکورہ نے اسی طرح کیا۔ اور صبح کو جب وہ وہاں گیا۔ تو واقعی اسے بھاری اور وزنی پایا۔ اور ایک اونٹنی پر صندوق مبارک لاد کر جنوب کی طرف اس ارادے سے روانہ ہوئے۔ کہ حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب قریشی کی

قبرستان میں اسے دفن کرے۔ جو وہاں سے تقریباً تین چار میل کے فاصلے پر تھا۔ اتفاقاً راستے میں ایک ایسی جگہ تھی۔ جو مدت سے آسیب زدہ اور بھوتوں جنوں کی جگہ کے نام سے مشہور تھی۔ اور جب کبھی کوئی انسان یا کوئی حیوان اُس جگہ پر ذرا ٹھہر جاتا۔ تو وہ گھبرا جاتا۔ اور اگر ذرا زیادہ دیر ٹھہرتا۔ تو بیہوش ہو کر گر پڑتا۔ اس لئے وہاں پھرنے والے چرواہوں اور گڈریوں نے اُس سرزمین کے اِرد گرد کانٹوں کی ایک مضبوط باڑھ دے رکھی تھی تاکہ کوئی اجنبی انسان یا حیوان بے خبری میں اس آسیب کا شکار نہ ہو جائے۔ غرض جب اونٹنی اس باڑھ کے قریب پہنچی۔ تو وہ خود بخود بیٹھ گئی۔ سید صاحب مذکور اور اُن کے رفیقوں نے اُس اونٹنی کو بہتیرا ہانکا اور مارا پیٹا۔ لیکن اونٹنی ٹس سے مس نہ ہوئی آخر انہوں نے مشورہ کیا۔ کہ ہو نہ ہو یہ جگہ پہلے ہی محفوظ ہے۔ اور اونٹنی بھی یہاں سے دوسری جگہ جانے کے لئے نہیں ہلتی۔ بہتر یہی ہو گا۔ کہ صندوق کو اسی جگہ سپرد خاک کردیں۔ چنانچہ اُن کے اس مشورہ کے طے ہونے کے ساتھ ہی اونٹنی خود بخود اُٹھ کر اس باڑھ کے اندر چلی گئی۔ اور ایک پاک وصاف جگہ کے پاس بیٹھ گئی۔ سید گل شاہ صاحب اور اُن کے رفقاء نے اس واقعہ کو ایک قسم کی تائید غیبی اور کرشمۂ قدرت سمجھ کر بہت خوشی

اور خرمی سے صندوق مبارک کو اسی پاک مقدس سرزمین کے اندر سپرد خاک کر دیا۔ اور وہاں آپ کی مزار مبارک تیار کر دی۔ سو اس پاک سرزمین کو اللہ تعالےٰ نے روزِ اوّل سے آپ کے بحرِ فیض کی اجراء اور روانی کے لئے منتخب اور مقرر فرمایا تھا۔ اور اُس پر قدرت کے غیبی پہرے بٹھا دیئے تھے۔ تاکہ یہ جگہ ہر قسم کی ظاہری و باطنی نجاست اور حیوانی اور انسانی گوبر پیشاب اور گندگی وغیرہ سے محفوظ رہے یہی وجہ تھی کہ یہاں سے ہر انسان اور حیوان کو ڈرا کر بھگا دیا جاتا۔ غرض یہاں اس نوری چشمۂ فیض کی اجراء اور ابتداء اس طرح پر ہوئی جو بعد میں بڑھتے بڑھتے ایک دریائے ناپیدا کنار بن گیا۔ چنانچہ جب اس جگہ آپ کی مزار مبارک تیار ہو گئی۔ تو آپ کی رُوح پُر فتوح کا آفتاب اُفقِ غیب سے نکل کر یہاں طلوع ہوا اور اپنی نوری کرنیں اطراف و اکناف میں پھیلا پھیلا کر لوگوں کے دلوں کو روشن اور منوّر کرنے لگا۔

تڑپتا کیوں ہے اے بُلبل کمال اتنا تو پیدا کر
کہ تیرا اشک جس جا پر گرے گلزار ہو پیدا

بعدہٗ آپکی قلمی فارسی کتب و تصنیفات جو آپکے جسم و اسم اور آپ کی مزار کی طرح پردۂ گمنامی اور خمول میں مختلف شہروں کے اندر بعض

لوگوں کے پاس پڑی ہوئی تھی۔ منصۂ شہود پر ظہور پذیر ہونے لگیں۔ جب طالبانِ حق کو کتابوں کے اِس گنجِ بے بہا کا پتہ لگا۔ تو اس کی طلب وتلاش میں دُور دُور سفر کئے۔ اور انہیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر خوب نقل کیا۔ اور دن رات ان کے مطالعہ میں سرگرم ہو گئے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کو جب دُنیا میں جیسا کہ آپ کی تحریر سے واضح ہے کوئی طالب حوصلہ وسیع لائقِ تلقین نہیں ملا۔ تو آپ نے اپنی باطنی دولت اور روحانی نعمت کو کتابوں کی صورت میں قلمبند اور مدون کر لیا اور یوں باطنی فیض کا عام دستر خوان طالبوں اور سالکوں کے لئے قیامت تک بچھا دیا اور صلائے عام دیدی کہ جس کا جی چاہے آئے اور اس نعمتِ غیر مترقبہ اور گنجِ بے پایاں کو لوٹے۔

آپ کو ظاہری علم چنداں نہیں تھا۔ اوائل عمر ہی سے بسبب ہجوم وارداتِ غیبی و کثرت فتوحات لاریبی آپ کو ظاہری کسبی علوم کی تحصیل کی فرصت نہیں ملی۔ چنانچہ آپ ایک کتاب میں فرماتے ہیں۔ کہ من و محمد عربی ہر دو اُمی بودہ ایم" یعنی میں اور محمد عربی صلعم ہر دو اُمی اور ان پڑھ ہوئے ہیں اور نیز دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ ایں فقیر با ظاہری علم چنداں نبود۔ اما از واردات و فتوحات علم باطنی چنداں علوم کشاد کہ برائے اظہار آں دفترہا باید۔ اما بزرگانِ ما تسلّی دردل فرمودہ اند۔

اگرچہ نسبت مارا علمِ ظاہر　　زِ علمِ باطنی جاں گشتہ طاہر

مارا مکاشفات و تجلیاتِ انوارِ ذاتِ الٰہی فراغت و فرصت کسب علم ظاہری و ورد و وظائف نہ داد، کہ ہر وقت باستغراق دریائے ژرف توحید مستغرق مے مانیم۔" یعنی اس فقیر کو علم ظاہری حاصل کرنے کا چنداں موقع نہیں ملا۔ لیکن بذریعہ وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی ہم پر اس قدر علوم کھلے کہ ان کے اظہار کے لئے بے شمار دفتر چاہئیں۔ لیکن بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ بات عمدہ وہ ہے کہ قلّ و دلّ ہو۔ یعنی الفاظ اور عبارت مختصر ہو۔ لیکن اس کے مطالب اور معانی زیادہ اور بکثرت ہوں ؎

اگرچہ ہمیں علم ظاہری حاصل نہیں ہے۔ تاہم علم باطنی سے ہمارا دل اور ضمیر آئینہ حق نما کی طرح روشن اور منور ہو گیا ہے۔ چنانچہ جملہ علوم ظاہری و باطنی بذریعۂ انعکاس اس میں سما گئے ہیں ہمیں مکاشفات اور تجلیات انوار ذات کے سبب علم ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا۔ اور نہ ہمیں ظاہری ورد و ظائف کی فرصت ملی ہے۔ کیونکہ ازل سے ابد تک ہر وقت اور ہر لمحہ توحید کے دریائے ژرف و عمیق میں مستغرق رہے ہیں۔" کہتے ہیں کہ آپ نے ایک سَو سے متجاوز کتابیں علم تصوّف میں تصنیف فرمائی ہیں منجملہ ان کی تقریباً بڑی چھوٹی چالیس کتابیں قلمی بزبان فارسی راقم الحروف نے بھی جمع کیں اور بہت سال اپنے ہاتھ سے انہیں لکھتا رہا ہوں۔ اس فقیر کو

علم دینیات اور خصوصاً علم تصوف کا بہت وسیع مطالعہ رہا ہے۔ اور اس بارے میں ہر زبان اور ہر زمان کے جملہ متقدمین اور متأخرین سالکین اور مشائخین کی تصانیف کو ایک ایک کر کے دیکھا اور پڑھا ہے۔ لیکن جو تاثیر اور برکت حضرت سلطان العارفینؒ کی کتب میں پائی ہے۔ دیگر تصانیف سے کہیں اسکی بو بھی نہیں آتی ہے۔ اللہ شاہد حال ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی رُوح پُر فتوح کتاب کے حروف اور عبارت میں اس طرح جاری اور ساری ہے کہ محض کتاب کے پڑھنے سے اہل مطالعہ کے دل میں آپ کی توجہ کا نُور برق براق کی طرح بے واسطہ متجلّی ہو جاتا ہے۔ اور اہل مطالعہ کو بے ریاضت مقام راز میں اور بلا مجاہدہ مرتبۂ مشاہدہ میں پہنچا دیتا ہے۔ کیا ہی خوش قسمت ہے وہ زبان جو اس زبانِ حق ترجمان سے گویا ہے۔ اور کیا ہی مبارک ہیں وہ کان جو اس القاء حق سبحان سے شنوا ہیں اور سعادتمند ہے وہ آنکھ اور دل جو اس سخن کنہہ کُن اور علم من لدن سے بینا اور دانا ہے۔

ابیات مؤلف فقیر نور محمد سروری عفی عنہ

مرشدِ ما پیر باہُوؒ بے مثال — مثلِ او ہرگز ندیدم باکمال

نُور اسمین است در عینینِ او — دولتِ دارین در کفین او

شاہدِ ذات است در آغوش او — قلزم قلب است دریا نوشِ او

بادۂ عشق است اندر جام او　　بہتر از صد پختگان یک خام او
ماہتاب دیگران شد ناپدید　　آفتابش دائما اندر مزید
خام گوید خام تصنیفات او　　پختگان دانند از لذات او
معرفت را سہل و آسان ساختہ　　خام مسکہ در عسل انداختہ
ہر چہ گفتہ عین گفتہ عین حق　　عارفان گیرند از وے خوش سبق
ہر کتاب اوست مرشد راہبر　　ہست در وے نور باہو مستتر
ہر سطر سریست از اسرار حق　　مخزن اسرار مولیٰ ہر ورق
ہر حرف دُریست از علم لدن　　ہر سخن سریست از اسرار کن
جاہل از خواند شود عالم بکمال　　عالم از خواند شود صاحب وصال
مُردہ دل را زندگی بخشد دوام　　زندہ دل را قرب بخشد لاکلام
دولت دارین شد محتاج ما　　زو گدائے یافت تخت و تاج را
سالکان را رہ نماید پیش پیش　　نوش دارد ہست بر دلہائے ریش
ہست خضر راہ ہر گم گشتہ ما　　رہ کشاید ہر یکے رہ بستہ ما
کفر سی سالہ برفتم از درون　　نیم نظرے پیر کامل کرد چون
شرک دیرینہ برفتم از وجود　　یک نگاہے پیر کامل چون نمود
شہسوارے کرد چون برمن نظر　　زندہ گشتم جاودانی چون خضر
زندہ کردی زندہ باشی تا ابد　　نور کردی نور باشی با احد

من سدا ممنونِ احسانِ توام
من غلام و بندہ فرمانِ توام

رحمت والطاف از تو دیدہ ام
میوہ ہا از گلشن تو چیدہ ام

گلشنت مامون بادا از خزان
گلبنت شاداب بادا در جہان

رونقِ بازار تو باد اے کریم
بر سرِ طور تو آئیم چوں کلیم

صد پئے نورِ ہدیٰ گردیدہ ام
بر سرِ طورِ مزارت دیدہ ام

نورِ تو بادا مزید اندر مزید
فیضِ تو بادا چوں باراں بر مرید

اے خدا مقبول بادا ایں کلام
ایں دعائے پیر باہُوؒ والسلام

واضح ہو کہ آنحضرتؒ کی تصنیفات کی عبارت بہت سلیس اور سادہ ہے اور بعض خشک مزاج عالم بے عمل ظاہری علم پر مغرور اور حقیقتِ حال سے کوسوں دُور اُسے خامی سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ اس خامی کے اندر وہ حق الکلامی پنہاں ہے جس کا ہر حرف نقطہ اور سطر سراسر نور ہے۔ کیونکہ اسکی عبارت حضرت تلمیذ الرحمٰن کی زبانِ حق ترجمان سے مذکور ہے۔ اور خدا اور رسولِ خدا کے حضور پُر نور سے دوام منظور ہے۔

آں حضرت قدس سرہٗ کو بذریعہ کشفِ غیبی معلوم تھا کہ آخر زمانہ میں قحط الرجال ہوگا۔ اور مرشد کامل دنیا میں عنقا مثال ہوگا۔ اس لئے آپ نے اس پچھلی تاریکی اور آخری ظلمت کے زمانے کے لئے اپنے گنجِ معرفت اور کنزِ توحید کو کتابی صورت میں نمودار کر کے رکھدیا

چنانچہ ہر کتاب کے اندر ایک مُرشد کامل کا نُور مستور ہے۔ اور وہ نُور بالکل وسیلۂ مشاہدۂ ذات اور ذریعۂ حضوری بزم حضرت سرورِ کائنات صلعم گویا کلید نور و حضور ہے۔ اگر طالب صادق بالیقین صدق اور اخلاص سے دن رات اس کو اپنے مطالعہ میں رکھے گا اور اُسے اپنا راہبر پیشوا اور وسیلہ بنائے گا۔ تو انشاءاللہ بہت جلدی اپنی دلی مُراد پائیگا۔ آمنا و صدقنا۔

یہ فقیر متواتر تیس ۳۰ سال تک آپکی فارسی کتابوں کو اپنے ہاتھ سے لکھتا رہا ہے۔ چنانچہ ہر کتاب کو بار بار لکھا ہے اور دن رات مطالعہ کرتا رہا ہے۔ لیکن کتابوں کی نسبت ادب، اخلاص اور صدق یقین کا یہ عالم تھا کہ اس طویل عرصے میں نہ کبھی کتاب کو بے وضو لکھا ہے اور نہ بے وضو ہاتھ لگایا ہے۔ اور کتاب کی تاثیر اور برکت کا یہ حال تھا کہ دن کو جو عبارت لکھی ہے یا پڑھی ہے۔ اور اس میں فقر اور معرفت کا جو مقام بیان ہُوا ہے۔ وہی حالت اور وہی کیفیت رات کو قلب اور قالب میں جاری اور طاری ہو گئی ہے۔ اور وُہی مقام کھُل گیا ہے۔ کبھی کوئی ایسی عبارت نہ لکھی ہے اور نہ پڑھی ہے۔ جس کا اُسی وقت فوری اثر نہ ہُوا ہو۔ اور ان کتابوں کے اندر ایک ایسا لازوال ذاتی نُور مستور ہے۔ کہ اب بھی جس وقت کتاب کا مطالعہ کیا جاتا ہے

تو بالکل نئے انوار اور اچھوتے اسرار کا انکشاف ہوتا ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ کی کتابیں پہلے محض دولتِ دُنیا فراہم کرنے کی خاطر نا اہلوں نے غلط ترجمہ کر کے کتابوں کی حقیقت اور اصلیت کو مسخ کر ڈالا ہے۔ ایسے شہباز بلند پرواز عارف کے کلام کے انداز کو طالبِ دنیا مگس اور غلیواز خاک سمجھتے ہیں ؎

مصحفِ رُخوں کے چھُونے کی جو آرزو کرے

پہلے وہ آبِ دیدۂ تر سے وُضو کرے

فقر اور معرفت کے حقائق جاننا اور انہیں بیان کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے اور نہ زبانی کسی علم سے باطنی اسرار معلوم ہوتے ہیں اور نہ حال کی باتیں اہلِ قال بیان کر سکتے ہیں۔

بعض لوگ چند روز بطور تجربہ و آزمائش کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور جب کوئی فوری اثر نہیں دیکھتے تو سمجھتے ہیں۔ کہ کتابوں کے مطالعہ کی تعریف میں مبالغے سے کام لیا گیا ہے۔ اور بد اعتقاد ہو کر کتاب کا مطالعہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسے نفسانی وقتی غرض مند طالبوں کے لئے معرفت کا باطنی راستہ ہرگز نہیں کھُلتا۔ بلکہ اس راستے میں وہی طالب منزلِ مقصود کو پہنچ سکتا ہے۔ جس کی ہمت آسمان کی طرح بلند جس کا عزم پہاڑ کی طرح راسخ اور جس کا صبر اور تحمل زمین

کی طرح پائدار ہو، جو دریا کی طرح دن رات اس راستے میں رواں اور دواں رہے۔ اور جو کبھی کسی وقت واپس مڑنے کا نام نہ لے۔ بھوک فقر فاقہ رنج زحمت اور جو مصیبت اور آفت سامنے آئے وہ اس کے قدم کو متزلزل نہ کر سکے اور نہ اسکی چال کو روک سکے۔ مست اونٹ کی طرح کانٹے اور جھاڑیاں کھائے اور بوجھ اٹھائے۔ ؎

اے کہ شترِ مست کشد بارِ گراں را　　　تا مست گردی نکشی بارِ غم عشق

یہ راستہ پُر رنج و کشالہ ہے۔ نہ کہ خانۂ مادر و خالہ ہے۔ نہ یہاں ناز نعمت اور لذیذ غذا اور چرب نوالہ ہے۔ جو بچپن سے ناز و نعمت میں پلے ہوں۔ جو دن رات عیش و عشرت میں بسر کرتے ہوں۔ اور ہر وقت خواب و خوران کا مشغلہ ہو۔ ایسے گاؤخر حیوانوں کے لئے دنیا کی چراگاہیں موجود ہیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ کی پاک مقدس بارگاہ سے کیا کام۔ جن کے قلوب جیفۂ دنیا کا مسکن ہو۔ اور جہاں ہر وقت دنیوی خیالات اور خطرات کے کتے دوڑ رہے ہوں۔ وہاں فرشتوں اور نوری لوگوں کا دخل نہیں ہو سکتا۔ لا یدخل الملئکۃ فی بیت الکلب۔ غرض اللہ تعالےٰ کا راستہ امتحان اور آزمائش کا ہے نہ کہ راحت اور آسائش کا۔ ؎

عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد　　　ناز پروردِ تنعم نہ برد راہ بدوست

اے طالب مولےٰ! اگر تو اپنی طلب میں صادق ہے تو حضرت سلطان العارفینؒ کی کوئی صحیح فارسی کتاب یا اس کا صحیح ترجمہ دن رات صدق اور اخلاص سے مطالعہ کیا کر اور اُسے اللہ تعالےٰ کے قرب معرفت اور مشاہدہ دیدار اور حضوری بزم حضرت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسیلہ اور ذریعہ بنا۔ ان شاء اللہ تو بہت جلدی اس گوہر مقصود سے اپنا دامن بھر لے گا۔ اور جو کچھ تیرے دل میں ہے۔ وہ ضرور جلدی یا بدیر حاصل کر لیگا۔ آجکل کے رسمی رواجی اور ریاکار دکاندار پیروں کے دروازوں پر عمر گراں مایہ ضائع کرنے اور ناقص مرشدوں کی تمام عمر کی جان توڑ خدمت سے ان کتب کے ایک ہفتے کا صحیح مطالعہ بہتر ہے۔

یہاں پر ہم حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی کتب متبرکہ کا تھوڑا سا مختصر حال بطور مُشت نمونہٗ خروار آپ کی کتابوں سے اور آپ کی اپنی زبان حق ترجمان سے نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں خوش نصیب سعادت مند، سلیم العقل اور منصف مزاج اصحاب ان مختصر عبارتوں سے ان پاک تصانیف کی حقیقت اور اصلیت معلوم کرلیں گے، مفصلہ ذیل عبارتیں آپ کے نہایت نادر جامع اور انتہائی معارف اور اسرار پر مشتمل کتاب مسمیٰ " نور الہدیٰ " کلاں سے نقل

کی گئی ہیں۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ اور اصل فارسی متن بھی اس فقیر نے چھپوا کر شائع کیا ہے۔ عبارتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہر کہ ایں کتاب را باخلاص و بالیقیں د با اعتقاد شب و روز در مطالعہ آوردہ مے خواند۔ واقفِ اسرار گردد۔ آں را احتیاجِ تعلیم و تلقینِ مرشد ظاہر نماند۔ ایں کتاب وسیلہ ورسانندہ بمعرفت الی اللہ خدا و شرف حضوری بخشندۂ مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خلق را راہنما و باطن صفا۔ لیکن طالب باید اہل مطالعہ صادق الارادت باادب و باحیا۔

(۱) ترجمہ:۔ ہر جو شخص اس کتاب کو اخلاص یقین اور اعتقاد سے دن رات مطالعہ کر کے پڑھا کرے گا۔ وہ شخص واقفِ اسرار ہو جائے گا اسے ظاہر مرشد کی تعلیم و تلقین کی حاجت نہیں رہے گی۔ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کی معرفت کا وسیلہ اور اسکی ذات تک پہنچانے والی ہے۔ اور مجلس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کا شرف بخشنے والی ہے۔ ایسا شخص خلق کا رہنما اور باطن صفا ہو جاتا ہے۔ لیکن اہل مطالعہ طالب کو چاہیئے کہ صادق الارادت اور باادب اور باحیا ہو۔

(۲) ایں کتاب اسرار الوحی را اگر ناقص خواند بمرتبۂ کامل رسد و اگر کامل خواند عاملِ کل گردد۔ و اگر عاملِ کل خواند مکمل گردد و اگر مکمل خواند اکمل گردد

واگر اکمل خواند جامع مرشد صاحب جمعیت گردد۔ واگر جامع خواند سلطان الوہم فقیر بر کونین امیر نور الہدے گردد۔ کہ مرتبۂ او در وہم و فہم نگنجد لاحدّ و لاعدّ این کتاب مجموع الجمعیت کُل الکلید است۔ ہر قفل مطالب را کہ طالب بے اندازد، وا سازد وہمہ متاع بخشاید۔

(۲) ترجمہ:۔ اس کتاب اسرار الوحی کو اگر ناقص شخص پڑھیگا۔ کامل ہو جائیگا اور اگر کامل شخص پڑھے گا۔ عاملِ کل ہو جائے گا۔ اور اگر عاملِ کُل پڑھیگا۔ مکمل ہو جائے گا۔ اور اگر مکمل پڑھے گا اکمل ہو جائے گا۔ اور اگر اکمل پڑھیگا۔ جامع مرشد صاحب جمعیت ہو جائے گا۔ اور اگر جامع پڑھیگا سلطان الوہم فقیر کونین پر امیر نور الہدے ہو جائیگا۔ کہ اس کا مرتبہ وہم اور فہم سے بالاتر اور حد اور حساب سے بیرون تر ہو جائیگا۔ یہ کتاب تمام جمعیتوں کی جامع اور تمام چیزوں کی کُنجی ہے۔ جس قفلِ مطالب میں طالب ڈالیگا۔ اُسے کھول لیگا۔ اور ہر متاع نکال کر حاصل کرلیگا۔

(۳) صاحبِ تصنیف علم تصوّف کو چاہیئے کہ اول ہر علم اور عمل کو اپنے قبضہ اور تصرّف میں لاکر معائنہ، تجربہ اور آزمائش کرلیوے۔ تاکہ اس علم سے کسی کو پریشانی حاصل نہ ہو۔ اور نہ کوئی رجعت کھلے۔ بعدہٗ ایسی کتاب لکھے جانے اور تصنیف و تالیف کے قابل ہوتی ہے۔ چنانچہ مَیں نے پہلے تصوّر اسم اللہ ذات اور قوتِ ظاہر توفیق اور باطنی تحقیق

کے ذریعے اپنے علم کا مطالعہ اور اس علم کا مقابلہ اور تکرار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ اصحاب کبار کے ہمراہ اور جملہ انبیاء اور اولیاء اللہ اور جملہ مجتہدین سے کر کے باطن میں ہر ایک کے حضور میں کتاب لیجا کر اُس کی نظر میں کتاب کو منظور کرایا۔ اور ہر ایک سے حکم اور اجازت لیکر بعدۂ کتاب کو خلقت میں شائع کیا۔

(۴) جان لے اے طالب! کہ اس تصنیف علم تصوف ربانی کے کلمات اور عبارتیں جو شخص پڑھے گا وُہ کُن کی کُنہہ کو بیشک پہنچ جائے گا۔ اور اس تصنیف علم تصوّف کی گویائی کی تاثیر سے طالب کو حاصل ہو جائے گی روشنضمیر بینائی، قلب کی صفائی، رُوح کی یکتائی اور سِتر کی راہنمائی۔ اس تصنیف علم تصوّف کے قیل وقال سے پڑھنے والا فوراً حضور میں پہنچ جائے گا۔ اور مشاہدۂ معرفت اور قرب معراج وصال اُسے حاصل ہو جائے گا۔ اور تماشۂ کونین سے واقفِ احوال ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا عبارتیں محض لاف وگزاف اور مبالغہ آمیز باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ ٹھوس حقیقتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص صدق دل اور اخلاص ولیقین اور ادب واحترام سے متواتر شب و روز کتاب کا مطالعہ کرتا رہیگا وہ ضرور بالضرور اپنی دلی مراد کو پہنچ جائے گا۔

آپ کی بیعت :۔ آنحضرت قدس اللہ سرہٗ العزیز کو باطن میں

حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بعیت فرمائی ہے۔ اور آپ
کو اویسی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض، تلقین
اور ارشادِ باطنی حاصل ہوا ہے۔ آپ کتاب امیر الکونین میں ارشاد
فرماتے ہیں۔ کہ عرصۂ تیس ۳۰ سال تک مرشد کامل کی طلب میں جا
بجا پھرتا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس طویل مدت میں بے شمار
مرشدوں کو دیکھا ہے۔ اور ان میں سے اکثر کاملین عارفین کی
صحبت میں رہے ہیں اور اُن کی دل و جان سے خدمت کی ہے
اور اُن سے فیوضات اور برکات حاصل کی ہیں۔ چونکہ آپ کو
ذاتی نُور کی طلب تھی اور محض اللہ تعالےٰ کے دیدار اور مشاہدہ
کے مشتاق تھے ۔ اس لئے اس زمانے کے اسمائی، صفاتی
اور افعالی انوار اور تجلیات سے آپ کی تسکین خاطر نہیں ہو سکی چنانچہ
آپ ایک اپنے پنجابی دوہے میں فرماتے ہیں ؎

ت۔ ترک دُنیا دی جداں کیتو سے تداں فقر ملیو سے خاصہ ہُو
راہ فقر دا تداں ملیو سے جداں ہتھ پکڑیو سے کاسہ ہُو
دریا وحدت دا نوش کیتو سے اَجے جی پیا سا ہُو
راہ فقر رت ہنجوں روون باہُو لُتے لوکاں بھانے ہا سہ ہُو

یعنی "جس وقت ہم نے دُنیا کو ترک کیا۔ تو ہمیں خاص فقر تب حاصل

ہُوا اور فقر خاص الخاص کا راستہ ہم پر تب کھُلا۔ جب ہم نے کاسۂ گدائی ہاتھ میں لیکر نفس کو در بدر ذلیل کیا۔ اور ہم وحدت اور معرفت کا سارا دریا پی گئے۔ لیکن پھر بھی ہماری پیاس نہیں بجُھی۔ اے باہُوؒ! فقر دن رات عشق اور دردِ محبت سے خون کے آنسو رونا ہے۔ لوگوں نے اسے کھیل تماشہ سمجھ رکھا ہے"

آخر اس ذاتی نور کی صادق طلب اور تلاش نے آپ کو اس سالارِ سالکان، سرورِ دو جہان اور سیّد انس و جان ختم الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مجمع جمیع انوار اسماء و صفات تک پہنچا دیا اور اس بحرِ انوار ذات میں سے ایک بڑا حصہ وافر حاصل کیا۔ اور نورِ مطلق ہو کر فقر کے ایسے بلند ترین مقام پر فائز ہوگئے جہاں سے اوپر اور کوئی مقام باقی نہ رہا اور جہاں پر کوئی بزرگ اور ولی آپ کا ہمسر اور برابر نہ رہا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

جائیکہ من رسیدم امکاں نہ ہیچ کس را
شہباز لامکانم آں جا کجا مگس را
عرش و قلم و کرسی کونین رہ نیابد
افرشتہ ہم نگنجد آنجا نہ جا ہوس را

آنحضرت قدس سرہٗ کو خود حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

باطن میں دست بیعت فرمایا اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے آپ کو اپنا نوری حضوری فرزند بنایا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں ؎

دست بیعت کرد مارا مصطفٰے ۔ فرزندِ خود خواند است مارا مجتبٰے
شُد اجازت باہُوؒ را از مصطفٰے ۔ خلق را تلقین بکن بہر از خُدا
خاکپایم از حسینؓ و از حسنؓ ۔ معرفت گشتہ است بر من انجمن

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

فرزند خود خواندہ است مارا فاطمہؓ ۔ معرفت فقر است بر من خاتمہ

آپ پہلی بار حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں شرف باریابی حاصل کرنے کا قصہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بچپن ہی میں ایک وجیہہ بارعب نورانی شخص گھوڑے پر سوار میرے سامنے آئے۔ اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے گھوڑے پر بٹھا دیا اور گھوڑے کو ایڑی لگا کر اُڑا دیا۔ میں نے اُس سوار سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔ اُس نے کہا۔ کہ میں علیؓ ابن ابی طالب ہوں۔ اور میں تجھے بزم حضرت سرور کائنات صلعم میں پیش کرنے لیجا رہا ہوں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو یاد فرمایا ہے۔ بس تھوڑی دیر نہ گذری تھی۔ کہ مجھے حضرت سرورِ عالم

صلعم کے دربار پُرانوار میں پیش کر دیا۔ اُس وقت بزم نبوی جملہ انبیاء و مرسلین اور تمام اصحاب کبار خصوصاً چار یار اور پنجتن پاک اور حضرت شاہ محی الدین قدس سرہٗ اور کل اولیاء کرام سے پُر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ عالمتاب کی طرح کرسئی صدارت پر جلوہ افروز تھے۔ اور باقی خاصان اور پاکان درگاہ نظامِ شمسی کی طرح آپ کے اِرد گرد اپنے اپنے مخصوص مقام پر جلوہ گر تھے۔ حضرت سرور عالم صلعم اس فقیر کو دیکھ کر خوش وقت ہوئے۔ اور مجھے گود میں لیکر سب حاضرین مجلس سے یُوں گوہر فشاں ہوئے۔ کہ یہ فقیر باہُوؒ ہمارا نوری حضوری فرزند ہے۔ اور سب حاضرین مجلس سے اس فقیر کو روشناس فرمایا اور خصوصاً چار یار نے مجھے باری باری گود میں بٹھایا۔ اور پنجتن پاک اور حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کمال شفقت اور محبت پدرانہ کا اظہار فرمایا۔ اور اپنی توجہ اور فیض سے مشرف اور سرفراز فرمایا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اثناء عرصہ و طلب و تلاش میں دوسری دفعہ ایک دن حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہٗ نے دستگیری فرما کر مجھے حضرت سرورِ کائنات صلعم کی بزم خاص میں حاضر فرمایا۔ جس وقت یہ فقیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش ہوا۔ تو آں حضرت صلعم نے متبسّم ہو کر اپنا دست مبارک اس فقیر

کی طرف بڑھایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ خذ یدی یا ولدی یعنی اے میرے فرزند! میرا ہاتھ پکڑ۔ چنانچہ اس فقیر نے حضور کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ اور آپ کے پاک ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیا۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فقیر کو خاص طور پر دست بیعت فرما کر اپنی توجہ اور نگاہِ خاص سے سرفراز فرمایا۔ بعدہٗ میرا ہاتھ حضرت پیر محبوب سبحانی قطبِ ربانی غوث صمدانی حضرت شاہ محی الدین شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے ہاتھ میں دے کر انہیں خطاب فرمایا کہ یہ ہمارا خاص نوری حضوری فرزند فقیر باہوؒ ہے۔ اسے آپ اپنے طریقے میں تلقین اور ارشاد فرمائیں۔ چنانچہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ نے بھی تلقین اور ارشاد فرما کر اپنے باطنی فیض سے مالا مال فرمایا بعدہٗ جملہ انبیاء و مرسلین اور اصحاب کبار خصوصاً چار یار اور پنجتن پاک اور جملہ اولیاء کاملین حاضرین نے باری باری سے اِس فقیر کو سینے سے لگایا۔ اور اپنے فیض سے مشرف اور بہریاب فرمایا۔ بعدہٗ حضرت سرور کائنات صلعم نے مجھے فرمایا۔ کہ اے فرزند باہوؒ! خلق خدا کے ساتھ امداد کر۔ آخری زمانے میں بے مرشد اور بے پیر بھولے بھٹکے طالبوں کی رہنمائی کر۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

بے مرشداں را مرشدم من لفقوا ۔ بے پیراں را پیرم من از مصطفےٰ ؐ!

قادری کامل مرا باہُوؒ خطاب ‏ ‏ ‏ ‏ باہُوؒ در ہُو گُمشدہ شُد بے حجاب

چنانچہ حضرت سلطان العارفینؒ کو دستِ بیعت اویسی طور پر حضرت سیّد الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی۔ اور حضرت پیر دستگیر محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ نے ہی آپ کو تعلیم و تلقین باطنی فرمائی۔ اس سلطانِ وحید الزمان اور شہبازِ لامکان کا درجہ اور شان وہم و گمان سے باہر ہے۔

ہمارے آقائے نامدار اور احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت تک قرآن کریم ایک معجزۂ جاریہ ہے۔ اسی واسطے قرآن کے ہر جملے اور فقرے کو آیت کہتے ہیں۔ اور آیت معجزہ کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم کے معجزہ ہونے کی دلیل خود اُس کا وجود ہے۔ ع "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب" اس سے زیادہ بھاری دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن دعویٰ کرتا ہے۔ کہ اگر یہ کلام اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ تو تم سب جنّ و انس جمع ہو کر اس جیسا ایک کلام بنا لاؤ۔ نہ آج تک کوئی ایسا کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ بلکہ اس معجزے کا اکمل ترین اور اعلیٰ ترین پہلو یہ ہے۔ کہ ایسا بے مثل کلام ایک اُمّی اور ان پڑھ شخص سے کسی طرح صادر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس قسم کے ایک جملے، فقرے اور ایک چھوٹی آیت کا بھی صدور اور ظہور ناممکن ہے

دیگر قرآن کریم کی غیر مخلوق اللہ تعالےٰ کے دو شاہد اور گواہ ہیں۔ ایک تاثیر دوم تفسیر۔ تاثیری گواہ تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت کو صدق۔ اخلاص، ادب اور پاکی سے پڑھتے رہو۔ وہ تھوڑی مدت میں اپنی تاثیر دکھا دیتی ہے۔ پڑھنے والے کے باطن کو پاک اور منور کر دیتی ہے۔ بلکہ اُسے ذات متکلم کے انوار میں غرق کر دیتی ہے۔ دوم تفسیری گواہ یہ ہے کہ اس غیر مخلوق ذاتی کلام کی حقائق اور معانی لازوال اور اس کے اسرار اور معارف لامحدود ہیں جتنا زیادہ پڑھتے اور غور کرتے جاؤ۔ نئے نئے غیر مختتم اسرار اور معانی کھلتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تصانیف شریف میں یہی رنگ جلوہ گر ہے۔ آپ ایک دفعہ کتاب کو صدق، اخلاص اور ادب سے پڑھتے جائیں فوراً خود بخود دل روشن اور منور ہونے لگ جاتا ہے۔ دیگر جو خالص منتہی فقر آں حضرت قدس سرہٗ نے اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے۔ دیگر کسی بزرگ اور شیخ نے یہ فقر بیان نہیں کیا۔ آپ کی تصانیف سراسر الفاظ نوری اور کلمات حضوری پر مشتمل ہیں۔ پس ہمارے نزدیک تو آپ کے سب سے بڑے مناقب اور کشف و کرامات آپ کی کتابیں ہیں۔ جنہیں ہر شخص قیامت تک اپنی عقل اور فہم

کی معیار اور کسوٹی پر پرکھ سکتا ہے۔ جس کور چشم شقی ازلی کو آپ کی کتابوں پر یقین اور اعتقاد نہیں آتا۔ وہ یقیناً معرفت سے بے نصیب اور کم طالع ہوتا ہے۔ اور یہ اسکی تہی دستی اور حرمان کی علامت ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "ہماری کتاب معرفت سے ازلی محروم اور کور چشم شوم کو ہرگز پسند نہیں آئے گی"۔ ظاہری عالموں اور شاعروں کی تصنیفات کی زیب وزینت اور فصاحت و بلاغت محض الفاظ اور عبارت کے چھلکے میں ہوا کرتی ہے۔ نہ ان میں معرفت کا اصلی مغز اور نہ حقیقت کا جوہر ہوتا ہے۔ لیکن اہل اللہ فقراء کاملین کا کلام الہام آسمانی اور القاء رحمانی ہوتا ہے۔ وہ صاحب استعداد ازلی فضلی طالب کے دل میں روحانی جوش اور باطنی جذبہ پیدا کرتی ہے۔ سو حضرت سلطان العارفینؒ کے کلام کو اول سے آخر تک پڑھتے جاؤ۔ اس میں کوئی فلسفیانہ پیچیدگیاں یا شاعرانہ رنگینیاں نہیں ہیں۔ بلکہ ٹھوس آسان فیض اور سادہ سہل فضل ہر جگہ نمایاں ہے۔ آپ کی تصانیف ایک نہایت نرالی فقر اور انتہائی تصوّف کی حامل ہیں۔ جو آپ سے پہلے گویا ایک رازِ سربستہ کی طرح خال خال فقراء کاملین کے سینوں میں مخفی چلا آتا تھا اور محض سینہ بسینہ توجہ بتوجہ اور نظر بہ نظر خاص الخاص صاحبِ استعداد طالبانِ

حق کو ملا کرتا تھا۔ یہ وہ علم ہے جس کا تخم ازل سے کسی نبی یا ولی کے سینے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بعدہٗ آبِ حیاتِ توجہّ و نورِ نظر سے سینچا جاتا ہے۔ ظاہری علم اور مادی عقل اس علم کے درک اور سمجھ سے کوتاہ ہے۔ یہ وہ علم ہے جس کا مظہر انبیاء و اولیاء کے معجزات اور کرامات ہیں۔ سو اہلِ مطالعہ کو چاہیئے کہ کتاب پڑھتے وقتِ دِل کو اس وسوسۂ شیطانی سے پاک و صاف رکھے اور یہ خیال نہ کرے کہ معاذاللہ یہ مقامات اور مراتب جو حضرت سلطان العارفینؒ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں۔ ان کا حصول ناممکن اور محال ہے۔ لہٰذا یہ مست مجذوب لوگوں کی شطحات کی طرح سُکر کا کلام ہے۔ لیکن حاشا وکلاّ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حضرت سلطان العارفینؒ نے جو کچھ اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے۔ اُسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور صحیح طور پر آزمایا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی تصانیف میں ہر جگہ یہی ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ "این قالِ من بر حالِ من، کفٰی علمہٗ بحالی" یعنی میری یہ قیل وقال میرے اپنے حال پر دال ہے۔ اور میرے اس حال کا شاہد وہ ذاتِ ذوالجلال ہے۔

مکتبہ حالانامہ شریف چشتی
نظامی محلہ لوہاراں بہاولپور

آپ کا طریقہ صحو اور شریعت کا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

ہر مراتب از شریعت یافتم   پیشوائے خود شریعت ساختم

نیز فرماتے ہیں کہ اگر کوئی فقیر ایک سر موئے خلاف شرع کرے اسی وقت سلب ہو کر رجعت کھاتا ہے - ایک اور جگہ فرماتے ہیں - کہ کہ جس وقت فقراء حضرت سرور کائنات صلعم کی مجلس منوّر میں حاضر ہوتے ہیں - جب نماز کا وقت آتا ہے - تو اسوقت حضور پُر نور سے حکم ہوتا ہے کہ جو اولیاء اللہ حاضر مجلس قیدِ حیات میں ہیں - وہ جا کر ظاہری نماز ادا کریں - ورنہ حضور سے سلب ہو جائیں گے -

لہٰذا ہمارے پاس حضرت سلطان العارفینؒ کے کشف و کرامات کے دو بڑے مظہر ہیں - ایک آپ کی مزار مقدّس جو کوہِ طور کی طرح اللہ تعالےٰ کے انوار کی آماجگاہ ہے - دوم آپ کی تصانیف جن میں انوارِ معرفت اور توحید کے دریائے ناپیدا کنار بہا دیئے گئے ہیں - بہت لوگ بزرگوں کے کشف و کرامات بیان کرنے میں مبالغے اور غلو سے کام لیتے ہیں - معترضین یہ کہدیا کرتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ ہے - لہٰذا ہم ایسے کشف و کرامات کو بیان کرنا بے سُود سمجھتے ہیں - صحیح کشف و کرامت وہ ہے - جو انسان کے مُنہ پر پکار کر بولے - اَلْحُسْنُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ یعنی حُسن وہ ہے کہ دشمن اور بدخواہ بھی دیکھ کر عش عش کرتے رہ جائیں - سو وہ حُسن اور ملاحت ہمارے پیشوا حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کو

اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کہ آپ کے دربار پُرانوار کے ذرّے ذرّے سے نمودار ہے۔ چنانچہ آپ کے دربار میں حاضر ہوتے ہی ہر شخص کا دل بے اختیار اللہ اللہ کرنے لگ جاتا ہے۔ سب دُنیوی اور نفسانی خیالات دل سے کافور ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے شوق اور محبت کا جذبہ دل میں بھڑک اُٹھتا ہے۔ اور یہی جی چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بس اللہ کا ہو رہے۔

کشف و کرامات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری، مادی اور صوری اور دوم باطنی، روحانی اور معنوی۔ عوام ظاہر بین لوگ پہلے قسم کے ظاہری کشف و کرامات کو مانتے اور اہمیت دیتے ہیں لیکن خواص دوسری قسم کی باطنی کرامتوں کو قدر اور وُقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ظاہری کشف و کرامات مداری، جوگیوں اور کافر مُشرک اہل استدراج سے بھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ہوا میں اُڑنا پانی پر تیرنا۔ آگ میں گھُسنا، کسی چیز کو گم کر دینا یا پیدا کر دینا۔ کسی کو جنونیت سے بیمار اور دیوانہ کر دینا یا کسی بیمار کو اچھا کر دینا۔ کشف جزئی سے غیب کی باتیں بتانا غرض اس قسم کے ہزاروں کشف و کرامات ہو سکتے ہیں۔ جو عالم ناسوت میں ایک نفسانی آدمی ریاضت اور مجاہدے سے بذریعہ مؤکل جنّات اور ارواح خبیثہ عوام لوگوں کو دکھا کر

انہیں فریفتہ اور حیران کر سکتا ہے۔ فقیر اہل اللہ لوگوں کے نزدیک یہ مداریوں کے کھیل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ " اگر بر ہوا پری مگسی، واگر بر آب روی خسی، واگر دلِ مردمان مسخر گردانی اہل ہوسی " یعنی اگر تو ہوا پر اُڑ جائے تو مکھی ہے۔ اور اگر پانی پر تیر جائے تو تنکے کے برابر ہے اور اگر عوام لوگوں کے دلوں کو اس قسم کے کشف و کرامات کے ذریعے مسخر کرے تو اہلِ ہوس ہے۔" لیکن معنوی کشف و کرامات یہ ہیں۔ کہ کسی جاہل کو ایک ہی نگاہ سے عالم بنا دے۔ اور غافل اللہ تعالےٰ سے بیگانہ شخص کو ایک ہی نظر سے بیدار کر کے اللہ تعالےٰ کا یگانہ بنا دے۔ یا مُردہ دل کو ایک ہی توجہ سے زندہ دل اور روشن ضمیر کر دے۔ کہ اُس کا دل اللہ اللہ کرے۔ یا اگر کافر صد سالہ کی طرف نگاہ کرے اُسی وقت کلمہ پڑھ کر خالص مومن مسلمان بنا دے اگر ایک دنیا دار کی طرف جذب توجہ سے متوجہ ہو جائے۔ اُسی وقت تارک فارغ بنا دے۔ اور اگر چاہے ہزار ہا طالبوں کو ایک دم میں بے رنج و ریاضت اللہ تعالےٰ کے مشاہدے اور دیدار میں غرق کر دے کہ ابدالاباد تک مست الست اور غرق مشاہدۂ دیدار رہ جائے۔ اور اگر چاہے ہزار ہا طالبوں کو ایک ہی نگاہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے حضور میں پہنچا دے اور ہمیشہ کا حضوری بنا دے۔ چنانچہ اس

طرح کشف وکرامات بیشمار ہیں۔ اس طرح کے معنوی ہزارہا کشف و کرامات سے ہمارے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی زندگی کا ہر دم اور ہر قدم معمور اور لبریز رہا ہے۔ اور آج آپ کی مزار اور دربار پُرانوار کے ہر ذرّے سے نمودار ہیں۔ اور آپ کی پاک نوری تصنیفات کے حرف حرف سے پیدا اور ہویدا ہیں۔ لیکن ظاہری اور مادی کشف وکراماتِ کے اظہار سے خواص اہل اللہ سخت متنفّر اور بیزار ہیں اور انہیں عورتوں کے حیض اور نفاس کی طرح چھپانے اور دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفینؒ اس قسم کے کشف وکرامات کی سخت مذمت فرماتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

خاک را با نظر کردم سیم وزر   ایں مراتب چیست یعنی گاؤخر

یعنی آپ فرماتے ہیں کہ میں نظر سے مٹّی کو سونا بنا لیتا ہوں۔ لیکن یہ گاؤخر کا مرتبہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ دیگر آپ فرماتے ہیں۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ کہکر مُردہ کو زندہ کردیتے تھے۔ پھر وہ چند پہر اور چند روز کے بعد مرجایا کرتے تھے۔ لیکن ہم اُمتِ محمدی صلعم کے عیسیٰ دم اولیاء اللہ جس مُردہ دل کو اسم اللہ ذات کی توجہ سے ایک ہی نگاہ میں زندہ کردیتے ہیں۔ وہ ابدالاباد تک زندہ جاوید ہوجاتا ہے اور ہرگز نہیں مرتا۔ دیگر آپ اسی رسالہ رُوحی

میں فرماتے ہیں۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے رُویت اور لقاء کی آرزو کی۔ اللہ تعالےٰ نے ایک صفاتی تجلّی کو کوہ طور کے ہزاروں مادی کثیف پردوں کے اندر لپیٹ کر آپ کی طرف ڈالی۔ لیکن آپ اُس تجلّی سے بیخود ہو کر تین دن رات بے ہوش پڑے رہے۔ لیکن ہم اُمت محمدی صلعم کے فقراء خاص پر ایک ہی دم اور طرفۃ العین کے اندر ستر ہزار بار اللہ تعالیٰ کے دیدار کی ذاتی تجلیات نازل ہوتی ہیں اور وہ ہر دم هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ فرماتے ہیں۔ یعنی اے اللہ تجلیات زیادہ فرما۔ سو حضرت سلطان العارفینؒ کے ظاہری مادی کشف و کرامات بیان کرنا آپ کی شان کی ہتک کرنا ہے۔ آپ کی نسبت مشہور ہے۔ اور آپ کی کتابوں میں بھی یہ بات مذکور ہے کہ آپ ہمیشہ سیر و سیاحت میں رہا کرتے تھے۔ ہم آپ کی چند ایسی معنوی کرامات بطور مشت نمونۂ خروار بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں جن کی صحت اور صداقت آپ کی تصانیف سے ثابت ہوتی ہے کہتے ہیں کہ آپ ایک دفعہ دہلی تشریف لے گئے تھے۔ وہ روز جمعہ کا تھا۔ اور دہلی کی مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ بمع سب اپنے امراء وزراء اور ارکین و مصاحبین مسجد میں موجود تھے۔ حضرت سلطان العارفین

قدس سرہ سب سے پیچھے مسجد کے ایک گوشے میں کالی کملی اوڑھے ہوئے بیٹھ گئے۔ چنانچہ آپ نے آنکھیں بند کیں۔ اور تمام حاضرین مسجد کے دلوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ فوراً تمام حاضرین میں سخت وجد اور جذب پیدا ہوگیا۔ اور تمام نمازیوں میں ایک غیر معمولی ہیجان اور اضطراب برپا ہوگیا۔ چنانچہ بعض تو زار و قطار رو رہے تھے۔ بعض وجد اور جذب سے پھڑک رہے تھے۔ بعض کپڑے پھاڑ رہے تھے۔ بعض بے اختیار کلمہ پڑھ رہے تھے۔ اور بعض خاص خاص چیدہ نیک بندوں کے سینے روشن ہو رہے تھے۔ اور ان کے قلوب ذکر سے جاری تھے

ع جا کے بیٹھا نہ کہ اے بت تو مسلمانوں میں
تری صورت خلل انداز ہے ایمانوں میں

اورنگ زیب عالمگیر معمول کے خلاف یہ حالت وجد و اضطراب دیکھ کر اپنے مذہبی اور روحانی مشیر سے پوچھنے لگے۔ کہ آج کیا وجہ ہے لوگوں میں یہ باطنی ہیجان اور روحانی رستخیز کیوں برپا ہے، چنانچہ آپ کے مشیر نے جواب دیا۔ کہ یہ معاملہ کسی بڑے زبردست کامل ولی کی توجہ سے خالی نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کا کوئی نہایت ہی مقرب اور محبوب ولی اس مسجد میں آج تشریف لائے ہیں انہوں نے اپنے دل کا باطنی ناکہ کھول دیا ہے۔ اور یہ تمام

حاضرینِ مسجد اُسکی خوشبو سے مست اور بیخود ہو کر سر دُھن رہے ہیں۔ اور جھوم رہے ہیں۔ اس پر ایک دوسرے مصاحب بولے کہ ہم نے سُنا ہے۔ کہ آج دن کو صبح کے وقت بھی بازار میں ایک اجنبی سیاہ کملی والے فقیر کی نظر سے لوگوں کو یہی حالت ہو گئی تھی اور ایک کہرام مچ گیا تھا۔ غرض اورنگ زیب بادشاہ کو آپ کی زیارت کا سخت شوق دامنگیر ہو گیا۔ اور آپ نے اپنے مصاحبوں اور ملازموں کو آنحضرتؒ کی تلاش پر مامور کر دیا۔ اور حکم دیدیا کہ جس طرح ہو سکے ایسے خدا کے پیارے اور محبوب مردِ خدا کو ڈھونڈ نکالو۔ تاکہ ہم اُن کی زیارت سے مشرف ہو جائیں۔ کہتے ہیں۔ کہ حضرت سلطان العارفینؒ نے اُس آدمی کے ذریعے جس کے پاس آپ دہلی میں مقیم تھے۔ کہلا بھیجا کہ آپ فقیر صاحب کی تلاش اور تجسّس نہ فرماویں۔ میں خود فقیر صاحب سے آپ کی ملاقات کرا دوں گا۔ چنانچہ بعد میں خفیہ طور پر شاہنشاہ عالمگیر کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ بادشاہ نے بیعت حاصل کرنے اور مرید ہونے کی استدعا کی۔ اس پر حضرت سلطان العارفینؒ نے فرمایا۔ کہ میرا شیوہ اور اصُول دنیا میں "گم قبر گمنام اور بے نام و نشان" رہنا ہے۔ تیری مریدی اور تعلق سے میرا یہ اصُول قائم نہیں رہے گا۔ لہٰذا میں تمہیں تلقین اور ارشاد اس شرط پر کرتا ہوں۔ کہ

آئندہ آپ مجھے ظاہر طور پر کبھی یاد نہ کریں۔ بلکہ میں تجھے گاہے گاہے باطن میں ملا کروں گا۔ کہتے ہیں۔ کہ اس شرط پر حضرت سلطان العارفینؒ نے بادشاہ اورنگ زیب کو تلقین فرمائی۔ اور رسالہ اورنگ شاہی لکھکر اُن کے حوالے کیا۔ اور وہاں سے رخصت ہوئے۔

کہتے ہیں کہ دہلی سے واپس آتے ہوئے جنگل میں آپ سرِ راہ کسی درخت کے سائے تلے استراحت فرما رہے تھے۔ کہ کہیں سے جوگیوں سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں آنکلا۔ انہوں نے دہلی جانا تھا۔ اور راستہ بھُولے ہوئے تھے۔ آپ کو دیکھ کر راستہ دریافت کرنے کی غرض سے آپ کے پاس آئے۔ اور آپ کو پکار کو بلایا کہ میاں اُٹھو ہمیں دہلی کا راستہ بتاؤ۔ پہلے تو آپ خاموش پڑے رہے۔ لیکن جب انہوں نے آپ کے چہرے مبارک سے چادر اُٹھائی۔ اور آپ نے اُٹھ کر اُن کی طرف دیکھا تو سب کے سب کلمہ پڑھتے ہوئے آہ و بکا اور شیون کرنے لگ گئے چنانچہ آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر سب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہوگئے۔

پردہ جو رُخ سے دُور مرا دلرُبا کرے
ہر ذرّہ مہر بن کے قیامت بپا کرے

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ مشرقی ریگستان کے علاقہ تھل

میں چند طالبوں درویشوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ کہ راستے
میں طالبوں نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ جناب فقیر صاحب اکسیرِ نظر
کسے کہتے ہیں۔ اُس وقت پاس ہی ایک شخص لکڑیوں کا گٹھا جمع
کئے ہوئے انہیں اُٹھانے کو ہی تھا۔ کہ آپ نے اُس کی طرف ایک
نگاہ ڈالی۔ اور وہ شخص آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے
لگا۔ آپ نے ان سوال کرنے والے طالبوں کو جواب دیا۔ کہ جس وقت واپس
آکر ہم اس جگہ آئیں جہاں وہ لکڑیاں اُٹھانے والا آدمی ہمیں ملا تھا
تو تمہارے اس سوال کا جواب وہی شخص دے گا۔ چنانچہ جب آپ
اس سفر سے واپس لوٹے۔ اور آپ کا گذر تھل کے اُسی مقام پر ہوا
تو ایک طالب نے آپ کو اُس سوال کے جواب کی یاد دلا کر عرض کی
کہ جناب ہم اب واپس اُسی جگہ آ گئے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں
اس سوال کا جواب دیں۔ کہ صاحب اکسیرِ نظر کسے کہتے ہیں۔ آپ نے
فرمایا۔ کہ آؤ اُس لکڑیاں اُٹھانے والے آدمی سے دریافت کریں
جب آپ طالبوں کو لیکر اُس آدمی کے پاس گئے تو اُس کو اُسی
حالت میں پایا کہ لکڑیوں کا گٹھا بدستور اُس کے سامنے پڑا ہوا ہے
اور وہ آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپ نے
اپنے ہمراہ طالبوں کو فرمایا کہ اس آدمی سے اپنے سوال کا جواب پوچھو

جب انہوں نے اسے بلایا۔ تو وہ بُت کی طرح ساکت اور متحیر کھڑا رہا
اور کوئی جواب نہ دیا۔ آخر جب اُن کے بار بار بلانے پر بھی اُس نے
کچھ جواب نہ دیا۔ تو انہوں نے عرض کی۔ کہ حضور خود اُسے بلائیں۔ آپ
نے فرمایا کہ جس روز ہم یہاں سے گذرے تھے۔ تم نے اُس شخص کو
کس طرح دیکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ حضور یہ شخص لکڑیاں چُن رہا
تھا اور لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے کو تھا۔ جس وقت ہم یہاں سے گذر
رہے تھے۔ اور جس وقت آپ نے اس کی طرف نظر فرمائی تو وہ آسمان
کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ
شخص اُسی روز سے اسی حالت میں کھڑا ہے۔ تب آپ نے دوسری
دفعہ اُسکی طرف توجہ کی۔ تو وہ ہوش میں آگیا۔ اور آنکھیں ملتے ہوئے
آپکے قدموں پر گر کر زار زار رونے اور فریاد کرنے لگ گیا۔ کہ خدا
کے لئے مجھے پھر اُسی حالت میں پہنچا دے۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ تم اپنی
حالت بیان کرو۔ تاکہ تیرے بیان سے میرے طالبوں کو اپنے سوال اکسیر
نظر کا شافی جواب مل جاوے۔ اس نے عرض کی کہ حضور جس روز یہاں
سے گذرے تھے۔ میں یہ لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کو ہی تھا۔ کہ
آپ نے میری طرف باطنی نگاہ ڈالی اور میں آپ کی اُسی ایک نگاہ سے
اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں غرق ہو گیا اور اس وقت تک میں اُسی

لطف میں محو اور مدہوش رہا - کہ آپ نے اب پھر مجھے اُس حالت سے نکال لیا ہے - خدا کے لئے مجھے صبر اور قرار نہیں رہا - مجھے پھر اسی حالت میں پہنچا دیں - آپ نے اپنے ہمراہ طالبوں کو فرمایا کہ تمہارے اس سوال کا جواب مل گیا - کامل اکسیر نظر کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے جو تم نے دیکھی - اس سے اعلیٰ مثال دیکھنے کی تمہیں تاب و طاقت نہیں ہے - تب آپ نے اُس شخص کو فرمایا کہ جا اپنے لکڑیوں کے گٹھا کو اُٹھا لے - تو پہلے مجذوب ابن الوقت تھا - اب تو سالک ابو الوقت ہوگا - اور تُو اپنے اختیار سے اس حالت میں آجایا کریگا جا چلا جا - اور اپنے کام میں لگا رہ - تب آپ وہاں سے آگے تشریف لے گئے - اور اُس شخص کو ایک ہی نگاہ سے عارف واصل اور خدا رسیدہ بنا دیا ؎

غضب ہے جان لے لیتے ہیں یہ بُت دلربا ہو کر
الٰہی دی یہ قدرت تُو نے بندوں کو خُدا ہو کر

آپ کی زندگی کے خلفاء میں سے ایک بزرگ حضرت سلطان نورنگ صاحبؒ بہت مشہور ہوئے ہیں - یہ بچپن ہی سے حضرت سلطان العارفینؒ کی خدمت اور رفاقت میں ہی رہے - وہ ہمارے ملک دامان کے قصبہ ویہوہ کے باشندہ قوم کے بلوچ کھتران تھے - تمام عمر حضرت

سلطان العارفینؒ کی خدمت میں رہے۔ کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آپ علاقہ "سون سکیسر" کی طرف جو آپ کے آباؤ اجداد کا وطن مالوف تھا۔ بطور سیر و سیاحت جا نکلے۔ سلطان نورنگ صاحبؒ ہمراہ تھے۔ وہاں ایک زرخیز پہاڑی ہے جسے کلر کہار کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس پہاڑی کے ایک غار میں رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو حضرت سلطان العارفینؒ بیٹھ گئے۔ اور مراقب ہو کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ مشغول ہو گئے جب شام کا وقت قریب ہو گیا۔ تو حضرت سلطان نورنگ صاحبؒ کو فکر دامنگیر ہو گیا۔ کہ خدا جانے حضور کب تک حالتِ استغراق میں رہیں گے اور یہاں اس جنگل میں ہمارے خورد و نوش کا کیا بندوبست ہو گا چنانچہ شام کو جب افطار کا وقت ہوا تو ایک غیبی ہوکل ہرن کی صورت میں پہاڑ سے اُتر کر حضرت سلطان نورنگ صاحبؒ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور آپ کے قریب آ کر اپنا سر سلطان نورنگ صاحبؒ کے آگے جھکا دیا۔ آپ کو غیب سے ندا آئی۔ کہ اے سلطان نورنگؒ اپنی برات اس ہرن کے سینگوں سے اتار لے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ اُس ہرن کے ایک سینگ کے ساتھ ایک غیبی روٹی ایک دستر خوان میں لپٹی ہوئی ہے۔ اور دوسرے سینگ کے ساتھ ایک برتن میں دودھ بندھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس غیبی ندا کے مطابق حضرت سلطان نورنگ صاحبؒ

نے وہ برات اُتار کر روزہ افطار کر لیا۔ اور وہ دستر خوان اور برتن بدستور اُس غیبی ہرن کے سینگوں سے باندھ کر رخصت کر دیا۔ غرض اسی طرح تمام ماہ رمضان حضرت سلطان نورنگ صاحب کو عین افطار کے وقت وہ غیبی رزق روزمرہ پہنچتا رہا اور حضرت سلطان العارفینؒ اُسی غار کے اندر دن رات حالتِ استغراق میں حق تعالےٰ کے دیدار اور مشاہدے میں محو رہے۔ چنانچہ اس حالت کو حضرت سلطان نورنگ صاحبؒ نے اپنے ایک بیت میں یوں ادا فرمایا ہے۔ ؎

عجب دیدم تماشہ شیخ باہُوؒ برات عاشقاں بر شاخ آہو

غرض حضرت سلطان العارفینؒ تمام ماہِ رمضان حالتِ استغراق میں رہے۔ عید کی رات جب چاند نظر آیا۔ اور آس پاس کی بستیوں اور آبادیوں میں عید کی خوشی میں ڈھول اور نقارے بجنے لگے تو حضور نے مراقبے سے سر اُٹھا کر آنکھ کھولی۔ آپ نے سلطان نورنگ صاحبؒ سے پوچھا۔ کہ اے نورنگؒ! یہ کیا شور ہے۔ عرض کی کہ حضور عید کا چاند نظر آ گیا ہے۔ اور لوگ عید کی خوشی میں ڈھول اور نقارے بجا رہے ہیں۔ آپنے فرمایا۔ اے نورنگؒ! کیا سارا رمضان گذر گیا ہے عرض کی۔ جناب اس میں کیا شک ہے۔ آپنے فرمایا۔ ہماری نماز و تراویح اور روزوں کا کیا بنا۔ سلطان نورنگ رضی عرض کی کہ حضور

ان کا حال خود اچھا جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور سلطان العارفین قدس سرہٗ نے باوجود اس قدر تمام استغراق مع اللہ تمام نمازوں اور روزوں اور تراویح کو قضا کر کے ادا کیا۔ باوجود اس قدر استغراق اور محویت بھی سنتِ اور طریق نبویؐ اور شریعتِ مصطفویؐ پر آں حضرت قدس سرہٗ اس طرح مقیم اور ثابت قدم رہے ہیں۔ کہ مدت العمر آپ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔ اے طالب ناقص خام خیال! یہ ہے حقیقی عارفِ کامل کا حال ۔

بر کف جام شریعت بر کف آن عشق ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

آجکل کے جھوٹے مدعی خلافِ شرع بے دین لوگ کیونکر عارفِ کامل ہو سکتے ہیں۔ جو سر اور داڑھی منڈوا کر دن رات بھنگ اور چرس پیتے ہیں ۔ اور ساری عمر نماز روزے کا نام نہیں لیتے اور عارفِ کامل مجیب الدعوات مستوار مجذوب اور قلندر کہلاتے ہیں۔ جاہل مرد عورتوں کا ایک خاصا جمگھٹ اور مجمع اُن کے اِرد گرد لگا رہتا ہے. لوگ اپنی اپنی حاجات پیش کرتے ہیں۔ اور وہ ایک عجیب انداز میں گردن مروڑ کر اور آنکھیں پھیر پھیر کر بے تکی ہانکتے اور اُلٹی سیدھی بڑ بڑا دیتے ہیں اور اور جاہل نادان خوش اعتقاد ان کی گول مول لایعنی گپوں کو اپنے مطلب اور مدعا کے ساتھ تطبیق دے کر تاویلیں کر لیا کرتے ہیں۔ اور اگر اس قسم کے

جاہل اور بیدین غیر شرع شخص سے بذریعہ کشف جنونیت بعض غیب کی باتیں صحیح اور درست بھی ثابت ہو جائیں۔ تب بھی یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ بلکہ محض کہانت اور استدراج ہو گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اُس برات لانے کے صلے میں اس غیبی ہرن یعنی اُس غیبی آہُو صورت مؤکل کو توجہ دی تو وہ فوراً جاں بحق ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے اُس کی تجہیز و تکفین فرمائی اور جنازہ پڑھ کر اس کی وہاں قبر بنوائی۔ اور وُہ جگہ بہت مشہور زیارت گاہ بن گئی۔ جو آجتک "آہو باہُو" کی خانقاہ سے مشہور ہے۔ اس فقیر نے اس متبرک جگہ کو دیکھا ہے۔ اب بھی وہاں تجلّیات اور انوار کی بارش ہوتی ہے۔ خدا کی پاک برگزیدہ ہستیاں جس سرزمین کو اپنے پاک قدموں سے چھُوتے ہیں۔ اس میں برکت اور یمن کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور جس جگہ کچھ دن اللہ تعالےٰ سے مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُس جگہ کو اپنے ابدی انوار سے زندہ اور تابندہ کر دیتا ہے۔ اور وہاں دن رات انوار رحمت کی موسلادھار بارش شروع رہتی ہے۔ ایسی زمین پر آسمان رشک کھاتا ہے۔ اور اس کے آگے تعظیم کے لئے جھکتا ہے ؎

آسماں سجدہ کُند پیشِ زمینے کہ براو
یک دو کس۔ یک دو زماں بہرِ خدا بنشینند

جو لوگ نیک نیت اور صدق و اخلاص سے ایسی متبرک جگہ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر فکر تلاوت۔ ورد وظائف، نفلی نوافل اور عبادت و طاعت کرتے ہیں۔ وہ جلدی درجۂ قبولیت کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسے لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس سرزمین کی باطنی برکات گو عوام کی نظروں سے مخفی اور پوشیدہ ہیں ظاہری طور پر بھی یہ زمین اللہ تعالیٰ کی رحمت سے معمور نظر آتی ہے۔ بہت عمدہ شاداب اور سرسبز جگہ ہے۔ خوبصورت سایہ دار درختوں سے وہ تمام گھاٹی پٹی ہے اور جابجا خوبصورت پھولوں سے تمام سرزمین معمور دیکھ کر اس پر بہشت بریں کا گمان ہوتا ہے۔ نیچے ٹھنڈے چشمے جاری ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس غار میں حضور نے خلوت فرمائی تھی اُس جگہ دو قبریں بنا دی گئی ہیں۔ اور اُوپر روضہ بنا دیا گیا ہے۔ وہ اصلی بڑی غار روضے کے نیچے آگئی ہے۔ کسی نے قریب ایک اور فرضی غار بنا دی ہے۔ جو بہت چھوٹی ہے۔ اس میں آدمی مشکل سے بیٹھ سکتا ہے مجھے یاد ہے کہ ابھی اس فقیر نے اس متبرک جگہ کی زیارت نہیں کی تھی اور نہ وہاں جانے کا کوئی ارادہ تھا۔ لیکن ایک رات واقعہ میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں لوگوں سے اس جگہ کی تعریف بیان کر رہا ہوں۔ چنانچہ بعدہٗ مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ اور آج

اسکی تعریف لکھ رہا ہوں ؎

کعبِ پا بہرِ زمینے چو قدِ تو نازنیں را

بلبِ خیال بوسم ہمہ عمر آں زمیں را

آپنے تمام عمر کبھی دُنیوی کاروبار سے اپنا ہاتھ آلودہ نہیں کیا۔ صرف اپنے آپ کو چھپانے کی خاطر دو دفعہ ایک جوڑا بیلوں کا خرید کر کھیتی باڑی کی ہے۔ لیکن ہر دو دفعہ ابھی فصل پکنے نہ پائی کہ آپ اپنی فصل کے اندر بیلوں کی جوڑی ہل سمیت چھوڑ کر کسی طرف نکل جاتے۔ اور تب واپس آتے جبکہ سارا فصل لوگ کاٹ کر لے جاتے۔ اور بیل اور ہل بھی کوئی لے جاتا۔ اور کچھ باقی نہ رہتا۔ اور لوگ ٹھٹھا مسخری کرتے کہ یہ آدمی عجیب دیوانہ ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ جن دنوں آپ شورکوٹ کے گرد و نواح میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اُن دنوں ایک شریف سفید پوش اور عیالدار سیّد صاحب افلاس اور ناداری سے تنگ آکر بزرگوں اور فقیروں کی طلب میں مارا مارا پھرتا تھا۔ کہ کہیں کوئی خدارسیدہ آدمی مل جائے اور اُس کی دعا سے میری تنگدستی اور افلاس دُور ہو جاوے۔ چنانچہ کسی صاحبِ حال فقیر کو پا لیا۔ اور اُسکی خدمت کرنے لگا۔ اس کی جان توڑ خدمت کو دیکھ کر ایک دن فقیر کو اُس کے حال پر رحم اور ترس آیا اور

اُس سے پوچھا کہ تیری کیا مُراد اور حاجت ہے۔ اُس نے اپنی ناداری اور عیالداری کی شکایت کی۔ کہ میرا بہت بھاری عیال ہے۔ قرض بہت ہوگیا ہے۔ ظاہری تمام اسباب مسدُود ہیں۔ جوان لڑکیوں اور لڑکوں کی شادیاں اسی افلاس اور تنگدستی کے سبب ملتوی اور رُکی ہوئی ہیں۔ سوائے غیبی خزانے کے میری تنگدستی کا علاج ناممکن ہے۔ اُس وقت فقیر صاحب نے اُسے کہا۔ کہ میں تجھے ایک کامل مردِ خدا کا پتہ دیتا ہوں۔ کہ اگر تو اُس کے پاس جائے اور وہ تیرے حال پہ توجہ فرمائے تو البتہ تیرا بیڑا افلاس کے بھنور سے نکل آئے۔ تب سیّد صاحب نے عرض کی کہ فرمائیے میں ضرور اُن کی خدمت میں جاؤں گا اور اُن سے اپنی مشکل حل کراؤں گا۔ فقیر صاحب نے فرمایا کہ ضلع جھنگ میں قلعہ شور کوٹ کے قریب فلاں گاؤں میں فقیر حضرت سلطان باہُوؒ نام ولی کامل رہتے ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ۔ اور اپنی مراد جا کر پاؤ۔ غرض وہ پریشان حال سیّد صاحب اُس بزرگ سے رخصت ہو کر پوچھتے پاچھتے اسی گاؤں میں آنکلے۔ جس میں اُن دنوں حضرت سلطان العارفینؒ سکونت رکھتے تھے۔ اور کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ جب سیّد صاحب نے وہاں جا کر وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا۔ کہ یہاں کوئی بزرگ حضرت باہُوؒ صاحب ہیں۔ تو اس کی حیرت اور مایوسی کی کوئی حد نہ رہی۔ جب کہ ہر شخص

اُس سید صاحب کے اِس سوال پر ہنسکر جواب دیتا۔ کہ میاں یہاں کوئی اس نام کا بزرگ اور ولی تو کوئی نہیں ہے۔ ہاں اس نام کا یہاں ایک جوان جٹ ہے جو بہت ہی معمولی آدمی ہے۔ اکثر باہر آوارہ پھرتا ہے اور کبھی کبھار کھیتی کا کام بھی کرتا ہے۔ اور آج کل بھی اُس نے کھیتی شروع کر رکھی ہے۔ غرض اس قسم کی غیر متوقعانہ اور متوحشانہ باتیں سُنکر وہ سیّد صاحب بہت مایوس اور بد دل ہو گیا۔ دل میں سوچنے لگا۔ کہ معاملہ بہت عجیب، بیحد مشکوک اور سخت پیچیدہ معلوم ہوتا ہے۔ جس بزرگ نے مجھے اس شخص کا پتہ دیا ہے۔ نہ وہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُسے مجھ سے کسی مسخری یا مذاق کی ضرورت تھی۔ اسی نام کا شخص اسی گاؤں میں مِل بھی گیا ہے۔ لیکن حالات اُمید کے سخت برخلاف اور برعکس معلوم ہوتے ہیں۔ چلو اتنی محنت کی ہے۔ اتنا دور دراز سفر طے کیا ہے۔ کم از کم اُسے ملنا اور دیکھنا تو ضرور چاہیئے۔ تب اُس سیّد صاحب نے کسی سے پوچھا۔ کہ میاں باہُوؒ اِس وقت کہاں ہو گا۔ کسی نے آپ کی کھیتی باڑی کا پتہ دیا۔ کہ فلاں فلاں حُلیے اور لباس کا آدمی ہے اور فلاں جگہ کھیتی باڑی کا کام کر رہا ہو گا۔ غرض وہ سیّد صاحب اُس جگہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آخر قریب جا کر جب کسی سے دریافت کیا۔ تو کسی نے پتہ دیا کہ دیکھو وہ سامنے جو شخص ہل چلا رہا ہے۔ وہ میاں باہُوؒ ہے

وہ سید صاحب آپکے قریب ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر آپ کو دیکھنے لگے۔ اور ایک عجیب تذبذب اور حیرت میں پڑ گئے۔ پہلے بیچارے افلاس اور تنگدستی کے بھنور میں پڑے ہوئے تھے۔ اب ایک ایسے عنقا مثال سلطان الفقراء کے جال میں پھنس گئے کہ جس نے ذاتی انوار کے ایک لازوال آفتابِ عالمتاب کو خمول اور گمنامی کے لباس میں چھپا رکھا تھا۔ سید صاحب مذکور دل میں سوچنے لگے کہ یہ شخص خود مجھ سے بھی زیادہ مفلوک الحال اور تنگدست معلوم ہوتا ہے۔ اسکی خود یہ حالت ہے کہ پیٹ کے لئے سخت دھوپ میں خون اور پسینہ ایک کر رہا ہے۔ مجھے یہ کیا دے گا۔ پھر دل میں کہنے لگا۔ کہ آیا اتنی محنت کے بعد اسی نام کا آدمی پایا بھی کم از کم اس سے بات کئے بغیر واپس جانا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر سوچنے لگا۔ کہ کیا ہوا اگر مفلس ہوں کم از کم نسب اور نسل کی لاج اور پاس تو رکھنا چاہئے۔ سید ہو کر ایک جاٹ سے سوال کرنا اس بے عزتی سے بھوکا مرنا بہتر ہے۔ آخر یہی دل میں ٹھانی کہ یہاں سے بغیر بات کئے ہی مڑ جانا اچھا ہے۔ چنانچہ وہ سید صاحب وہاں سے واپس روانہ ہوا۔ اور چند قدم ابھی نہیں گیا تھا۔ کہ حضرت سلطان العارفینؒ نے اُسے پکار کر بلایا۔ کہ میاں کہاں سے اور کس خیال سے یہاں آئے تھے اور اب اس قدر جلدی کیوں واپس جاتے ہو۔ آپ کی آواز سنکر سید

صاحب کی ڈھارس بندھ گئی۔ اور دل میں کہنے لگا۔ کہ اب خود بُلایا ہے۔ چلو بات کر کے چلے جائیں گے۔ اس میں ہرج اور مضائقہ ہی کیا ہے پس سیّد صاحب نے قریب آکر السلام علیکم کہا۔ آپنے سلام کا جواب دیکر پوچھا۔ میاں کون ہو۔ اور کس ارادے سے یہاں آئے ہو۔ چنانچہ سیّد صاحب نے اپنی ساری سرگذشت سُنادی۔ آپنے فرمایا۔ شاہ صاحب مجھے پیشاب کی حاجت ہے۔ آپ میرا یہ ہل ذرا اتنے تک تو پکڑ رکھیں۔ کہ میں پیشاب سے فارغ ہو لوں۔ غرض آپ ایک طرف قضائے حاجت کر کے آگئے۔ اور پیشاب کا ڈھیلا ہاتھ میں لئے ہوئے سیّد صاحب سے مخاطب ہوئے۔ کہ شاہ صاحب! آپ نے مفت اتنی تکلیف اٹھائی۔ میں تو ایک جٹ آدمی ہوں۔ سیّد صاحب کا دل پہلے ہی افلاس، سفر کی محنت اور مایوسی سے جلا ہوا تھا۔ طیش میں آکر بولنے لگے۔ کہ ہاں میری یہ سزا ہے۔ کہ سیّد ہو کر آج ایک جٹ کے سامنے سائل کی حیثیت سے کھڑا ہوں حضرت سلطان العارفینؒ کو جلال آیا۔ اور یہ بیت زبان گوہرفشاں سے پڑھتے ہوئے وہ پیشاب کا ڈھیلا اسی جتی ہوئی زمین پر دے مارا سے

"نظر جنہاں دی کیمیا سونا کردے وٹ
اللہ ذات کریندا ئی کیا سیّد تے کیا جٹ"

یعنی جن لوگوں کی نظر کیمیا ہوتی ہے۔ اُن کے پیشاب کے ڈھیلے سونا بناتے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کی داد اور عطا ہے۔ کوئی نسب نسل اور سیّد وجٹ پر موقوف نہیں ہے۔ آپ کے پیشاب کا ڈھیلا اُسی جُتی ہوئی زمین پر دُور تک لڑھکتا ہوا چلا گیا۔ اور زمین کے جن جن ڈھیلوں سے لگتا گیا۔ وہ سب سُرخ خالص کندن کی طرح لال سونے کے ڈھیلے بن گئے۔ اور دھوپ میں چمکنے لگے۔ سیّد مذکور یہ حالت دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔ اور آپ کے قدموں پر گر کر زار زار رونے لگا۔ کہ خدا کے لیے میری گستاخی اور بے ادبی معاف فرمائیے آپ نے فرمایا۔ شاہ صاحب! یہ وقت رونے اور معافیاں مانگنے کا نہیں جلدی کرو۔ یہ ڈھیلے چپکے سے اُٹھا لو اور چلتے بنو۔ ورنہ اگر لوگوں کو پتہ لگ گیا۔ تو نہ تیری خیر ہے اور نہ میری۔ چنانچہ اس سیّد صاحب نے اُن سب سونے کے ڈھیلوں کو جلدی سے اپنی چادر میں لپیٹ کر پیچھے ڈال لیا۔ اور آپ کے پاؤں کو چومتے ہوئے وہاں سے چل دیئے اور اسی طرح آپ نے ایک طرفۃ العین میں اس کو مالا مال کر دیا۔ اے طالب خام خیال یہ ہے خدا کے برگزیدہ محبوبوں کا حال۔ حافظ شیرازی نے اس بارے میں کیا اچھا کہا ہے ؎

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند ۔۔۔ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

نہ ہر کہ طرفِ کلاہ کج نہاد تند نشست　　کلاہداری و آئین سروری داند

ہزار نکتۂ باریک تر ز مُو اینجاست　　نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

غلامِ ہمتِ آں رندِ عافیت سوزم

کہ در گدا صفتی کیمیا گری داند

آجکل کے دکاندار رسمی رواجی پیروں کا یہ حال ہے۔ کہ نہ انہیں اپنا پتہ اور نہ غیروں کا اور نہ کسی کے کام آسکتے ہیں۔ اور نہ کسی کا کام نکال سکتے ہیں۔ بلکہ اُن کے بھولے بھالے سادہ لوح اور خوش اعتقاد مریدوں کا کوئی کام اگر اللہ تعالےٰ کی قدرت سے ہو جائے تو اس میں اپنی ٹانگ اڑا کر جھٹ کہنے لگجاتے ہیں۔ کہ ہم نے تمہارا کام کر دیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نفی کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ثابت کرتے ہیں۔ اس طرح یہ خدائی ٹھیکیدار اُلٹا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور اُلٹی گنگا بہاتے ہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ اگر بالفرض اللہ تعالےٰ کی عطا کی ہوئی طاقت سے وہ کسی کا کام کر بھی دیتے تو اُسے اللہ تعالےٰ سے منسوب کرتے اور اپنے آپ کو بیچ میں نہ لاتے۔ جیسا کہ حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں۔ کہ "مرشد کامل آنست کہ طالب را بیرنج و ریاضت بخدا رساند و خود را درمیان نیارد" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قاعدہ تھا۔ کہ جب آپ کسی کوڑھی جذامی یا اندھے مادر زاد وغیرہ کو ہاتھ لگا کر اچھا کر دیتے۔ تو

فرماتے جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کردیا ہے۔

اس ضمن میں مجھے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے مزار اور روحانیت سے فیض یافتہ ایک کامل بزرگ حضرت مولوی گل محمد صاحب سندھی کے کچھ حالات بیان کرنے پڑ گئے ہیں۔ جن کے حالات کچھ اپنے پیرو مرشد حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کے حالات پڑھنے سے ایک سلیم العقل شخص حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی زندگی کا صحیح اندازہ لگا سکتا ہے۔ کیونکہ الولدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور ہر چہ در دیگ باشد بہ چمچہ برآید۔

کتاب مناقب سلطانی میں ان کا ذکر یوں آیا ہے کہ آپ باوجود بڑے جلیل القدر اور جید عالم فاضل ہونے کے بڑے پائے کے عارف کامل ہوئے ہیں۔ یعنی آپ کو باطنی فیض حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے مزار اور روحانیت سے حاصل ہوا ہے۔ آپ کی اوصاف اور اخلاق بالکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتے جلتے تھے۔ اپنے روحانی پیشوا اور باطنی مربی حضرت سلطان العارفینؒ کے مزار کے سوا اور کسی جگہ آٹھ پہر سے زیادہ نہیں ٹھہرتے تھے۔ رات کہاں دن کہاں۔ ہر وقت سیر و سفر میں جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں کے اندر پھرتے تھے

طالب مرید آپ کے دیدار کے مشتاق آپ کے پیچھے پیچھے پھرا کرتے تھے اگر کوئی طالب سلوک یا کوئی حاجتمند آپ سے باطنی امداد اور روحانی استمداد کی استدعا کرتا۔ تو آپ اُسے فرماتے کہ تجھے فلاں بزرگ کا مزار معلوم ہے۔ وہ کہتا ہاں معلوم ہے۔ آپ فرماتے وہاں چلا جا۔ تمہارا نصیبۂ ازلی اُن کے پاس ہے۔ جب وُہ شخص وہاں جاتا تو آپ اُسے باطنی توجہ سے منزل مقصود تک پہنچا دیتے اور اپنے آپ کو بیچ میں سے نکال لیتے۔ وہ طالب یہی سمجھتا۔ کہ اسی مزار والے نے منزل کھولدی ہے۔ کبھی کبھی کسی حاجتمند کو فرماتے۔ کہ فلاں درخت کے نیچے ایک کامل بزرگ کی رُوح رہتی ہے۔ وہاں چلا جا اس کی روحانیت سے تمہاری حاجت روائی ہو جائے گی۔ چنانچہ جب وہ حاجتمند وہاں چلا جاتا تو آپ باطنی طور پر اُس کی مشکل کشائی فرما دیتے۔ آپ نے اسی طرح تمام لوگوں کو فیض پہنچایا ہے۔ آپ کے ایک خلیفہ دلیر مرالی صاحب کا بیان ہے۔ کہ ہم ایک دفعہ آپ کے ہمراہ ایک گاؤں میں سے گذر رہے تھے۔ کہ وہاں ایک گھر سے رونے پیٹنے کا شور وغل برپا تھا آپ نے اس شور اور واویلا کی وجہ پوچھی کسی نے عرض کی۔ کہ جناب آپ کے فلاں مرید کا اکلوتا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ یہ ماتم ان کے گھر برپا ہے۔ اسی اثنا میں کسی نے لڑکے کی ماں کو اطلاع دی۔ کہ تمہارا مرشد

گاؤں میں سے گذر رہا ہے۔ چنانچہ وہ عورت بچاری ماعتا کی ماری فقیر صاحب کے قدموں میں پڑ کر زار زار رونے لگی کہ میرے گھر کا چراغ گل ہو گیا ہے۔ اور میری زندگی کا سہارا و سرمایہ لُٹ گیا ہے۔ میں اب کہاں جاؤں۔ چنانچہ فقیر صاحب کو ترس اور رحم آگیا اور اُس عورت کے ہمراہ اُن کے گھر جا کر فرمانے لگے۔ کہ لڑکا کہاں ہے۔ لڑکے کی والدہ نے فقیر صاحب کو لڑکے کی مُردہ لاش کے پاس لا کر کھڑا کر دیا اور اُس کے مُنہ پر سے کپڑا اُٹھا کر بولی میرا لال یہ پڑا ہے۔ فقیر صاحب نے لڑکے کا کان پکڑ کر فرمایا۔ کاکا! بچے نے یک دم آنکھیں کھول لیں۔ اور بولنے لگ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مائی! یہ بچہ دراصل مرا نہیں تھا۔ بلکہ اسے بخار کے زور سے غش آگیا تھا۔ اور بے ہوش ہو گیا تھا۔ مکھن اور نمک ملا کر اس کے سر کو مالش کرو۔ غرض یا تو سارا گھرانہ بلکہ سارا گاؤں اُس بچے کی موت سے سوگوار اور ماتم کدہ بنا ہُوا تھا۔ یا فقیر صاحب کے ایک کرشمہ سے سارا گاؤں عید کی سی خوشی اور جشن میں بدل گیا۔ فقیر صاحب اُسی وقت جلدی گاؤں سے جنگل کی طرف نکل گئے حضرت مولوی گل محمد صاحبؒ کی زندگی کے تمام حالات اور واقعات حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے ملتے جُلتے ہیں۔ کیوں کہ آپ کا قدم عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر تھا اور آپ عیسوی مشرب

درویش تھے ؎ فیض روح القدس از باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

ہم نے اس بزرگ کا تھوڑا سا ذکر بطور مشت نمونہ خروار اس لئے ہدیۂ ناظرین کیا ہے تاکہ اس چمچے سے اُس دیگ کا اور اس پھل سے سارے درخت کا اندازہ لگالیں ع قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا
اِس فقیر کو باطن میں ایک دفعہ ایک مسجد کے اندر حضرت مولوی گل محمد صاحبؒ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی سفید گھنی داڑھی اور خوبصورت بھرا ہوا گول چہرہ تھا۔ آپ اس فقیر سے نہایت شفقت اور محبت سے ملے اور مصافحہ کے وقت جب آپ نے میری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے نُور کے شعلے نکل رہے تھے۔

حضرت سلطان حامد صاحبؒ مؤلف کتاب مناقب سلطانی بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مولوی گل محمد صاحبؒ کے خلیفہ سلطان دایہؒ کو آخری عمر میں دیکھا۔ اُن سے مولوی صاحبؒ کی زندگی کے حالات پوچھے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ ایک دن مولوی صاحبؒ باہر کی طرف جا نکلے۔ میں بھی اُن کے پیچھے سایہ کی طرح تمام دن دوڑتا رہا۔ آخر شام کے وقت آپ ایک سرکنڈوں کی مسجد میں داخل ہوئے۔ اور اندر اللہ تعالےٰ سے مشغول ہو گئے۔ موسم بہار کا تھا۔ میں مسجد کے باہر

دروازے پر بطور پاسبان لیٹ گیا۔ پچھلی رات میں نے دیکھا کہ دو شخص نورانی شکل والے وہاں آنکلے۔ اور مجھ سے دریافت کیا۔ کہ مولوی صاحب مسجد کے اندر تشریف رکھتے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ ہاں جناب اندر ہیں اس پر اُنہوں نے فرمایا کہ ہم مولوی صاحبؒ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے آپکو اس وقت فرصت نہیں۔ اس لئے ہم واپس جاتے ہیں۔ ہمارا مولوی صاحب سے سلام عرض کرنا۔ میں نے کہا آپ کون ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں بہاءالدین زکریا ملتانیؒ (عرف غوث بہاءالحق)۔ اور یہ دوسرے شاہ رکن عالم صاحبؒ ہیں۔ اشراق کے وقت جب حضرت مولوی صاحبؒ مسجد سے نکلے۔ اور ایک طرف کو روانہ ہوگئے۔ میں بھی آپکے پیچھے روانہ ہوگیا۔ آخر جب ایک جگہ آپنے ذرا توقف کیا۔ تو میں نے موقع پاکر رات والا ماجرا بیان کیا۔ کہ رات کو غوث بہاءالحقؒ اور شاہ رکن عالم صاحبؒ آپکی زیارت کیلئے تشریف لائے تھے اور آپ کو سلام دیتے تھے۔ میری اس بات کو آپنے بہت بے پرواہی اور بے اعتنائی سے سنا اور کچھ جواب نہ دیا۔ گویا سنا ہی نہیں۔ پھر آپ چل دیئے۔ اور پھر آپ جب کہیں ٹھہرے اور مجھے موقع ملا تو میں نے پھر وہی عرض کیا۔ کیونکہ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ کسی خیال میں تھے اور میری بات کو سنا نہیں۔ لیکن پھر بھی آپنے منہ موڑ لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ آخر جب تیسری دفعہ میں نے موقع پاکر پھر عرض کیا کہ جناب آپ میری بات کا

کچھ جواب نہیں دیتے۔ میں بار بار عرض کر رہا ہوں۔ اس پر آپ کھڑے ہو گئے اور میرے پیروں پر ہاتھ رکھ کر ہاتھوں کو چوم کر فرمانے لگے آپ کے قربان جاؤں میں نے آپکی قدر نہیں جانی۔ آپکے پاؤں چومنے کے قابل ہیں۔ کیونکہ غوث بہاءالحق اور شاہ رکن عالم جیسے بزرگ آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ یہ باتیں آپنے تفنن کے طور پر کچھ اس انداز سے کہیں کہ مجھ میں شرم و ندامت کے مارے دم مارنے اور آنکھ اٹھانے کی سکت باقی نہ رہی۔ پھر جب کہیں کچھ آدمی آپ کی زیارت کے لئے آتے اور آپ کی قدم بوسی کرتے تو آپ انہیں میری طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ پہلے اس بزرگ کی زیارت کرو اور اس کے قدم پکڑو۔ یہ ایسا شخص ہے کہ غوث بہاءالحق صاحبؒ اور شاہ رکن عالم صاحبؒ جیسے بزرگ ان کی زیارت کو آتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح مجھے بہت دفعہ لوگوں کے سامنے شرمندہ اور شرمسار کیا۔ آخر میں آپکے قدموں پر پڑ کر بہت رویا اور عرض کیا کہ جناب میں نے بیوقوفی کی ہے۔ آپ خدا کیلئے مجھے معاف فرمائیں۔ پھر آپنے مجھے معاف فرمایا۔ اور اس بات کو پھر نہ دہرایا۔

حضرت سلطان حامد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن سلطان دایہ سے مولوی گل محمد صاحبؒ کی شہادت کے حالات دریافت کیئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کی شہادت کے حالات بہت عجیب ہیں۔ اور وہ واقعہ یوں ہے:۔

کہ ایک روز ہمارے مرشد مولوی صاحبؒ نے ہم میں سے خاص خاص مریدوں

کو اکٹھا کیا اور انہیں ساتھ لے جا کر حضرت سلطان العارفینؒ کے مزار پر حاضر کیا اور سب کو ارشاد فرمایا - کہ ہمارا وقت اب قریب آپہنچا ہے ہم تمہیں اس مقدس مزار والے کے سپرد کرتے ہیں - تاکہ ہمارے بعد اسی دربار پُر انوار سے فیض یاب ہُوا کرو - اس کے بعد آپ وہاں سے مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے چناب کے پار ہو کر دریائے راوی کی سمت چل دیئے - ہم سب آپ کے پیچھے دوڑے - جب میدان میں پہنچے تو ہم سب مریدوں کو فرمایا - کہ عزیزو - ہم پر شہادت کا حکم جاری ہوا ہے تم لوٹ جاؤ - ہم سب نے رو کر عرض کیا کہ اے حضرت! ہم بھی آپکے ہمراہ قتل اور شہید ہونا چاہتے ہیں - پھر آپ خاموش ہو کر ذرا آگے چل دیئے - ہم سب آپکے پیچھے پیچھے ہو لئے - آپ ایک گھڑی بعد کھڑے ہو گئے اور ہم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ دوستو ٹھہر جاؤ - اور واپس چلے جاؤ - درویشوں نے عرض کیا کہ ہم آخر وقت بھی آپ کے ہمراہ حاضر خدمت رہنا چاہتے ہیں - اس کے بعد جلال سے آپ کی ہیئت بدل گئی - اور زمین پر ایک لکیر کھینچکر فرمایا کہ جس شخص کو اپنی موت اور قتل منظور ہو وہ اس خط سے گزر کر میرے پیچھے آئے -

اس مقام پر دایہ سلطان نے بیان کیا کہ اللہ اللہ اُس وقت ایک نہایت نرالی ہیبت حالت دیکھی - ہم سب پر موت کی سی ہیبت چھا گئی - چنانچہ سب دم بخود رہ گئے - اور کسی کو اس لکیر کے پار جانے کی ہمت نہ ہوئی اور صرف

ہیں (دادایہ سلطان) اکیلا دل کڑا کر کے اس لکیر کو پار کر گیا اور آپ کے پیچھے روانہ ہو پڑا تھوڑی دُور جا کر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اچھا چلے آؤ۔ لیکن جب ہم پر وہ وقت آئیگا تم بھی ہم سے بھاگ جاؤ گے اور ہمارا ساتھ چھوڑ دو گے۔

جیست صائب زہرہ کس با سینہ بر سنداں زدن

از دو صد عاشق کسے بیباک مے آید بروں

یہ جان پر کھیل جانے والے عاشقوں کا حال ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات مقدس اپنے باکمال عاشقوں سے اپنے جلوۂ دیدار اور مشاہدۂ جمال لازوال کے عوض دل و جان اور سر و مال اور جان و تن کے ٹکڑے ٹکڑے ہونا طلب کرتے ہیں اور عاشق لاابالی سر ہتھیلی پر رکھے بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں اور سب کچھ اپنے محبوب کی لقاء پر نثار اور تصدق کرتے ہیں اور دم نہیں مارتے۔ دوستو! آپ دیکھتے ہیں کہ اس جانباز عاشق کی زندگی کے حالات اور موت کے واقعات کس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتے جلتے ہیں۔ چنانچہ انجیل کے چھبیسویں باب میں مذکور ہے کہ جب عید فسخ کا دن آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سمیت شہر یروشلم میں ایک شخص کے گھر عید فسخ کا طعام کھا رہے تھے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یارو! کل دن چڑھے یروشلم میں مجھے سولی پر چڑھایا جائے گا۔ یعنی جمعہ کی رات ایک پہر رات رہے پہاڑ سے گرفتار کیا جاؤں گا اور تم میں سے ایک شخص مجھے یروشلم کے ہیکل مقدس کے یہودی کاہنوں

کے حوالے کریگا جو میری جان لینے کے درپے ہیں۔ اور پھر ہم اسطرح کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔

حواریوں نے عرض کیا کہ اے روح اللہ وہ کون ہے جو آپ کو دشمنوں کے حوالے کریگا۔ اُس وقت آپ دسترخوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ آپنے فرمایا کہ مجھے یہودیوں کے حوالے کرنے والا شخص وہ ہے۔ جس کا ہاتھ اس وقت طباق میں ہے۔ اور وہ یہودا تھا۔ پس آپکے حواری زار زار رونے لگے۔ اور یعقوب جو حضرت مسیح علیہ السلام کے پہلے صحابی ہیں۔ جسے پطرس بھی کہتے ہیں اور نہایت راسخ الاعتقاد آدمی تھے۔ اس نے عرض کیا کہ اے روح اللہ! ہم سب اُس وقت کہاں ہوں گے اور آپ سے کیونکر جدا ہوں گے۔ حضرت مسیح نے فرمایا۔ تم سب مجھ سے بھاگ جاؤ گے اور مجھے چھوڑ جاؤ گے یعقوب نے عرض کیا کہ اے حضرت! میں ضرور آپ کی خدمت میں رہوں گا۔ اور ہرگز آپ سے جدائی اختیار نہیں کروں گا۔ حضرت مسیح نے فرمایا۔ اے یعقوب! جب جمعہ کی رات کے آخری حصے میں یہودی مجھے گرفتار کرکے بیت المقدس میں قید کریں گے۔ مرغ کی بانگ سے پہلے یعنی صبح سے پہلے بیت المقدس میں تو تین مرتبہ میرا انکار کریگا۔ جب وہ وقت مجھ پر آئیگا اور مجھے سُولی پر چڑھایا جائیگا۔ اُس وقت تو مجھ سے بیزار ہو جائیگا اور اجنبی اور ناآشنا بن جائیگا۔ چنانچہ بعد میں اسی طرح وقوع میں آیا۔ یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام کو بیت المقدس

میں قید کر کے لائے تو یعقوب یعنی پطرس آپ کے ساتھ تھا۔ اس وقت شمع روشن کی گئی تو ایک لونڈی نے اسے پہچان لیا۔ اور اس نے یہودی سرداروں کو کہا کہ جب کبھی عیسےٰ علیہ السلام ہیکل میں وعظ کرنے آتے تھے تو یہ شخص اُنکے ہمراہ ہوتا تھا۔ پس ان یہودی سرداروں نے تین مرتبہ بطور تحقیقات دریافت کیا کہ کیا تو عیسیٰ یسوع ناصری کا ساتھی ہے یعقوب نے تینوں مرتبہ انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں تو اسے جانتا بھی نہیں۔ اس وقت ٹھیک ایک پہر رات باقی تھی اور مرغ نے بانگ دے دی۔ تب یعقوب دل میں بہت نادم اور شرمندہ ہوا۔ کہ افسوس! واقعی آپ کی پیشین گوئی میرے حق میں سچی ثابت ہوئی۔ اور میں نے مرغ کی بانگ سے پہلے تین مرتبہ آپ سے انکار کر دیا۔

اب ہم مولوی گل محمدؒ صاحبؒ کی شہادت کے واقعے کی طرف لوٹتے ہیں۔ دایہ سلطان نے بیان کیا کہ میں اپنے مرشد مولوی صاحب کے پیچھے شام تک دوڑتا رہا۔ اور شہر چوترہ سگانہ میں جا پہنچے۔ جو راوی کے علاقے میں ہے۔ اس شہر کے رئیس مہر سلطان کی بیوی حضرت مولوی سندھی صاحب علیہ الرحمۃ کی خاص محبہ اور معتقد تھی۔ آپ کی تشریف آوری کا حال سُن کر کسی نوکر کے ہاتھ ایک چارپائی اور ایک بوریا اٹھوا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ بغیر کچھ بچھائے اس چارپائی پر قبلہ کی طرف

رُخ کر کے چُپ چاپ لیٹ گئے۔ وہ عورت بوڑھیے پر آپ کے رُو برو بیٹھ گئی۔ اور میں (دایہ سلطان) بھی ایک طرف زمین پر بیٹھ گیا۔ ایک گھڑی اِسی طرح خاموشی میں گذری کہ اتنے میں مہر سلطان مذکور کا لڑکا نامدار مع اپنے دو نوکروں کے تلواریں سونتے ہوئے آپہنچا۔ اور آتے ہی انہوں نے مولوی سندھی صاحب کا سرتن سے جدا کر دیا۔ مولوی صاحبؒ نے نہ کوئی آواز نکالی اور نہ جنبش کی۔ بلکہ بدستور اسی طرح قبلہ رُخ بیٹھے رہے۔ اور اسی طرح جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنّا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون۔ اور وہ عورت بھی اپنے مرشد مولوی صاحبؒ کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہی۔ اسے بھی اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ اور وہ مسکین بھی بے گناہ شہید ہوئی غفر اللہ لہا۔ اور میں (دایہ سلطان) جان بچا کر نکل گیا۔

حضرت مولوی صاحب سندھی علیہ الرحمۃ پر تلوار کے اتنے وار کئے گئے کہ آپ کا جسم مبارک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھر اُن ٹکڑوں کو کمبل میں لپیٹ کر شاہ نظام کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ جس کے مشرق اور جنوب میں حضرت علی حیدر صاحبؒ کا مزار ہے۔ اور شمال کی طرف موضع سنپالاں نیجوانہ گاؤں ہے۔ وہاں پر آپ کا مزار بہت منوّر اور متبرک ہے۔ اور زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔ اللہ تعالےٰ ان پر رحمت کرے۔ اور

ہمیں اُن کے پاک اوصاف سے متصف اور اُن کے اعلیٰ اخلاق سے متخلق فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں اور عاشقوں کو سخت ابتلائیں اور آزمائشیں دیتا ہے۔ اور انہیں اپنے جور و جفا میں آزماتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

گہ زہر را نصیب بحلقِ حسنؓ کنیم
گہ تیغ بر حسینؓ کشد کبریائے ما

فرعون را ندادیم اے یار دردِ سر
زیرانکہ او نداشت سر دردہائے ما

ما پروریم دشمن و مامے کشیم دوست
کس را مجال نیست بچون و چرائے ما

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ سیر و سیاحت کرتے ہوئے ایک گاؤں میں جا نکلے۔ جہاں ایک بزرگ شیر شاہ صاحبؒ رہائش رکھتے تھے۔ اُس شہر کے باہر ایک ٹیلے پر حضرت سلطان العارفینؒ مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اس وقت حضرت شیر شاہ صاحبؒ کے چند طالب مرید لنگر کیلئے لکڑیاں اور گوہے چنتے ہوئے آپ کے قریب آنکلے۔ ان میں سے ایک طالب نے جب آپ کو دیکھا تو آپ سے بولنے کی خاطر آپ کے بہت قریب آ گیا اور آپ پر سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے جب اُسکی

طرف دیکھا تو اُس کا قلب ذکر اللّٰہ سے جاری ہوگیا۔ اور اُس کا ہر بال ذکر اللّٰہ سے گویا ہوگیا۔ وہ طالب فوراً آپکے قدموں پر گر پڑا اور زار زار رونے لگ گیا۔ دُور سے دوسرے طالب نے جب پہلے طالب کی یہ حالت دیکھی تو حقیقت حال معلوم کرنے کیلئے وہ بھی آنحضرتؒ کے پاس آگیا۔ آپنے اُس کی طرف دیکھا تو اُس کی بھی وہی حالت ہوگئی۔ اور وہ بھی آپکے قدموں پر گر کر رونے لگا تیسرے طالب نے جب ذرا دُور سے اپنے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر واپس بھاگا۔ اور اپنے پیر سید شیر شاہ صاحب کو حالات سے آگاہ کیا۔ کہ جناب ایک فقیر باہر فلاں ٹیلے پر بیٹھا ہے۔ آپکے فلاں فلاں طالب جب اُس کے قریب گئے۔ تو خدا جانے اُس نے اتنی جلدی میں کیا کچھ کر دیا۔ کہ دونوں اُس کے قدموں میں سر رکھے ہوئے زار زار رو رہے ہیں۔ اُن کے زور سے رونے اور دھاڑیں مارنے کی آواز جب میں نے سنی تو میں سخت گھبرا کر آپکے پاس آگیا۔ چنانچہ شیر شاہ صاحب یہ ماجرا سنکر حالات بچشم خود دیکھنے کے لئے معہ چند طالبوں اور درویشوں کے آپ کی طرف روانہ ہوئے جب آپکے قریب پہنچے تو حضرت سلطان العارفینؒ نے اپنی باطنی توجہ اور روحانی طاقت کو پوشیدہ کر لیا۔ حضرت شیر شاہ صاحب نے آپ پر سلام کہا۔ آپنے انہیں سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحب نے حضرت سلطان العارفینؒ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے درویش ایں مدت

سے باطن میں طیر سیر کرتا ہوں اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں بھی جاتا ہوں۔ لیکن میں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے تو کوئی سفلی عامل یا جادوگر ہے جس کے ذریعے تُو نے میرے دو طالبوں کو مجھ سے جدا کر کے پھنسا لیا ہے۔ پس بہتر یہی ہے کہ تو آج سے اس معاملے سے باز آجائے۔ ورنہ میں حضور بزم نبویؐ سے تجھے ایسی سزا دلاؤنگا۔ کہ تجھے چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ اس پر حضرت سلطان العارفینؒ نے فرمایا کہ شاہ صاحب! آپ رات کو حضرت سرورِ کائنات صلعم کے حضور میں حاضر ہوں۔ اور میں بھی وہاں حاضر خدمت ہونیکی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد آپ جو چاہیں کریں۔ صبح آپ کی اور ہماری ملاقات اِسی جگہ ہوگی اور یہیں فیصلہ بھی ہوگا۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفینؒ رات کو اپنے درویشوں سمیت اِسی شہر کے اندر رہ پڑے۔ رات کو جب شیر شاہ صاحبؒ حضرت سرورِ کائنات صلعم کی کچہری میں حاضر ہوئے۔ تو تمام حاضرین مجلس نبوی کو گھور گھور کر دیکھنے لگے۔ کہ دیکھیں وہ درویش یعنی حضرت سلطان العارفینؒ کہیں نظر آتے ہیں یا نہ۔ آخر ایک ایک اہل مجلس کو اُس نے غور سے دیکھا۔ اور اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ بزم نبوی میں کہیں بھی نہیں ہے۔ اور وہ (معاذاللہ) جھوٹا ہے۔ صبح اُس سے نپٹ لیں گے۔ کہ اتنے میں اُس نے دیکھا کہ ایک چھوٹا نورانی معصوم شیر خوار بچہ حضرت رسالت مآب صلعم کی آستین سے نکل کر

آپ کی گود میں کھیلنے لگا۔ جسے آنحضرت صلعم نے اپنے بچے کی طرح پیار کیا۔ پھر وہ بچہ باری باری چار یارؓ، اصحاب کبارؓ، و حسنینؓ و حضرت شاہ محی الدینؓ اور جملہ حاضرین انبیاء، مرسلین اور اولیاء کاملین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی گود میں کھیلتا رہا۔ اور سب نے اُسے پیار کیا۔ چنانچہ حضرت شیر شاہ صاحبؒ کی گود میں بھی آ گیا۔ اور اُنہوں نے بھی اُسے پیار کیا۔ اُس وقت وہ نوری حضوری بچہ حضرت شیر شاہ صاحبؒ کی داڑھی سے کھیلنے لگا اور کھیلتے ہوئے اُن کی داڑھی کے دو بال نکال لیے جس سے حضرت شیر شاہ صاحبؒ نے درد محسوس کیا۔ لیکن لحاظ اور پاسِ ادب سے کچھ نہ کہا۔ وہ نوری بچہ پھر اُسی طرح تمام حاضرین بزم نبوی کی گود میں کھیلتے کھیلتے حضرت سرور کائنات صلعم کی گود میں آ کر آپ کی آستین میں گھس کر غائب ہو گیا۔

صبح کو حضرت سلطان العارفینؒ اُسی بھین اور بھودہ ٹیلے پر تشریف لا کر حضرت شیر شاہ صاحبؒ کے انتظار میں درویشوں سمیت بیٹھ گئے۔ کہ اتنے میں حضرت شیر شاہ صاحب بھی اپنے درویشوں کو ساتھ لیکر غصے اور جوشِ انتقام میں لال پیلے بنے ہوئے حضرت سلطان العارفینؒ کے پاس آ گئے اور آتے ہی غضبناک لہجے میں ڈانٹ بتائی کہ اے درویش! ہم نے رات کو بزم نبویؐ میں تمہارا جائزہ لیا۔ اور تمہیں دیکھتے رہے لیکن تمہاری شکل تک وہاں نظر نہ آئی۔ تم جھوٹے ثابت ہو گئے ہو۔ اب ہم تمہیں پھر ایک

دفعہ موقع دیتے ہیں۔ کہ تم اپنے ان سفلی احوال اور جھوٹے افعال سے تائب ہو جاؤ۔ ورنہ اس کا نتیجہ بہت ہی برا اور عبرتناک ہوگا۔ اس پر حضرت سلطان العارفینؒ نے فرمایا کہ شاہ صاحب! کسی امر واقعہ کی شہادت کیلئے شریعت میں کتنے گواہ چاہئیں۔ شاہ صاحب نے جواب دیا دو گواہ۔ اس پر حضرت سلطان العارفین نے فرمایا۔ یہ لو میری حاضری کے بھی آپکے ریش مبارک کے دو بال موجود ہیں حضرت شیر شاہ صاحب اپنی داڑھی کے دو بال دیکھ کر چونک پڑے۔ اور فوراً حضرت سلطان العارفینؒ کے سامنے ہاتھ باندھ کر معافی کے خواستگار ہوئے۔

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا

اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحب علیحدگی میں حضرت سلطان العارفینؒ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنے لگ گئے۔ منجملہ ان کے یہ بھی دریافت کیا کہ جناب! آپ لوگ بظاہر ہمیں بزم نبوی میں نظر نہیں آتے لیکن آپ اپنے باطنی کمالات اور روحانی طاقت میں ہم سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ سو آپ کہاں رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب! حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نو قسم کی کچہریاں باطن میں لگتی ہیں۔ سب سے ادنیٰ مجلس وہ ہے جو عالم ناسوت میں ہر جگہ منعقد ہوتی ہے۔ جس میں عام اولیاء اللہ جسم

نفس کیساتھ حضرت سرورِ دوجہان صلعم کے لطیفۂ نفس کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں اور ناسوتی فیض پاتے ہیں۔ اسی طرح قلوب کی کچہری الگ ہے اور ارواح کے دربار علیٰ ہذا القیاس علیحدہ علیحدہ منعقد ہُوا کرتے ہیں۔ اور ہم عاشقوں اور فقراء فنا فی اللہ بقاء باللہ کی خاص کچہری نور کے دریائے ژرف توحید یا لامکان میں منعقد ہوتی ہے آپ لوگوں کو سوائے اسی ایک بزم مقام ناسوت کے اور کسی کچہری تک رسائی نہیں۔ اور ہم حضور پُر نُور کے ذاتی فقر کے وارث آپ کے ساتھ آپ کی ہر مجلس میں حاضر رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ نو ۹ مقام جہاں نو قسم کی کچہریاں منعقد ہوتی ہیں۔ حسب ذیل ہیں:۔

اول مقام دنیا۔ دوم مقام عقبیٰ۔ سوم مقام ازل۔ چہارم مقام ابد۔ پنجم مقام روضۂ حرم نبوی صلعم۔ ششم مقام بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ۔ ہفتم مقام عرش عظیم۔ ہشتم مقام دریائے ژرف یعنی بحرِ توحید۔ اور نہم مقام لاہوت لامکان۔ اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحب کو اُن کی درخواست پر اپنا خلیفہ بنایا اور مقامِ ادنیٰ سے نکال کر مقامِ اعلیٰ پر سرفراز فرمایا۔ ؎

آں سیہ چردہ کہ شیرینیِ عالم با اوست
چشم میگوں لب خنداں دل خرم با اوست
گرچہ شیریں دہناں پادشہانند ولے
آں سلیمانِ زمان است کہ خاتم با اوست

روئے خوبست وکمال ہنر و دامن پاک
لاجرم ہمت پاکانِ دو عالم با اوست

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے دو دفعہ چند درویشوں کے ہمراہ دریائے سندھ کو عبور کر کے ہمارے ملک دامان کے ضلع ڈیرہ غازی خاں اور ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کی سیر و سیاحت فرمائی ہے۔ اور ان علاقوں میں اپنا باطنی فیض پھیلایا ہے۔

ایک دفعہ جب آپ ڈیرہ غازی خاں کی طرف چند درویشوں کے ہمراہ سفر فرما رہے تھے۔ تو راستہ میں دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر شہر فتح خان کے قریب ایک گاؤں پر آپ کا گذر ہوا۔ دوپہر کے وقت درویشوں کا ارادہ ہوا۔ کہ وہاں روٹی کھا کر ذرا آرام کریں۔ چنانچہ وہاں ایک دائی کے گھر تشریف لے گئے۔ اور اُسے آٹا پکانے کے لئے کہا دائی نے کہا کہ مجھے روٹی پکا دینے میں تو کچھ عذر نہیں ہے لیکن میری لڑکی کی آنکھیں آئی ہوئی ہیں۔ اور دکھ درد کے مارے وہ میری گود میں بھی آرام نہیں کرتی اور درد سے چلا رہی ہے۔ درویشوں نے کہا۔ مائی لڑکی کو ایک لحظ کے لئے پنگھوڑے میں ڈال دو۔ ہم اُس کا پنگھوڑا ہلاتے رہیں گے۔ اللہ کریگا اُسے آرام آجائیگا۔ اتنے میں تم ہماری روٹیاں پکا لو گی۔ دائی نے کہا لڑکی تو آرام کرنیوالی نہیں ہے

لیکن خیر تم دُور کے آئے ہوئے مسافر ہو۔ تم خود آٹا گوندھ دو۔ اور تنور گرم کر دو میں جلدی جلدی روٹیاں لگا دونگی۔ اس پر حضرت سلطان العارفینؒ نے فرمایا۔ مائی! لڑکی کو پنگھوڑے میں ڈال دو۔ اس کے رونے کے ہم ذمہ دار ہیں۔ تم اپنا کام کرو۔ چنانچہ وہ دائی اور درویش روٹی پکانے کے سامان میں لگ گئے اور حضرت سلطان العارفینؒ چھپر کے نیچے لڑکی کے پنگھوڑے کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ کا آہستہ سے اسم ذات کا اشارہ کر کے پنگھوڑے کو ہلانا ہی تھا۔ کہ اُس نیک بخت معصوم کی زبان خاموش ہو گئی اور اُس کا ننھا دل اسم ذات سے جاری ہو گیا۔ اور اُس کے بدن کے تمام بال اللہ اللہ کرنے لگ گئے۔ جب لڑکی کا رونا موقوف ہو گیا۔ تو وہ دائی اپنی لڑکی کی یکدم خاموشی سے حیرت زدہ ہو گئی۔ اور بار بار پنگھوڑے اور حضرت سلطان العارفینؒ کیطرف مشکوک نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ آخر جب کافی دیر ہو گئی اور پیڑیوں سے فارغ ہو گئی۔ اور اُس نے دیکھا کہ حضرت سلطان العارفینؒ پنگھوڑا بھی نہیں ہلا رہے اور لڑکی پر یکدم موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی ہے تو اُس سے نہ رہا گیا اور دوڑی دوڑی چھپر کے پاس آ کر حضرت سلطان العارفینؒ سے مخاطب ہوئی کہ میاں تم لڑکی کے پنگھوڑے کو حرکت اور ہلاوہ بھی نہیں دیتے۔ اور لڑکی خاموش کیوں ہو گئی ہے۔ کہیں اُس کا گلہ تو نہیں گھونٹ دیا۔ اور مار تو نہیں ڈالا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ مائی ہم نے تمہاری لڑکی کو مارا نہیں بلکہ ابد الاباد تک زندہ کر دیا ہے

اور اسے ایسا ہلا وا دیا ہے کہ قیامت تک اُس کو ہلاوے آتے رہیں گے
چنانچہ جب اُس دائی نے لڑکی کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو لڑکی کا دل جاری
تھا، اور اس کی نس نس سے اسم ذات کی آواز آ رہی تھی۔ اسم ذات کی
حرارت سے لڑکی پسینے میں شرابور تھی۔ چنانچہ اُسے دیکھ کر دائی کو بھی تاثیر
ہو گئی اور وہ بھی اللہ اللہ پکارنے لگی اور حضرت سلطان العارفینؒ کے قدموں
پر گر کر زار زار رونے لگی۔ اس واقعہ کو دیکھ کر تمام گاؤں کے لوگ جمع
ہو گئے اور لڑکی کو دیکھ کر تمام مرد عورت اللہ اللہ پکارنے لگ گئے
اور اس گاؤں میں ایک کہرام مچ گیا۔ چنانچہ بعد میں وہ سعادتمند بچی مجذوبہ
صاحبِ کمال ہو گئی۔ اور مائی غلام فاطمہ مستونؒ کے نام سے مشہور ہو گئی
ہندی زبان میں مستونی لفظ مستوار کی تانیث ہے جو مجذوب کے معنی میں
استعمال ہوتا ہے۔ مائی صاحبہ کی قبر زندہ ہے اور مرجع خلائق ہے۔ بہت لوگ
ان کے مزار سے فیض یاب اور مستفیض ہوتے ہیں۔ اور دینی و دنیوی مرادیں
پاتے ہیں۔

مکتبہ حافظ محمد شریف چشتی
نظامی محلہ لوہاراں بہاولپور

مناقب سلطانی میں مذکور ہے اور یہ واقعہ بالکل صحیح اور مشہور ہے
کہ حضرت محمد صدیق علیہ الرحمۃ لیہ اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے درمیان
رہنے والا قوم کا سپہرا حضرت سلطان العارفینؒ کے مزار پر آ کر معتکف ہوا۔
اور آپ کی روحانیت سے فیض یاب ہوا ان دنوں حضرت سلطان العارفینؒ کی

خانقاہ کے دروازے کے قریب سامنے ایک بیری کا درخت کھڑا تھا۔ ایک روز ایک اندھا شخص مزار مقدس پہ فاتحہ اور قرآن پڑھنے کی غرض سے دروازے کی طرف جارہا تھا۔ کہ اُس کا ماتھا اس درخت کی ایک موٹی سی شاخ سے ٹکرا گیا اور زخمی ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر دربار شریف کے درویشوں نے مشورہ کیا کہ اس درخت کو کاٹ لیا جائے۔ کیونکہ ہر آنے جانے والے زائر کے راستے میں مزاحم اور موجب ضرر ہے۔ لیکن اُس وقت کے درویش سب صاحب احوال تھے اور حضرت سلطان العارفینؒ سے ہر معاملے میں باطنی طور پر صلاح اور مشورہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ سب نے یہ صلاح کی کہ رات کو حضرت سلطان العارفینؒ کی روحانیت سے اس معاملے میں اجازت لے لی جائے۔ اور استخارہ کر لیا جائے۔ چنانچہ رات کو سب درویش اس نیت سے سوئے کہ حضرت سلطان العارفینؒ سے اِس بیر کے کاٹنے کا امر ہو جائے۔ تب یہ کام کیا جائے۔ چنانچہ رات کو حضرت سلطان العارفینؒ نے خواب میں خلیفہ محمد صدیق صاحب کو فرمایا کہ اے محمد صدیق! ہمارے بیر کو کیوں کاٹتے ہو یہ خود اپنے پاؤں چل کر ہمارے مزار کے سرہانے شمال کی طرف جا کھڑا ہو گا۔ غرض خلیفہ محمد صدیق صاحب نے راتوں رات سب فقیروں کو اس بات کی بشارت دیدی اور واپس آکر اپنے حجرے میں سو پڑے صبح اُٹھے تو دیکھا کہ بیری کا درخت مزار مقدس کے سرہانے شمال کی طرف کھڑا

ہے۔ اسی روز سے اس بیری کا نام حضوری بیر پڑ گیا۔ لوگ اس کے بیر اور پتے وغیرہ شفاء امراض اور خصوصاً حصول اولاد کے لیئے آجتک استعمال کر رہے ہیں۔ اور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ذاتی فقراء کی یہ خصوصیت ہوا کرتی ہے۔ کہ اُن کے موت اور حیات برابر ہوتی ہے۔ وہ جس طرح زندگی میں فیض اور برکت پہنچاتے ہیں۔ موت کے بعد قبر سے بھی اسی طرح بدستور فیض و برکات اور کشف و کرامات و تصرفات دکھلاتے ہیں۔ اس سے تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ جب حضرت خلیفہ محمدؐ صدیق صاحبؒ حضرت سلطان العارفینؒ کے مزارِ مقدس سے فیض یاب ہوئے تو آپ کو حکم ہوا کہ ملک سندھ بلوچستان میں جا کر بود و باش اختیار کریں۔ چنانچہ آپ حضرت سلطان العارفینؒ کے امر سے خلیفہ سید حضرت موسن شاہ صاحبؒ کے مزار اور شہر گھوٹکی سے چھ کوس جنوب کی طرف شہر محمود پور دہر یچہ میں رہ پڑے۔ آپ نے وہاں ہزارہا لوگوں کو فیض پہنچایا۔ اور آپ کا مزار وہاں مشہور و معروف و مرجع خواص و عوام اور قبلۂ حاجات ہے۔

حضرت محسن شاہ صاحبؒ گیلانی گھوٹکی والے کی فیض یابی کا حال بھی بہت عجیب ہے۔ آپ شروع میں کم سن اور یتیم تھے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ آپ کی پرورش اور خدمت کیا کرتی تھیں۔ ان دنوں ایک کلال یعنی کمہار شخص حضرت سلطان العارفینؒ کی زندگی ہی میں آپ سے فیض یاب ہو کر واپس

اپنے وطن گھوٹکی آگیا۔ اس کے بلند احوال اور اعلیٰ مقامات پر جلدی فائز ہونے کا چرچا ہر جگہ مشہور ہو گیا۔ اور اس کی طرف لوگوں کا رجوع ہو گیا۔ حضرت محسن شاہ صاحبؒ کی والدہ اس کی باطنی ترقی دیکھ کر اس کلال فقیر کی خدمت میں عرض گذار ہوئی۔ کہ جس وقت آپ دوسری دفعہ اپنے مرشد حضرت سلطان العارفینؒ کی خدمت میں جائیں تو میرے یتیم بچے محسن شاہ کو بھی اپنے ہمراہ لے جائیں۔ اور اُن کی زیارت اور ارادت سے مشرف کریں۔ اور اس عاجزہ کی طرف سے حضور کی خدمت میں عرض کریں کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ کمال درجے تک تارک الدنیا ہیں۔ اور ہر ایک طالب مرید کو دنیا کے ترک کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ لیکن ہم از حد مسکین ہیں اور فقر و فاقہ اور مسکینی کا بوجھ پشتوں سے اُٹھاتے اُٹھاتے جاں بلب آگئے ہیں۔ اور اب ہم میں مزید بھوک اور تنگدستی برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ ازراہِ للہ میرے اس یتیم بچے کو حسنینؓ کے صدقے ہر دو دینی اور دنیوی نعمت سے مالا مال فرما دیں۔ چنانچہ وہ کلال بزرگ اُس یتیم بچے سید محسن شاہ کو ہمراہ لے کر حضرت سلطان العارفینؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور جو کچھ اس کی والدہ نے عرض کیا تھا۔ آپ کی خدمت میں بچے کو پیش کرتے ہوئے عرض کر دیا۔ حضرت سلطان العارفینؒ نے اس یتیم بچے کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ ابھی یہ بچہ ہے

توجہ کی برداشت کی طاقت اس میں نہیں ہے۔ اسکی والدہ ماجدہ کو ہماری طرف سے یہ مژدہ اور پیغام سنانا کہ انشاء اللہ ہم اسے سعادت دارین سے سرفراز کرینگے۔ فی الحال یہ علم ظاہری حاصل کرے۔ جب ظاہری علم سے فارغ ہولے۔ تب اسے میرے پاس لے آدیں۔ ہمارے پاس اس کا ازلی نصیبہ موجود ہے۔ چنانچہ آپ ہو ضلع گھوٹکی واپس آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کو حضور کا پیغام سنایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے محسن شاہ صاحبؒ کو ایک دینی مکتب میں داخل کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب آپ فارغ التحصیل ہوئے تو پھر اسی کلال فقیر کے ہمراہ حضرت سلطان العارفینؒ کی خدمت میں حاضر ہونے اور فیض پانے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ جس وقت حضرت محسن شاہ صاحبؒ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آنحضرت قدس سرہٗ نے ان کی دل کی زمین پر انگشت شہادت سے اسم اللہ ذات لکھ کر توجہ فرمائی جس سے محسن شاہ صاحبؒ کے قلب اور قالب ہر دو روشن اور منور ہو گئے اور عارف روشن ضمیر اور زندہ دل ہو گئے۔ اور آپ کا ظاہر اور باطن تو اسم اللہ ذات سے معمور ہو گیا۔ حضور کی ذاتی توجہ اور نوری التفات نے سید محسن شاہ صاحبؒ کو ہر دو دینی و دنیوی صوری اور معنوی اور ظاہری و باطنی طور پر وہ کمال بخشا کہ آپ تھوڑے دنوں میں کامل سالک اور مرجع خلائق بن گئے۔ غرض

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے سید محسن شاہ صاحبؒ کے بارے میں جس طرح وعدہ فرمایا تھا۔ بطور اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفیٰ آپ نے اسی طرح اس یتیم سید صاحب کو ہر دو دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال فرما دیا۔ اپنے وطن جا کر حضرت محسن شاہ صاحبؒ نے وہاں ظاہری دینی تعلیم و تدریس اور وعظ و پند اور باطنی ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری کیا۔ لاکھوں آدمیوں کو ہدایت فرمائی اور ہزارہا طالب آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کا لنگر بڑا فراخ اور وسیع تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ کے لنگر میں روزانہ ایک من نمک خرچ ہوتا تھا۔ آپ کے باطنی تصرف کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ کے وطن گھوٹکی کے ارد گرد سو سو کوس تک کسی کو مجال نہ تھی کہ کوئی علانیہ بدعت مثلاً سرود، ناچ ڈھل وغیرہ تمباکو نوشی، بھنگ، چرس، شراب نوشی وغیرہ کا ارتکاب کر سکتا۔ آپکے ان بلند پایہ حالات اور واقعات کی شہادت اور صداقت آپکی خانقاہ کی عظیم الشان مسجد آج بھی زبان حال سے بیان کر رہی ہے کہ ایک روز یہاں شریعت اور طریقت ہر دو بڑے جوبن اور عروج پر رہے ہیں۔ اس فقیر نے گھوٹکی جا کر آپکے مزار کی زیارت کی ہے اور آپکی مسجد میں نماز پڑھی ہے بڑی بھاری وسیع اور نہایت خوبصورت عمارت ہے جس کے اندر ہزاروں آدمی یک وقت آسانی سے نماز ادا کر سکتے ہیں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز کے

ظاہری بیعت کا کہیں سے صحیح سراغ نہیں ملتا اور ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوتا ان باتوں کا صحیح ماخذ آپ کی کتابیں ہیں۔ چنانچہ کتاب امیرالکونین میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ یہ فقیر تیس ۳۰ سال تک مرشد کامل کی طلب میں پھرتا رہا ہے۔ اور اب سالہا سال سے طالب صادق کی طلب میں ہوں۔ مناقب سلطانی کے مصنف رح اس موقع پر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کو ہر دو مرشد کامل اور طالب صادق نہیں ملے۔ ہمارا بھی اس سے اتفاق ہے۔ بعض لوگ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی بیعت حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب دہلوی رح سے منسوب فرماتے ہیں۔ لیکن حضور کی کتابوں میں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب کا کہیں بھی ذکر نہ آنا بہت ہی تعجب خیز اور حیران کن بات ہے۔ حالانکہ حضور نے کتابوں میں سارنگ خان بلوچ کا بھی ذکر کیا ہے۔ دیگر یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب رح شاہنشاہ ہند اورنگ زیب کے مصاحب بھی تھے اور اورنگ زیب نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے جو کہ آپ کے مصاحب کے مرید تھے۔ بیعت کی استدعا کی۔ سو یہ باتیں قیاس سے بعید معلوم ہوتی ہیں۔ نیز حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ اپنی کتاب گنج الاسرار میں حضرت شاہ مقیم صاحب رح حجرہ والے کی اولاد میں سے کسی بزرگ کے ساتھ اپنی ارادت کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ ابیات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ابیات:۔

ہر کرا پدرش بود عارف مقیم
چوں نباشد دلبر راہ مستقیم

شرف زاں لعل بہا ول باوصال
نظر بر قرشش مکن شوریدہ حال
شد مرید از جان باہوؒ باصفا الخ

سو ان باتوں سے یہ صحیح نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ تیس سال کے عرصۂ طلب میں بے شمار مرشدوں کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور ان کی خدمت کر کے ان سے فیوضات حاصل کئے ہیں۔ جن میں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحبؒ دہلوی اور حضرت شاہ حبیب صاحبؒ کے بزرگ وغیرہ شامل ہیں لیکن آپ کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود باطن میں دستِ بیعت فرمایا ہے اور حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ العزیز نے تلقین فرمائی ہے جس سے آپ اللہ تعالےٰ کے ذاتی بحر انوار میں غرق ہوئے اور حضرت بزم نبوی کا دوام حضور حاصل ہوا۔ ہم اس کتاب کے پچھلے صفحات میں بیان کر آئے ہیں۔ کہ بعض طالبوں کے زبان پر لفظ حق باہوؒ بے اختیار جاری ہو جاتا ہے۔ بعض خشک مزاج حاسد لوگ اس مبارک نام کے سننے سے آتش پا ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایسا کہنا شرعًا جائز نہیں ہے۔ یہ لوگ حقیقت حال سے واقف نہیں ہیں۔ بلکہ حق باہوؒ کہنا عین حق ہے۔ اور یہ لقب آپکو حق کی طرف سے حق طور پر مرحمت ہوا ہے چنانچہ آپ رسالہ روحی میں ارشاد فرماتے ہیں اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ سر

ذات یاہو فقیر باہوؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شور اتح یعنی فقیر باہوؒ کو یہ حق کا لقب حق کی طرف سے عطا ہوا۔ اس واسطے یہ کلمہ اللہ تعالےٰ کی جانب سے مقبول اور منظور ہے۔ بلکہ ذریعۂ نور اور وسیلۂ حضور ہے اور جو شخص اس پاک کلمے کے سننے سے آتش پا ہوتا ہے۔ وہ کور چشم حاسد اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دُور ہے۔

حضرت سلطان العارفین کی اولاد میں بڑے کامل اولیاء ہو گذرے ہیں خصوصاً حضرت غلام باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جن کو سلطان العارفینؒ ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ بڑے جلیل القدر عارف اور کامل سالک ہو گذرے ہیں۔ آپ کے مناقب بےشمار ہیں۔ ہم بوجہ خوفِ طوالت یہاں بیان نہیں کر سکتے۔ اگر کسی کو شوق اور خواہش ہو تو آپ کے اور حضور کے دیگر فرزندوں اور خلفاء کے مفصل حالات کتاب مناقب سلطانی مؤلفہ حضرت سلطان حامد صاحبؒ میں دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفینؒ کا وصال ماہ جمادی الثانی کی پہلی تاریخ جمعہ کی رات ۱۱۰۲ھ میں واقع ہوا۔ اللہ تعالےٰ کے ذاتی انوارِ رحمت کی دائمی ابدی بارشیں آپکی ذاتِ بابرکات اور آپ کے جملہ خلفاء اور اولاد اور طلباء پر ابدالآباد تک نازل ہوتی رہیں اور تمام دنیا ان کے فیوضات اور برکات سے مالا مال اور معمور رہے۔ آمین یا ربّ العلمین۔

حضرت سلطان العارفین رح کے یہ چند مناقب بطور مشتِ نمونۂ خروار یہاں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ورنہ آپ کے اور جملہ سلطان الفقراء کے در پردہ غائبانہ برکات اور فیوضات تمام کائنات کے اندر جاری اور ساری ہیں۔ کیونکہ یہ تمام کائنات کے جسم کے اندر بمنزلہ جان اور روح رواں کے ہیں۔ جس طرح روح جسم کو زندہ اور تابندہ اور تازہ و فرخندہ رکھتی ہے۔ اسی طرح یہ سات ارواح تمام جسم کائنات کے لئے گویا سات غدودِ حیات (Glands) کا حکم رکھتی ہیں۔ اور انہیں پر جملہ سبعات کائنات یعنی سات افلاک، سات برِ اعظم، سات سیاروں، سات جنت، سات دوزخ، سات ایام ہفتہ، سات الوان اور سات لطائف سلوک وغیرہ کی بقا اور حیات کا انحصار ہے کیونکہ ان کا وجود با جود اللہ تعالےٰ کے سات صفاتِ ذاتی کے انعکاس اور پرتو سے ظہور پذیر ہے۔ جس وقت کائنات ان کے باطنی نوری التفات اور توجہات سے خالی ہو جائیگی اُس وقت وہ جسم بے جان کی طرح ہلاک، پراگندہ بیکار اور منتشر ہو جائیگی۔ اور قیامت قائم ہو جائیگی۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ دنیا میں انکے سوا کوئی فقیر، عارف سالک ولی اور بزرگ نہیں ہے۔ بلکہ دنیا میں اولیاء اللہ ستاروں کی طرح بیشمار ہیں۔ لیکن چونکہ یہ ذاتی فقراء دنیا میں آفتاب عالمتاب کی طرح ہیں۔ اور سب اولیاء اللہ کے نجوم اجسام اور کواکبِ قوالب کو نور اور فیض ان ذاتی شموس انوار سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا

یہ لوگ، اصل ہیں اور دیگر جملہ اولیاء اللہ بطور فرع کے ہیں۔ اور جو اولیاء اللہ اوران کے تابعین اپنی اصل الاصول کا انکار کریں تو اُن کی اصل یعنی جڑ کاٹ دی جاتی ہے اور ولائت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ صنعان کا قصہ بطور نمونہ و یادگار مشہور ہو گیا ہے۔

سو اے طالبِ نیک اطوار اور اے سالکِ سعادت آثار! خبردار رہ ہوشیار! زنہار زنہار! اِن ذاتی فقراء کے انکار کی طرف نہ آ۔ اور ان سے منہ نہ موڑ۔ بلکہ ان سے باطنی رابطہ اور روحانی رشتہ جوڑ تاکہ تجھے سعادتِ دارین حاصل ہو اور تو اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہو۔ اسی غرض اور مقصود کو مدِ نظر رکھ کر ہم نے یہ رسالہ بطور کلیدِ گنج سعادت دارین اور مفتاح خزائن کونین شائع کیا ہے۔ اور تجھے منزلِ مقصود کا آسان، مختصر اور سہل ترین راستہ بتا دیا ہے۔ اگر تجھے کچھ فہم و فراست اور عقل و ادراک ہے اور تیرا دل شیطانی کبر اور ابلیسانہ حسد سے پاک ہے۔ تو اس رسالہ کو اپنا دائمی رفیق، راہبر اور حیلہ وسیلہ اور حرزِ جاں بنالے اور اسے دن رات وردِ وظیفہ کیا کر۔ انشاء اللہ اس سے تو جلدی اپنی من مانی مراد کو پہنچ جائے گا۔

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

مطبوعہ پاکستان ٹائمز پریس لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسالہ روحی شریف

از زبان حق ترجمان حضرت سلطان العارفین
برہان الواصلین مقتدائے کاملین فنا فی عین ذات
یاھُو حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہ العزیز

بدان، اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْن

جان لے اے طالب تجھے اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں ہدایت کرے

کُنْتُ ھَاھُوْت، کَنْزًا یَاھُوْت،

میں ہویت کی ہا اور یا ھوت کا خزانہ تھا

مَخْفِیًا لَاھُوْت فَارَدْتُ مَلَکُوْت، اَنْ

لاہوت کے اندر مخفی پس عالم ملکوت میں میرا ارادہ ہوا کہ میری

اُعرف جبروت، فخلقت الخلق ناسوت؛

جبروت پہچانی جائے پس میں نے عالم ناسوت میں مخلوق کو پیدا کیا۔

ذات سرچشمانِ حقیقت ہاہویت حضرت عشق بالائے کونین بارگاہِ

یعنی ہاہویت کی حقیقت کی آنکھوں کا سرچشمہ۔ حضرت عشق (یعنی معشوق حقیقی)

کبریا و تختِ سلطنت آراستہ، از کمالِ عبرت ماہیّتِ ذاتِ

نے دونوں جہان سے بالاتر اپنی کبریائی کچہری کے اندر تختِ سلطنت آراستہ کیا

پاکش ہزاراں ہزار بے شمار قوافلِ عقل سنگسار سبحان اللہ۔

اسکی پاک ذات کی ماہیت کی کمال عبرت سے ہزاراں ہزار بلکہ بیشمار عقل کے قافلے

از اجسامِ عناصر خاکی بہزار مظہر ظہور آثار جمالُ و جلال،

سنگسار ہو گئے۔ سبحان اللہ۔ عناصر خاکی کے اجسام سے اسکے جمال و جلال کے ہزاروں آثار

قدرتِ ہائے کاملہ آئینۂ باصفا ساختہ تماشائے

نمودار ہیں۔ اسکی قدرت کاملہ گویا ایک آئینۂ باصفا بنا کر اس میں اپنے

روئے زیبا مے فرمائید۔ خود با خود قمارِ عشق مے

بے مثل حسن کا تماشا دیکھ رہی ہے اور اپنے آپ سے عشق کا جوا

بازد، خود نظر و خود ناظر و خود منظور، خود عشق، خود عاشق

کھیل رہا ہے خود نظر، خود ناظر اور خود منظور ہے، خود عشق، خود عاشق

وخود معشوق۔ اگر پردہ را از خود بر اندازی ہمہ یک

اور خود معشوق ہے۔ اے طالب اگر تو اپنی خودی کا پردہ درمیان

ذات و دوئی ہمہ از احول چشمیست۔ مے گوید

سے اُٹھا لے تو تجھے ایک ہی ذات جلوہ گر نظر آئے یہ تمام دوئی (عالم کثرت) ایری

مُصَنِّف تصنیف مُعتکف حریم جلال و جمال

بھینگی آنکھ کا فریب ہے۔ کہتا ہے اس تصنیف کا مصنف اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال

ھاھویت حق، محوِ شہودِ ذات مطلق، عین

کے حریم ہاہویت کا معتکف ذاتِ مطلق کے دیدار میں محو، معبودِ

عنایت از شہودِ مشہود معبود علی الحق، در مہدِ

برحق یعنی ذاتِ مشہود کی عنایت کی آنکھ میں منظور، نازِ سبحانی

ناز سبحانی ما اعظم شانی۔ بصدرِ عزت

ما اعظم شانی کے پنگھوڑے میں جھولنے والا، مقام عزت

تاجِ معرفت و وحدت مطلق بر سر

کی صدر گاہ میں معرفت اور وحدت کا تاج سر پر رکھے ہوئے

وردائے تصفیہ و تزکیہ اَنْتَ اَنَا وَ اَنَا

مقام اَنْتَ اَنَا اور اَنَا اَنْتَ میں تصفیہ کی چادر بغل میں لپیٹے

اَنْتَ دُرِّ بُرٌ، اَلْمُقَلَّبُ من الحق با لحق

ہوئے اور حق کی طرف سے حق کے لقب سے ملقب

سِرِّ ذات یا ھُو فقیر با ھو قُدّس سِرہٗ عرف

سِرِّ ذاتِ یا ہُو یعنی فقیر باھو قدس سرہٗ عرف

اعوان ساکن قلعہ شور حرسہا اللّٰہُ تعالیٰ

اعوان ساکن قلعہ شور (اللہ تعالیٰ اُسے ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ

من الفتن والجور چند کلمات از ابراز تحقیقاتِ فقر

رکھے) چند کلمے مقام ہویتِ ذات کے فقر کی تحقیقات میں

مقام ھُوِیت ذات رحمتی وسِعت کل شیٔ

سے بیان کرتا ہے اور اس آیت "میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے"

تفسیر از معنی المعنیٰ خاص الخاص تعلیم مے آرد۔

کی معنی المعنیٰ اور خاص الخاص تفسیر کی تعلیم دیتا ہے۔

عارف واصل بہر جا دیدہ کُشاید بجز دیدارش نہ بیند۔

عارف واصل جس طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے سوائے اُسکے دیدار کے اُسے کچھ نظر

ونقش غیر وخودی از خود براندازد، تا باطلیق مطلق

نہیں آتا غیر اور خودی کے جملہ نقوش اپنے وجود سے مٹا دیتا ہے یہانتک کہ ذات مطلق

شود بداں کہ چوں نورِ احدی از حجلۂ تنہائی

کے ساتھ یکتا ہوجاتا ہے۔ جان لے کہ جب نورِ احدی نے تنہائی

وحدت بر مظاہرِ کثرت ارادہ فرمود۔ حسنِ خود را

وحدت کی ڈولی سے نکل کر عالم کثرت میں ظہور فرمایا۔ تو اپنے جمال کو

جلوہ بصفاتے گرم بازاری نمود۔ بر شمع جمالش

صفائی سے جلوہ دے کر اپنے حسن کا بازار گرم کیا اسکی شمع جمال پر

پروانۂ کونین بسوزید و نقابِ میم احمدی پوشیدہ

ہر دو جہان پروانے کی طرح مر مٹے۔ بعدہٗ نقاب میم احمدی اوڑھکر

صورتِ احمدی گرفت و از کثرتِ جذبات و ارادات

صورت احمدی اختیار کی اور کثرتِ جذبات اور ارادات سے

ہفت بار بر خود بجنبید۔ و از آں ہفت ارواحِ فقراءِ

سات دفعہ اپنے اوپر جنبش کھائی۔ جس سے سات ارواحِ فقراءِ

باصفا، فنافی اللہ، بقا باللہ محوِ خیالِ ذات

باصفا فنافی اللہ بقا باللہ اسکی ذات کے خیال میں ہمہ تن محو،

ہمہ مغز بے پوست، پیش از آفرینشِ آدم علیہ السلام

جملہ مثل مغز بے پوست آدم علیہ السلام کی پیدائش سے

هفتاد هزار سال غرقِ بحرِ جمال بر شجرِ مرأة الیقین پیدا

ستر ہزار سال پہلے غرقِ بحرِ جمال رہ کر شجرِ مرأة الیقین پر پیدا ہوئے

شدند۔ بجز ذاتِ حق از ازل تا ابد چیزے ندیدند

انہوں نے ازل سے ابد تک اُسکی ذات کے سوا اور کسی چیز کیطرف نہ دیکھا

وماسویٰ اللہ گاہے نشنیدند۔ بحریم کبریاء

اور اللہ تعالےٰ کی آوازِ الست کے بغیر اور کوئی آواز نہ سنی۔ اسکے حریم کبریا

دائم بحرالوصال لازوال، گاہے جسدِ نوری پوشیدہ

کے اندر وصالِ لازوال میں ہمیشہ محو اور مستغرق رہے۔ کبھی نوری جسم پہنکر

بہ تقدیس و تنزیہ مے کوشیدند، گاہے قطرہ در بحر و

تقدیس اور تنزیہ کا حق ادا کیا۔ اور کبھی مثلِ قطرہ دریا میں اور

گاہے بحر در قطرہ وردائے فیضِ عطاءِ اذا تم الفقر

کبھی مثل دریا قطرے کے اندر رہے اور فیض اذا تم الفقر

فھو اللہ بر ایشاں پس بحیاتِ ابدی و

فھو اللہ کی عطائی چادر اُن کے کندھوں پر ہے پس ایسے فقر خاص الخاص

عزِ تاجِ سرمدی الفقر لا یحتاج الی ربہ

اور لایحتاج کے حیاتِ ابدی اور عز و تاج سرمدی سے سرفراز ہیں کہ جس

ولا الیٰ غیرہٖ معزز و مکرم از آفرینش آدم علیہ السلام

میں نہ وہ رب کے اور نہ غیر کے محتاج ہیں۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش

و قیامِ قیامت ہیچ آگاہی ندارند۔ قدمِ ایشاں

اور قیام قیامت اور حساب کتاب سے انہیں کوئی واسطہ نہیں انکا قدم

بر سرِ جملہ اولیاء غوث و قطب، اگر آنہا را

تمام اولیاء اللہ غوث و قطب وغیرہ کے سر پر ہے اگر انہیں

خدا خوانی بجا و اگر بندۂ خدا دانی روا عَلِمَ

خدا کہا جائے تو بجا ہے اور اگر بندۂ خدا پکارے تو بھی روا ہے۔

مَنْ عَلِمَ مقامِ ایشاں حریمِ ذاتِ کبریا و از

اس رمز کو جس نے پہچانا اسی نے جانا۔ انکا مقام حریم ذاتِ کبریا ہے

حق ماسوی الحق چیزے نہ طلبیدند۔ و

انہوں نے حق سے سوائے حق کے اور کچھ طلب نہیں کیا۔

بہ دنیائے دُنی و نعیم اُخروی حور و قصور

دنیائے دوں کی لذاتِ نفسانی اور آخرت کے نعماء روحانی یعنی حور و

بہشت و دوزخ بگوشۂ نظر ندیدند، و ازاں

قصور بہشت وغیرہ کو گوشۂ چشم سے کبھی نہیں دیکھا۔ اور اُس

ف۱ جب اللہ تعالےٰ مل جاتا ہے تو اسکی طلب اور حاجت نہیں رہتی۔

یک لمعہ کہ موسیٰ علیہ السلام در سر اسیمگی رفتہ
ایک تجلّی کوہِ طور سے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے
وطُور درہم شکستہ در ہر لمحہ و طُرفۃ العین ہفتاد
تھے اور طُور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ہر ایک پل اور ہر دم میں جذباتِ
ہزار بار لمعاتِ جذباتِ انوارِ ذات برایشاں وارد
انوارِ ذات کے ستر ہزار تجلیات ان پر نازل ہوتے رہے لیکن انہوں نے
و دم نہ زدند و آہے نہ کشیدند وھَل مِنْ
دم نہیں مارا اور آہ تک نہیں کھینچی اور مزید تجلیات کے طالب
مَزِید مے گفتند ایشاں سلطانُ الفقراء
رہے یہ لوگ فقراء اہل اللہ کے بادشاہ اور
و سیدِ الکونین اند۔ یکے روحِ خاتونِ قیامت
دونوں جہان کے سردار ہیں۔ ایک روحِ مقدس حضرت فاطمۃ الزہرا
رضی اللہ عنہا و یکے روحِ خواجہ حسن بصری
خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا ہے اور ایک روح خواجہ حسن بصری
رضی اللہ عنہ و یکے روحِ شیخ ما حقیقتُ الحق،
رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ایک روحِ مکرم و معظم ہمارے شیخ حقیقت الحق

نورِ مُطلق، مشہود علی الحق حضرت سید محی الدین شیخ

نور مطلق، مشہود علی الحق حضرت محبوب سبحانی حضرت شیخ سید

عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز و یکے

عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز، اور ایک

روح سلطانِ انوار، سِرّ السرمد حضرت پیر عبد الرزاق

روح سلطانِ انوار، سرّ السرمد حضرت پیر عبد الرزاق

فرزند حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرّہٗ العزیز و یکے

فرزند حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز اور ایک روح

روحِ سرّ ذات یاھو بندہ فقیر باھو (قدس اللہ سرہ العزیز)

بندہ فقیر باھو (قدس اللہ سرّہٗ العزیز) کی ہے

و دو روح دیگر اولیاء بحرمتِ یُمنِ ایشاں قیامِ

اور دو ارواح دیگر اولیاء اللہ کی ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں

دارین، تا آنکہ آں دو روح از آشیانۂ وحدت

آئے۔ انکی برکت اور حرمت سے دارین کو قیام اور بقا حاصل ہے۔ جب تک وہ دو روح

بر مظاہرِ کثرت نہ خواہند پرید قیامِ قیامت

وحدت کے گھونسلے سے نکل کر عالم کثرت کی فضا میں پرواز نہ کرلیں قیامت قائم

نخواہد شد، سراسر نظر ایشاں نورِ وحدت و

نہ ہوگی۔ سراسر ان کی نظر میں نورِ وحدت اور

کیمیائے عزت۔ بہر کس پرتوِ عنقائے ایشاں اُفتاد

کیمیائے عزت پنہاں ہے۔ جس شخص پر انکی نظرِ عنقا پڑجاتی ہے

نورِ مطلق ساختند، احتیاج بریاضت وِرد اوراد

اُسے مطلق نور بنا لیتے ہیں۔ طالبوں کو ریاضت اور ظاہری ورد اوراد

ظاہری طالباں را نہ پرداختند۔ بداں کہ فقیر

میں نہیں لگاتے بلکہ نظر اور توجہ سے طالب کی منزل طے کرا دیتے ہیں۔ جاننا چاہیے

نورِ مطلق مؤلف تالیف ایں کتاب مستطاب

کہ اس کتاب مستطاب کے مصنف اور اس تالیف شریف کے

پردہ ہا و حجب حجاب تمامی بر انداختہ عین العین

مؤلف یعنی یہ فقیر نورِ مطلق تمام غیر حجب حجاب اور پردوں کو

وحدت گشتہ۔ سبحان اللہ جسم ایں بندہ را

سامنے سے ہٹا کر عین العین وحدت بن گیا۔ سبحان اللہ، اس فقیر کا

پردۂ ضعیف حائل خود بخود درمیان ہزارہا

جسم ایک ضعیف پردے کی طرح درمیان میں حائل ہے بلکہ سب کچھ وہ ذات ہے جو

اسرارِ عجیبہ و لطیفہ ہائے غریبہ

خود بخود اپنے آپ میں ہزاروں اسرارِ عجیبہ اور لطیفہائے غریبہ

فرمودہ خود ناطق خود منطوق، خود کاتب و

ظاہر فرما رہا ہے۔ آپ ہی کلام کرنے والا اور آپ کلام ہے، آپ لکھنے

خود مکتوب، وخود دال وخود مدلول، اگر این را

والا اور آپ کتاب ہے۔ آپ دلالت کرنیوالا اور خود مدلول ہے اگر

آثارِ قدرتِ ربانی دانند بجا و اگر وحی

اس تحریر کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار جانیں تو بجا ہے اور اگر

منزل خوانند روا، معاذ اللہ، اگر این

اسے آسمانی وحی[1] سمجھیں تو بھی روا ہے۔ معاذ اللہ، اگر اس وثیقہ،

وثیقۂ لطیفہ را از زبان بندہ دانی الحق

لطیفہ کو بندہ کی زبان جانیں الحق۔

---

[1] اگرچہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے لیکن اس کے بجائے بطور نعم البدل اولیاء کرام کی طرف الہام اور باطنی اعلام کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اگر ولی واصل کہ از رجعت عالم روحانی و یا عالم

اگر کوئی ولی واصل جو کہ عالم روحانیت یا عالم قدس ہا شہود

قدس شہود از درجۂ خود افتادہ باشد۔

میں اپنے درجے سے گر گیا ہو اگر اس کتاب کو

اگر توسل باین کتاب مستطاب جوید آنزا مرشد لیست

وسیلہ بنائے تو اس کے لئے مرشد کامل ثابت ہوگی

کامل۔ اگر او توسل نہ گرفت اور اقسم و اگر ما اورا

اگر اس نے توسل نہ پکڑا تو اسے قسم ہے اور اگر ہم نے

نرسانیم ما را قسم۔ و اگر طالب یسلک سلوک معتصم

اُسے نہ پہنچایا ہمیں قسم ہے۔ اگر سلک سلوک کا طالب اسے

و متمسک شود بمجرد اعتصام عارف زندہ دل

پنجہ مار کر مضبوط پکڑے گا۔ محض اسکے دوام اعتصام اور مواظبت سے

و روشن ضمیر سازم۔ ابیات

عارف زندہ دل و روشن ضمیر بن جائیگا۔

ہر کہ طالب حق و من حاضرم ✣ از ابتداء تا انتہا یک دم برم

جو شخص حق کا طالب ہو میں اسکی رہبری کیلئے حاضر ہوں ابتدا سے لیکر انتہا تک ایک دم

میں پہنچادوں گا ✣

طالب بیا طالب بیا طالب بیا ٭ تا رسانم روزِ اوّل با خدا

اے طالب (دنیا)، آ، اے طالبِ (عقبیٰ) آ، اے طالب مولیٰ، آ، تاکہ پہلے ہی روز میں تجھے خدا سے ملا دوں۔

بداں کہ عارف کامل قادری بہر قدرت

جان لے۔ کہ عارف کامل قادری ہر قدرت پر قادر

قادر و بہر مقام حاضر، محو ھا ھُوَیّت مُطلق

اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے مصنف تصنیف ھاھویت مطلق

مُصنّف تصنیف میفرمایدؔ تا آنکہ از لطفِ ازلی سرفرازی

فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ جب مجھے لطفِ ازلی کی عین عنایت

عین عنائیت حق الحق حاصل شدہ و از حضور فائض

سے حقیقی طور پر سرفرازی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض

النور اکرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حکم ارشادِ خلق شدہ

النور اکرم مجلس نبوی صلعم سے خلق خدا کی تلقین وارشاد کا حکم

چہ مسلم وچہ کافر چہ بانصیب وچہ بے

ہو چکا ہے۔ اب میری نظر کیمیا اثر کے آگے کیا مسلم اور کیا کافر

نصیب، چہ زندہ وچہ مُردہ، بزبان گوہر فشاں

کیا بانصیب اور کیا بے نصیب اور کیا زندہ اور کیا مردہ سب برابر ہیں کیونکہ حضرت

مصطفٰے ثانی و مجتبٰے آخر زمانی فرمودہ

سرورِ کائنات صلعم نے مجھے اپنی زبان گوہر فشاں سے مصطفٰی ثانی اور مجتبٰی آخر زمانی کا لقب عطا فرمایا ہے ٭

ابیات

دستِ بیعت کرد مارا مصطفٰیؐ ٭ ولدِ خود خواند است مارا مجتبٰیؐ

مجھے دستِ بیعت خود حضرت محمد مصطفٰے صلعم نے فرمائی ہے اور حضرت مجتبٰےؑ نے مجھ کو اپنا فرزند بنایا ہے ٭

شُد اجازت باہُوؒ را از مصطفٰی ٭ خلق را تلقین بکن بہرِ از خدا

فقیر باہُوؒ کو حضرت محمد مصطفٰے صلعم کی طرف سے اس بات کا حکم ہُوا ہے کہ خلقت کو محض فی سبیل اللہ تلقین کرے۔

خاکِ پایم از حسینؓ واز حسنؓ ٭ معرفت گشت است بر من انجمن

میں حسنینؓ کا خاکِ پا ہوں اسلئے معرفت اور فقر مجھ پر ختم ہو گیا ہے۔

و بمنزلِ فقر از بارگاہِ کبریاء حکم شُد

اور فقر کے مقام میں بارگاہِ کبریاء سے مجھے خطاب ہُوا کہ

کہ تو عاشقِ مائی۔ ایں فقیر عرض نمود کہ عاجز را

تو ہمارا عاشق ہے۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ اس عاجز کو

توفیقِ عشقِ حضرتِ کبریا نیست۔ باز فرمود

حضرتِ کبریا کے عشق کی توفیق نہیں ہے۔ پھر حکم ہُوا

کہ تو معشوقِ مائی، باز این عاجز ساکت ماند۔

کہ تو ہمارا معشوق ہے۔ تب یہ عاجز خاموش ہو گیا۔

پرتوِ شعاعِ حضرتِ کبریا بندہ را ذرہ وار

اس وقت جناب حضرتِ کبریا کے شعاعِ انوار کے پرتو نے بندہ کو

در ابحارِ استغراق مستغرق ساخت و فرمود

ایک ذرّے کی طرح اپنے ابحارِ انوار میں غرق کر دیا اور فرمایا

تو عینِ ما ہستی و ما عینِ تو ہستم۔ در حقیقت

کہ تو ہماری عین ہے اور ہم تمہاری عین حقیقت میں

حقیقتِ مائی و در معرفت یارِ مائی و

تو ہماری حقیقت ہے اور معرفت میں ہمارا یار اور

در ھُو ضیر و رتِ سرّ یا ھُو ہستی۔

رفیق اور ھو کی بناوٹ میں ھُو کا سرّ ہے۔

(تمام شد)

اس رسالے کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ چاند کی پہلی جمعرات کی رات پڑھنا شروع کرے۔ پڑھنے سے پہلے دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ یعنی الحمد شریف کے بعد سورۂ اخلاص یعنی قل شریف سات دفعہ پڑھے بعدہٗ سلام پھیر کر اس کا ثواب حضرت محمد رسول اللہ صلعم و آپکے اصحاب کبار خصوصاً سات سلطان الفقراء کی ارواح مقدسہ کو بخشے بعدہٗ اول آخر سات دفعہ درود شریف پڑھ کر بیچ میں ایک دفعہ رسالہ روحی پڑھے۔ اسی طرح اسکو ہمیشہ جاری رکھے۔

مطبوعہ

پاکستان ٹائمز پریس لاہور

ملکیہ حافظ محمد شریف چشتی
نظامی محلہ نواباں بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسنادِ درود صلوٰۃ الکبریٰ

اب ہم درود شریف صلوٰۃ الکبریٰ جو حضرت قطب ربانی، غوث صمدانی، شہباز لامکانی سیدنا و سندنا حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے مرتب فرمایا ہے۔ یہاں پر شامل کتاب کرتے ہیں۔ اِس میں دُنیا کے بہترین، افضل ترین اور مقبول ترین درود حضرت غوث الاعظم قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبانِ حق ترجمان سے مترشح اور آپ کے قلم اعجاز رقم سے رقوم ہوئے ہیں۔ اس درود شریف کو ہم نے بارگاہِ حضرت رسالت مآب صلعم تک بہترین وسیلہ پایا ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کی رضامندی کا آسان ترین ذریعہ ہے۔ ویسے بھی درود شریف کے فضائل اظہر من الشمس

ہیں اور درود شریف کے بغیر کوئی دعا درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچ سکتی۔ درود شریف کے فضائل کے ثبوت کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ازلی ابدی اور قدیم زبان سے بمعہ اپنے تمام ملائکہ کے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ہمیشہ کے لئے دن رات درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اور تمام مومنین کو اس مبارک شغل میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ط

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالےٰ اور اُس کے فرشتے اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

ایک خاکی فانی مخلوق اور حادثِ انسان کے لئے اس سے زیادہ بہتر شرف کا اور کیا موقع ہو سکتا ہے کہ جس سے وہ اپنے خالق غیر مخلوق قدیم ذات کے ساتھ ہمدم اور ہمزبان ہو کر درود شریف کے مبارک شغل اور دور میں شامل رہے۔ اور اس کے مقابلے میں اللہ تعالےٰ اور اُس کے فرشتے اُس درود پڑھنے والے پر ایک درود کے بدلے دس دس درود وسلام اور رحمتیں نازل فرمائے پس اس سے زیادہ اور کوئی

سعادت مند، خوش قسمت اور با نصیب ہو سکتا ہے۔ اور جس پر اللہ تعالےٰ درود اور سلام بھیجے اور رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے۔ وَیُرْوٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَّالْبُشْرٰی تُرٰی فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اَنَّہٗ جَآءَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰی یَا مُحَمَّدُ صلعم اَنْ لَّا یُصَلِّیَ وَیُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔

ترجمہ : ایک حدیث میں مروی ہے کہ ایک روز حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کبار کی طرف تشریف لا رہے تھے، اور آپ کے چہرۂ مبارک سے خوشی اور انبساط کے آثار نمایاں تھے۔ ایسی حالت میں آپ نے صحابۂ کرام سے فرمایا۔ کہ آج میرے پاس جبرئیل علیہ السّلام نے آکر فرمایا کہ اے محمّد صلعم! اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ آیا اب بھی تم ہم سے راضی نہیں ہو کہ اگر تیری امت میں کوئی شخص ایک دفعہ آپ پر درود اور سلام بھیجے گا تو ہم اُس پر دس دفعہ درود اور سلام بھیجیں گے۔"

حدیث : وَقَالَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً

ترجمہ : حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک میری امت کے سب سے بہتر لوگ وہی ہیں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں۔

حدیث : وَقَالَ صلعم بِحَسْبِ لِلْمَرْءِ مِنَ الْبُخْلِ اَنْ اُذْکَرَ عِنْدَہٗ وَلَا یُصَلِّیَ عَلَیَّ۔

ترجمہ: "حضور نے فرمایا کہ اس شخص کے بخل کے ثبوت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جس شخص کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اَلْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ زَاھِدًا۔ "یعنی بخیل آدمی خدا کا دشمن ہے۔ خواہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو"۔ سو معلوم ہوا کہ درود شریف کے بغیر کوئی عمل، عبادت اور طاعت قبول نہیں۔ اور حضور نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا گویا وہ جنّت کا راستہ بھول گیا۔ اور حضور فرماتے ہیں۔ کہ حوضِ کوثر کے کنارے مجھ پر میری اُمت کے بعض لوگ پیش ہوں گے۔ جنہیں میں کثرتِ صلوٰۃ سے پہچانوں گا۔ حضرت سلیمان دارانی فرماتے ہیں۔ کہ جس دُعا کے اوّل اور آخر درود شریف پڑھا جائے۔ وہ کبھی ردّ نہیں ہوتی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز مجھ پر درود پڑھے گا۔ جب قیامت کے روز وہ شخص آئے گا تو اس درود کے بدلے اس کے ہمراہ ایسا نور ہوگا۔ کہ اگر وہ نور تمام مخلوقات پر تقسیم کیا جائے تو اس نور کی رحمت سب مخلوقات کو ڈھانپ لے گی۔ کیونکہ وہ درود اس صفت سے متصف ہوگا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اور حضور نے فرمایا۔ (اور کاتب الحروف نے آزمایا ہے) کہ جب کوئی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ درود ایک پیکرِ نور بن کر پڑھنے والے کے منہ سے دوڑ کر نکلتا ہے اور مشرق مغرب، شمال وجنوب میں، کیا خشکی اور کیا تری میں کوئی چیز

ایسی نہیں ہے جس پر وہ نہ گذرے اور ہر چیز اس نور کو پہچانتی ہے کہ یہ فلاں بن فلاں کا پڑھا ہوا درود ہے۔ اور ہر چیز اس پر رحمت اور آفرین بھیجتی ہے اور آخر میں وہ ایک پرندے کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس کے ستر ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار منہ ہوتے ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ اور وہ پرندہ ہر زبان کے ساتھ ستر ہزار لغتوں سے اللہ تعالےٰ کی تسبیح قیامت تک پڑھتا ہے۔ اور اس کا ثواب پڑھنے والے کے عمل نامے میں جمع ہوتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی بڑی بھاری مشکل پیش آتی تو ہمارے پاس اُس کے حل کرنے کا آخری اور کارگر حربہ درود شریف کا پڑھنا ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا روایات اور بیانات ایک سلیم العقل سعادت مند شخص کے لئے درود شریف کے فضائل میں کافی اور شافی ہیں ؎

دادیم ترا ز گنج مقصود خبر

اینست رہ و طریق شتاب و برو

اب بھی اگر کوئی کور چشم، حاسد بخیل جہنم کا راستہ اختیار کرے تو اس کی قسمت۔ یہ درود شریف صلوٰۃ الکبریٰ ہمیں اثناء قیام بغداد شریف میں حضور غوث پاک کے ایک پرانے قلمی نسخے سے سنہ ۱۳۱۳ھ میں حاصل ہُوا ہے۔ اس کے پڑھنے کی اجازت اور کلید بھی ہمیں حضرت غوث پاک قدس اللہ سرہٗ العزیز کے حضور سے حاصل ہوئی ہے

آج ہم اس گوہر بے بہاء کو ناظرین کے سامنے حسبتہً للہ پیش کرتے ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ طالب پہلے وضو کرکے دو رکعت نماز یوں ادا کرے کہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ لقد جاءکم رسول من انفسکم الخ وھو رب العرش العظیم تک اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اذا جاء نصر اللہ الخ ہر ایک تین تین دفعہ پڑھے۔ اور بعدہٗ سورہ یٰسین یا سورہ انا فتحنا یا سورہ ملک اور یا سورہ مزمل حسب مدعا ایک دفعہ پڑھ کر اس کا ثواب حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل واصحاب کو بخشے اور بعدہٗ ادب و تعظیم اور خشوع و خضوع اور حضور دل سے درود شریف مذکور پڑھے ✦

۷۸۶

صلوٰۃ الکبریٰ

لِلْقُطْبِ الرَّبَّانِی وَالْغَوْثِ الصَّمَدَانِی وَالْھَیْکَلِ
نُوْرَانِی صَاحِبِ الْاِشَارَاتِ فِی الْمَعَانِی السَّیِّدِ
شَیْخ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ
قَدَّسَ سِرَّہُ الْعَزِیْزُ وَنَوَّرَ ضَرِیْحَہٗ ؁

وِرْدُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا

تحقیق آیا تمہاری طرف ہمارا رسول تمہاری جنس کا کہ شاق ہے. اس پر تمہاری

عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

تکلیف اور تم پر ایمان کے بارے میں حریص ہے اور تم پر مہربان اور رحمدل ہے

اَعْبُدُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا ○ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

میں اپنے رب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اور اسکے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کرتا. اے اللہ

اَدْعُوْكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

میں تجھے تیرے تمام خوبصورت ناموں سے پکارتا ہوں۔ نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا

سُبْحَانَكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

تیرے لئے پاکی ہے کہ تو رحمت کرے۔ حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ پر

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ

جیسا کہ تو نے رحمت کیا حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر تحقیق

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

تو حمد اور بزرگی والا ہے اے اللہ رحمت بھیج نبی امی حضرت محمدؐ پر

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى

اور اس کے آل و اصحاب پر۔ اور ان پر سلام اور سلامتی نازل فرما۔ اور رحمت بھیجے

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ صَلٰوةً هُوَ اَهْلُهَا ۝

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار حضرت محمدؐ اور اسکی آل پر ایسی رحمت جس کے وہ مستحق اور حقدار ہیں

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰى

اے اللہ اے رب محمدؐ کے و آل محمدؐ کے رحمت بھیج

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ

حضرت محمد اور آل محمد پر اور ایسی جزا عطا کر حضرت محمد کو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ ۝ اَللّٰهُمَّ رَبَّ

جس کے وہ اہل اور حقدار ہوں اے اللہ

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ

سات آسمانوں اور زمین کے مالک اور اے عرش

الْعَظِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمُنْزِلَ التَّوْرٰىةِ

عظیم کے مالک اے رب ہمارے اور ہر شے کے رب اور اے توریت

وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ الْعَظِيْمِ ○ اَللّٰهُمَّ

انجیل زبور اور فرقان عظیم کے اتارنے والے اے اللہ

اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ

تو وہ اول ہے کہ تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا اور تو ایسا آخر ہے

فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ

کہ تیرے بعد کچھ نہ ہوگا اور تو وہ ظاہر ہے کہ تیرے اوپر کچھ نہیں

شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ ○ فَلَكَ

ہے اور تو ایسا باطن ہے کہ تیرے سوا کچھ نہیں ہے پس تیرے لئے

الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ

ہے سب تعریف نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا تو پاک ہے میں ظالموں میں

الظّٰلِمِيْنَ ○ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ

سے ہوں جو اللہ چاہے ہوا کرتا ہے اور جو وہ نہ چاہے

يَكُنْ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

نہیں ہوتا اللہ کے سوا کسی کو طاقت نہیں ہے اے اللہ اپنے

مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ صَلٰوةً

بندے اور اپنے رسول اور نبی پر ایسی رحمت بھیج

مُبَارَكَةً طَيِّبَةً كَمَا اَمَرْتَ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

جو نہایت مبارک اور پاکیزہ ہو اور جس طرح تو نے ہم کو امر کیا ہے کہ ہم

وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى

ان پر صلوٰت اور سلام بھیجیں اے اللہ اس قدر درود بھیج حضرت محمد پر یہاں تک

لَا يَبْقٰى مِنْ صَلٰوتِكَ شَيْءٌ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰى

کہ تیرے درود میں سے کچھ باقی نہ رہے اور اس قدر رحمتیں نازل فرما حضرت محمد پر کہ

لَا یَبْقٰی مِنْ رَّحْمَتِكَ شَیْءٌ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

تیری رحمتوں میں سے کچھ باقی نہ رہے اور اس قدر برکتیں نازل فرما حضرت محمد پر

حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ بَرَكَاتِكَ شَیْءٌ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

کہ تیری برکتوں میں سے کچھ باقی نہ رہے اے اللہ صلوٰۃ

وَسَلِّمْ وَاَفْلِحْ وَاَنْجِحْ وَاَتِمَّ وَاَصْلِحْ وَاَرْبِحْ

اور سلام بھیج اور اسے چھٹکارا دینے اور نجات دیئے اور مکمل کرنے اور اصلاح کرنے

وَاَوْفِ وَاَرْجِحْ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَاَجْزَلَ الْمِنَنِ

اور نفع مند کرنے اور پورا کرنے و ترجیح پانے والا بنا سب سے افضل اور بڑی شان

وَالتَّحِیَّاتِ عَلٰی عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِیِّكَ

اور احسان اور تحفہ والا درود بھیج اپنے بندے اور رسول اور نبی ہمارے

مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ هُوَ فَلَقُ

سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر وہ جو آفتاب وحدانیت کے

صُبْحِ اَنْوَارِ الْوَحْدَانِیَّةِ وَطَلْعَةِ شَمْسِ الْاَسْرَارِ

صبح دمیدہ ہیں۔ اور آفتاب ذات کے انوار اسرار کے

الرَّبَّانِیَّةِ ○ وَبَهْجَةِ قَمَرِ الْحَقَائِقِ الصَّمَدَانِیَّةِ ○

محل طلوع ہیں اور اس ذات بے نیاز کی ماہ حقائق کی دلکشا چاند کی روشنی ہیں

وَعَرْشِ حَضْرَةِ الْحَضَرَاتِ الرَّحْمَانِیَّةِ ○ نُوْرُ كُلِّ

اور حضرت ذات رحمٰن کی بارگاہ کے تخت ہیں جو ہر رسول

رَسُوْلٍ وَسَنَاهُ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ○ اِنَّكَ

کے نور اور اس کی روشنی ہیں۔ بمصداق آیت قرآن یٰس اور حکمت والے قرآن

لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ سِرِّ

کی قسم ہے کہ تو بیشک رسولوں میں سے ہے اور سیدھے راستے پر قائم ہے۔ کل بھید

كُلِّ نَبِيٍّ وَّهُدَاهُ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○

ہر نبی کا بھید اور اس کا راہنما ہے یہ اس غلبے اور علم والے اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے

وَجَوْهَرُ كُلِّ وَلِيٍّ وَّضِيَاهُ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ

اور تو ہر ولی کا جوہر اور اس کی روشنی ہے بقول قرآن - تو رب رحیم

رَّحِيْمٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ

کی طرف سے سلامتی کا پیغام ہے ۔ اے اللہ درود بھیج نبی

الْاُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَيْشِيِّ الْهَاشِمِيِّ الْاَبْطَحِيِّ

امی عربی قریشی ہاشمی ابطحی

التِّهَامِيِّ الْمَكِّيِّ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْكَرَامَةِ ○

تہامی مکی کی ذات پر جو صاحب تاج اور کرامت ہے ۔

صَاحِبِ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ ○ صَاحِبِ السَّرَايَا وَالْعَطَايَا

اور صاحب خیر اور برکت ہے صاحب سیف اور عطا اور صاحب

وَالْغَزْوِ وَالْجِهَادِ وَالْمَغْنَمِ وَالْمَقْسَمِ ○ صَاحِبِ

غزا اور جہاد ہے اور مالک اور قاسم مال غنیمت بھی صاحب

الْاٰيَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ وَالْعَلَامَاتِ الْبَاهِرَاتِ ○

آیات اور معجزات اور مالک آیات بنیات ہیں ۔

صَاحِبِ الْحَجِّ وَالْحَلْقِ وَالتَّلْبِيَةِ ○ صَاحِبِ الصَّفَا

صاحب حج اور حلق راس اور تلبیہ ہیں صاحب سعی صفا

وَالْمَرْوَةِ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْمَقَامِ وَالْقِبْلَةِ وَ

اور مروہ اور صاحب مشعر الحرام اور مقام ابراہیم ہیں اور صاحب قبلہ اور

الْمِحْرَابِ وَالْمِنْبَرِ ○ صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ

محراب اور منبر ہیں صاحب مقام محمود

وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَالشَّفَاعَةِ وَالسُّجُوْدِ لِلرَّبِّ

اور حوض کوثر اور صاحب شفاعت اور صاحب سجود پیش رب

الْمَعْبُوْدِ ○ صَاحِبِ رَمْيِ الْجَمَرَاتِ وَالْوُقُوْفِ ○

معبود ہیں شیطانوں کو کنکریاں مارنے والے اور عرفات پر

بِعَرَفَاتٍ صَاحِبِ الْعَلَمِ الطَّوِيْلِ وَالْكَلَامِ

وقوف فرمانے والے اور اونچے اور بلند جھنڈے والے اور

الْجَلِيْلِ ○ صَاحِبِ كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَالصِّدْقِ

جلیل کلام والے ہیں صاحب کلمۂ اخلاص صدق اور تصدیق

وَالتَّصْدِيْقِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا

پیدا کرنیوالے کلام کے ہیں۔ اے اللہ! درود اور سلام بھیج ہمارے سردار

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً

محمد پر اور ہمارے سردار حضرت محمد کی آل پر ایسا درود جس کی

تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْمِحَنِ وَالْاِحَنِ وَالْاَهْوَالِ

برکت سے تو ہم کو نجات دیوے جملہ دکھوں اور آفتوں اور بلاؤں سے

وَالْبَلِيَّاتِ وَتُسَلِّمُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْفِتَنِ وَ

اور سلامت رکھے ہم کو تمام فتنوں بیماریوں، آفتوں اور سختیوں سے اور

الْاَسْقَامِ وَالْاٰفَاتِ وَالْعَاهَاتِ ○ وَتُطَهِّرُنَا

پاک کرے ہم کو تمام عیبوں اور برائیوں سے اور جس کے طفیل

بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الذُّنُوْبَاتِ وَتَمْحُوْبِهَا عَنَّا الْخَطِيْئَاتِ ○

تو بخش دے ہم کو سارے گناہ اور جس سے مٹادے ہمارے کل خطائیں

وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ مَا نَطْلُبُهُ مِنَ الْحَاجَاتِ ○

اور پورا کرے اس سے تو ہمارے جملہ حاجتیں جو ہم تجھ سے طلب کریں۔

وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا

اور بلند کرے تو اس سے ہمارے اعلیٰ درجات اور پہنچائے تو

بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ

اس سے ہمیں تا انتہائے مقامات اور از روئے جملہ خیرات

فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ يَا

زندگی کے اندر اور بعد ممات یا رب یا اللہ یا

مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ ٥ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

مجیب الدعوات اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ

اَنْ تَجْعَلَ لِيْ فِيْ مُدَّةِ حَيَاتِيْ وَبَعْدَ مَمَاتِيْ

یہ کہ تو بنا میرے لئے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد میرے

اَضْعَافَ اَضْعَافِ ذٰلِكَ اَلْفَ صَلٰوةٍ وَّسَلَامٍ

اس درود وسلام کو اس سے ہزار ہا ہزار

مَضْرُوْبِيْنَ فِيْ مِثْلِ ذٰلِكَ ٥ وَاَمْثَالَ

گنا بڑھا کر اسی طرح پڑھے اور دہرائے جاتے ہوئے اور اسی کے مثل

اَمْثَالِ ذٰلِكَ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ مُحَمَّدِ

اپنے بندے اور نبی محمد

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ

نبی امی اور رسول عربی پر اور اس کی آل

اَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ

اصحاب اولاد بی بیوں اس کی نسل اہل

بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَ

بیت خویشوں مددگاروں رشتہ داروں

وَمَوَالِيْهِ وَخُدَّامِهٖ وَحُجَّابِهٖ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ

تابعین غلاموں خادموں اور دربانوں پر ہو - اے اللہ بنا

كُلَّ صَلَاتِيْ مِنْ كُلِّ ذٰلِكَ تَفُوْقُ وَتَفْضُلُ

ہمارے ہر اس درود کو فائق تر اور افضل تر

صَلَاةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ

تمام اہل آسمان

وَاَهْلِ الْاَرَضِيْنَ اَجْمَعِيْنَ ۝ كَفَضْلِهِ الَّذِيْ

اور اہل زمین کے درود پڑھنے والوں سے جیسا کہ تو نے

فَضَّلْتَهٗ عَلٰى كَافَّةِ خَلْقِكَ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ ۝

آنحضرت صلعم کو فضیلت بخشی ہے اپنی تمام مخلوقات پر - اے تمام کریموں اور سخیوں سے

وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ

زیادہ کرم کرنے والے - اور تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم والے - اے رب ہمارے ہمسے یہ دعا قبول فرما

اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ

بیشک تو ہماری فریاد سننے اور جاننے والا ہے اور ہم سے درگذر فرما کیونکہ تو

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

معاف کرنے والا اور رحم والا ہے ۔

وِرْدُ يَوْمِ السَّبْتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ

اے اللہ درود، سلام اور تکریم بھیج ہمارے سردار اور

مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

ہمارے مولیٰ محمد اپنے بندے رسول اور نبی پر جو نبی امی

السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ حَاءِ الرَّحْمَةِ

سردار کامل اور فاتح خاتم ہے جس کے نام مبارک کی حاء رحمت

وَمِيْمِ الْمُلْكِ وَدَالِ الدَّوَامِ بَحْرِ اَنْوَارِكَ

میم ملک اور دال دوام پر دلالت کرتے ہیں جو تیرے انوار کا

وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرُوْسِ

سمندر اور تیرے اسرار کا معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری مملکت کی دلہن

مَمْلَكَتِكَ وَعَيْنِ اَعْيَانِ خَلِيْقَتِكَ وَصَفِيِّكَ

اور تیری مخلوق کی آنکھوں کا تارہ ہے ۔ تیرا ایسا صاف اور پاک کیا ہوا ہے ۔

السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهُ الرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِيْنَ

کہ اس کا نور تمام مخلوقات سے سابق آیا ہے ۔ اور اس کے ظہور کو تمام جہانوں کے

ظُهُوْرُهُ الْمُصْطَفٰى ○ الْمُجْتَبٰى الْمُنْتَقٰى الْمُرْتَضٰى

واسطے باعث رحمت بنایا ہے ۔ تیرا برگزیدہ مقبول پاک اور صاحب رضا ہے

عَيْنِ الْعِنَايَةِ ○ وَزَيْنِ الْقِيٰمَةِ وَكَنْزِ الْهِدَايَةِ

جو عنایت کا سرچشمہ قیامت کی زینت اور ہدایت کا خزانہ ہے

وَاِمَامِ الْحَضْرَةِ وَاَمِيْنِ الْمَمْلَكَةِ وَطِرَازِ

جو اہل درگاہ کا پیشوا اور تیری مملکت کا امانت دار اور تیری

الْحُلَّةِ وَكَنْزِ الْحَقِيْقَةِ وَشَمْسِ الشَّرِيْعَةِ

خلعت کا نقش تیرے حقائق کا خزانہ ہے ۔ جو تیری شریعت کا آفتاب

وَكَاشِفِ دَيَاجِ الظُّلْمَةِ ○ وَنَاصِرِ الْمِلَّةِ

ظلمت کی اندھیری راتوں کا روشن کرنے والا امت کا مددگار

وَنَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَشَفِیْعِ الْاُمَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ○

رحمتوں والا نبی اور قیامت کے روز اپنی امت کا شفاعت کرنے والا

یَوْمَ تَخْشَعُ الْاَصْوَاتُ وَتَشْخَصُ الْاَبْصَارُ ○

کہ جس روز خوف کے مارے آوازیں پست اور آنکھیں خیرہ ہوں گی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ

اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو نور

الْاَبْلَجِ وَالْبَھَاءِ الْاَبْھَجِ نَامُوْسِ تَوْرٰتِہٖ

روشن اور ضیاء تاباں ہے جو موسیٰ کی تورات کا ناموس اکبر

مُوْسٰی وَقَامُوْسِ الْاِنْجِیْلِ عِیْسٰی صَلَوٰتُ

اور عیسیٰ کے انجیل کا قاموس اعظم ہے

اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ○

اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام ہو آپ پر اور جملہ انبیاء پر

طِلَسْمِ فَلَکِ الْاَطْلَسِ فِیْ بُطُوْنِ کُنْتُ کَنْزًا

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کریں تھا مخفی خزانہ

مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ طَاؤُسُ الْمُلْکِ

پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں کے بطون میں حضور فلک الاطلس کے

الْمُقَدَّسِ فِیْ ظُھُوْرِ فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَتَعَرَّفْتُ

طلسم ہیں اور فرمان میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق کو پیدا کیا پس مجھ سے

اِلَیْھِمْ فَبِیْ عَرَفُوْنِیْ ○ قُرَّۃُ عَیْنِ الْیَقِیْنِ مِرْاٰتُ

انہوں نے مجھے پہچانا کے ظہور میں حضور ملک مقدس کے طاؤس خوشنما ہیں۔ آپ یقین کی آنکھ

اُولِی الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلٰی شُھُوْدِ الْمَلِکِ

کی ٹھنڈک ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ بادشاہ حقیقی ظاہر کے شہود (دیکھنے) کو تمام اولوالعزم

الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ○ نُوْرِ اَنْوَارِ اَبْصَارِ بَصَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ

پیغمبروں کے لئے آئینہ حق نما سے ہیں اور تمام محرم اور معظم انبیاء کے آنکھوں کی بصارت کے جلوہ

الْمُكْرَمِيْنَ ○ وَمَحَلِّ نَظْرِكَ وَسَعَةِ رَحْمَتِكَ

انوار کا ایک جامع نور ہیں ۔ اے اللہ! وہ جو تیرے خلائق اولین اور آخرین میں سے تیری رحمت

مِنَ الْعَوَالِمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ

کا وسیع میدان اور تیری نگاہ کرم کا محل ہیں اللہ تعالیٰ کا درود ہو

عَلَيْهِ وَعَلٰى اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ ○

آپ پر اور آپ کے جملہ انبیا اور مرسلین بھائیوں پر

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ ○

اور آپ کے تمام پاک اور صاف آل اور اصحاب پر ہو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاَتْحِفْ وَاَنْعِمْ وَامْنَحْ وَ

اے اللہ بھیج درود سلام تحفے انعام مہربانیاں ..

اَكْرِمْ وَاَجْزِلْ وَاَعْظِمْ اَفْضَلَ صَلَوٰتِكَ

بخششیں بڑے بھاری اور ایسے افضل اور مکمل درود

وَاَوْفٰى سَلَامِكَ صَلَاةً وَّسَلَامًا يَّتَنَزَّلَانِ

اور سلام حضور پر بھیج جو تیری باطنی ذات کی

مِنْ اُفُقِ كُنْهِ بَاطِنِ الذَّاتِ اِلٰى فَلَكِ سَمَاءِ

کنہ سے طالع ہو کر اسماء اور صفات

مَظَاهِرِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَتَرْتَقِيَانِ عِنْدَ

کے مظاہر میں نمودار ہوں اور جو

سِدْرَةِ مُنْتَهَى الْعَارِفِيْنَ اِلٰى مَرْكَزِ جَلَالِ

سدرۃ المنتہٰی کے پاس تیرے نور مبین کے جلال

النُّوْرِ الْمُبِيْنِ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ

کی طرف چڑھنے والے ہوں ر ہمارے سردار مولے محمد کی ذات پر جو

عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ عِلْمِ يَقِيْنِ الْعُلَمَاۗءِ

جو تیرا بندہ اور نبی اور رسول ہے اور تیرے علماء

الرَّبَّانِيِّيْنَ وَعَيْنِ الْيَقِيْنِ لِلْخُلَفَاۗءِ الرَّاشِدِيْنَ ○

ربانیین کا ذریعہ علم یقین ہے اور تیرے خلفاء راشدین کا وسیلہ عین الیقین ہے

وَحَقِّ يَقِيْنِ الْاَنْبِيَاۗءِ الْمُكَرَّمِيْنَ ○ الَّذِيْ تَاهَتْ

اور تیرے معزز انبیاء کا واسطہ حق الیقین ہے وہ ذات

فِيْ اَنْوَارِ جَلَالِهٖ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

جن کے جلال کے سامنے اولوا العزم مرسلین

وَتَحَيَّرَتْ فِيْ دَرْكِ حَقَاۗئِقِهٖ عُظَمَاۗءُ الْمَلٰۗئِكَةِ

ششدر ہیں اور جن کے حقائق کے ادراک میں جلیل القدر فرشتے

الْمُهَيَّمِيْنَ ○ الْمُنَزَّلِ عَلَيْهِ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ

حیران ہیں اور جن پر فصیح عربی زبان کے اندر قرآن عظیم میں

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى

یہ نازل فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالے نے بڑا احسان فرمایا ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

مومنین پر جبکہ بھیجا ان کے درمیان رسول ان کی جنس کا جوان پر

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں سکھاتا ہے کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

اور حکمت درآں حالیکہ وہ اس سے پہلے تھے صریح گمراہی میں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلَاةَ ذَاتِكَ عَلٰى حَضْرَةِ صِفَاتِكَ

اے اللہ! اپنا درود ذاتی بھیج اپنے نبی جامع جمیع

اَلْجَامِعِ لِكُلِّ الْكَمَالِ ○ اَلْمُتَّصِفِ بِصِفَاتِ

صفات پر جو تمام کمالات کا مجموعہ ہیں.

الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ ○ مَنْ تَنَزَّهَ مِنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ فِي

اور جو تیرے صفات جلال اور جمال سے متصف ہے جو تمام مخلوق میں بمثل / بے مثال

الْمِثَالِ يَنْبُوْعِ مَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ ○ وَحِيْطَةِ

اور منزہ ہے اور جو منبع کل معارف ربانیہ ہیں اور محیط

الْاَسْرَارِ الْاِلٰهِيَّةِ ○ غَايَةِ الْمُنْتَهَى السَّائِلِيْنَ ○

جمیع اسرار الہیہ اور جو تمام سالکین کے منتہے مقصود ہیں

وَدَلِيْلُ كُلِّ حَائِرٍ مِّنَ السَّالِكِيْنَ ○ مُحَمَّدٍ

اور جملہ حیرت زدہ سالکین کے راہنما ہیں اور جو ذات اور صفات

الْمَحْمُوْدِ بِالْاَوْصَافِ وَالذَّاتِ ○ وَاَحْمَدَ مَنْ

کے لحاظ سے محمد اور محمود اور جملہ اولین و آخرین کے درمیان احمد یعنی برتر

مَضٰى وَمَنْ هُوَ اٰتٍ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا ○ بِدَايَةِ

و ستودہ تر ہیں اور ان پر ایسے سلام بھیج جن کی ابتداء

الْاَزَلِ وَغَايَةِ الْاَبَدِ حَتّٰى لَا يَحْصُرُهٗ عَدَدٌ وَّلَا

ازل اور انتہا ابد ہو حتیٰ کہ نہ اس کا حساب ہو اور نہ

يَنْتَهِيْهِ مَدَدٌ ○ وَارْضَ عَنْ تَابِعِيْهِ فِي الشَّرِيْعَةِ

اس کا شمار ہو سکے. اور اے اللہ تو راضی ہو ان کے تمام اصحاب و علماء

وَالطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ مِنَ الْاَصْحَابِ وَالْعُلَمَاءِ

اور اہل طریقت سے جو ہر دو شریعت اور طریقت میں ان کی

وَاَهْلِ الطَّرِيْقَةِ وَاجْعَلْنَا يَا مَوْلٰنَا مِنْهُمْ

متابعت کرنے والے ہیں اور اے مولیٰ ہمیں بھی ان میں

حقیقۃ امین

کرلے۔

وِرْدُ يَوْمِ الْاَحَدِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ فَتْحِ اَبْوَابِ

اے اللہ! درود اور سلام بھیج محمد پر جو تیری بارگاہ کے دروازوں کا کھولنے

حَضْرَتِكَ وَعَيْنِ عِنَايَتِكَ بِخَلْقِكَ وَرَسُوْلِكَ

والا ہے۔ اور تیری مخلوق کے لیے عنایت اور رحمت کی آنکھ ہے اور

اِلٰى جِنِّكَ وَاِنْسِكَ وَوَحْدَانِيِّ الذَّاتِ الْمُنَزَّلِ

تمام عالم جن و انس کی طرف تیرے رسول ہیں۔ جو ذات کے لحاظ سے بے مثل اور منفرد

عَلَيْهِ الْاٰيَاتُ الْوَاضِحَاتُ مُقِيْلِ الْعَثَرَاتِ

واحد ہیں۔ جن پر تیرے کھلم کھلا آیات نازل ہوئے۔ جو لغزشوں کے معاف کرنے والے ہیں

وَسَيِّدِ السَّادَاتِ الْاٰمِرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهِيْ

اور سرداروں کے سردار ہیں۔ اور امر کرنے والے ہیں اچھے کاموں کے اور منع کرنے

عَنِ الْمُنْكَرَاتِ مَاحِي الشِّرْكِ وَالضَّلَالَاتِ

والے ہیں برائیوں سے جو شرک اور گمراہیوں کو اپنی تیز تلواروں سے

بِالسُّيُوْفِ الصَّارِمَاتِ الشَّامِلِ مِنْ شَرَابِ

مٹانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مشاہدوں کی شراب پینے والے

الْمُشَاهِدَاتِ الْمُسْتَقِى مِنْ أَسْرَارِ الْقُدْسِيَّاتِ الْعَالِمِ

اور عالم قدس کے اسرار کو نوش فرمانے والے ہیں اور جو

بِالْمَاضِي وَالْمُسْتَقْبِلَاتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ماضی اور مستقبل کے حالات جاننے والے ہیں۔ یعنی ہمارے سردار محمد

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرِ الْبَرِيَّاتِ مَادَامَتِ الْأَرْضُ وَ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو بہترین خلائق ہیں جب تک زمین اور

السَّمٰوٰتُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مَنْ لَّهُ

آسمان قائم ہیں اے اللہ درود اور سلام بھیج اس ذات پر جس کے

الْأَخْلَاقُ الرَّضِيَّةُ ۝ وَالْأَوْصَافُ الْمَرْضِيَّةُ

ہیں اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ

وَالْأَقْوَالُ الشَّرْعِيَّةُ وَالْأَحْوَالُ الْحَقِيقِيَّةُ وَ

اور اقوال شرعیہ اور احوال حقیقیہ اور

الْعِنَايَاتُ الْأَزَلِيَّةُ وَالسَّعَادَاتُ الْأَبَدِيَّةُ ۝

عنایات ازلیہ اور سعادات ابدیہ

وَالْفُتُوحَاتُ الْمَكِّيَّةُ وَالظُّهُورَاتُ الْمَدَنِيَّةُ

اور جن کے ہیں فتوحات مکیہ اور ظہورات مدینہ اور

وَسِرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ وَشَفِيعُنَا يَوْمَ بَعْثِنَا الْمُسْتَغْفِرُ

جو ہیں تمام لوگوں کے بھید اور جو شفیع ہیں ہمارے قیامت کے دن اور

لَنَا اِلٰى رَبِّنَا الدَّاعِي اِلَيْكَ وَالْمُقْتَدٰى بِهٖ

رب تعالے کی بارگاہ سے ہمارے لئے مغفرت مانگنے والے ہیں وہ تیری طرف بلانے

لِمَنْ اَرَادَ الْوُصُوْلَ اِلَيْكَ وَالْاَنِيْسُ بِكَ

والے ہیں اور ہر اس شخص کے پیشوا اور مقتدا ہیں جو تیرے وصال کا ارادہ رکھتا ہے

وَالْمُسْتَوْحِشُ عَنْ غَيْرِكَ ○ حَتّٰى تَمَتَّعَ مِنْ

جو تیری ذات سے مانوس اور تیرے غیر سے متنفر ہیں - حتیٰ کہ تیرے ذاتی

نُوْرِ ذَاتِكَ ○ وَرَجَعَ بِكَ وَلَا بِغَيْرِكَ وَشَهِدَ

نور سے متمتع ہوئے - اور تیرے نور کے ساتھ رجوع (واپس) ہوئے اور تیرے غیر کے

وَحْدَتَكَ فِيْ كَثْرَتِكَ وَقُلْتَ لَهٗ بِلِسَانِ

ساتھ - اور جس نے تیری وحدت کا مشاہدہ کیا - عالم کثرت میں - اور تُو نے اُسے زبان

حَالِكَ وَقَوَّيْتَهٗ بِكَلَامِكَ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ

حال سے خطاب کیا اور تو نے اُن کی اپنے کلام اور اپنے کمال سے یہ کہہ کر تقویت فرمائی

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ الذَّاكِرِ لَكَ

کہ قائم رہو اس پر جس کا تجھے امر ہوا اور کنارہ کرو مشرکوں سے اور جو تجھے یاد کرنے والے

فِيْ لَيْلِكَ وَالصَّآئِمِ لَكَ فِيْ نَهَارِكَ ○

ہیں رات کو اور تیرے لئے روزہ دار ہیں دن کو

الْمَعْرُوْفِ مَعَ مَلٰٓئِكَتِكَ اِنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِكَ ○

اور تیرے فرشتوں کے اندر خیر خلائق سے مشہور ہیں

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِالْحَرْفِ الْجَامِعِ

اے اللہ ہم تیری طرف وہ حرف جامع وسیلہ گردانتے ہیں -

لِمَعَانِيْ كَمَالِكَ نَسْئَلُكَ اِيَّاكَ بِكَ اَنْ

جو تیرے کمال معانی کا حامل ہے اور خاص تجھ ہی سے سوال کرتے ہیں -

تُرِيَنَا وَجْهَ نَبِيِّنَا وَاَنْ تَمْحُوَ عَنَّا وُجُوْدَ

تیرے ساتھ کہ دکھا ہمیں اپنے نبی کا چہرہ مبارک اور مٹا ہم سے گناہوں

ذُنُوْبِنَا بِمُشَاهَدَةِ جَمَالِكَ وَتُغَيِّبَنَا

کا وجود اپنے جمال کے مشاہدے سے اور ہمیں اپنے انوار کے سمندر میں

فِیْ بِحَارِ اَنْوَارِكَ مَعْصُوْمِیْنَ مِنَ الشَّوَاغِلِ

اس طرح گم کردے کہ ہم تمام دینوی مشاغل سے

الدُّنْیَوِیَّةِ رَاغِبِیْنَ اِلَیْكَ غَآئِبِیْنَ بِكَ

پاک ہو جائیں تیری طرف رغبت کرنے والے اور تجھ میں گم ہونے والے بن جائیں

یَا هُوَ یَا اَللّٰهُ یَا هُوَ یَا اَللّٰهُ ○ یَا هُوَ یَا اَللّٰهُ ○

یا ہُو یا اللہ یا ہُو یا اللہ یا ہُو یا اللہ

لَآ اِلٰهَ غَیْرُكَ وَاَسْقِنَا مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِكَ ○

نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوائے ہمیں اپنی شراب محبت پلادے

وَاَغْمِسْنَا فِیْ بِحَارِ اَحَدِیَّتِكَ حَتّٰی نَرْتَعَ

اور اپنی احدیت کے سمندر میں ہمیں غرق کردے

فِیْ بُحْبُوْحَةِ حَضْرَتِكَ ○ وَتَقْطَعَ عَنَّا اَوْهَامَ

تاکہ تیرے حضور کی وادیوں میں گھومیں اور اپنے

خَلِیْقَتِكَ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ وَنَوِّرْنَا بِنُوْرِ

فضل اور رحمت سے ہم سے اپنی خلقت کے واہمات بالکل دور کردے

طَاعَتِكَ ○ وَاهْدِنَا وَلَا تُضِلَّنَا ○ وَبَصِّرْنَا

اور ہمیں اپنی اطاعت کے نور سے منور کردے اور ہمیں ہدایت فرما اور گمراہ نہ کر اور غیر کی

بِعُیُوْبِنَا عَنْ عُیُوْبِ غَیْرِنَا بِحُرْمَةِ نَبِیِّنَا

عیوب کی نسبت ہمیں اپنے عیوب کا نگران کر ہمارے نبی

وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اور سردار محمد کے طفیل اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام ہو

وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِیْحِ الْوُجُوْدِ

ان پر اور ان کے آل پر اور ان کے اصحاب پر جو عالم وجود کے روشن چراغ

وَاَهْلِ الشُّهُوْدِ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝ نَسْئَلُكَ

ہیں اور اہل شہود ہیں اے ارحم الراحمین ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں

اَنْ تُلْحِقَنَا بِهِمْ وَتَمْنَحَنَا حُبَّهُمْ يَا اَللّٰهُ

کہ ہمیں ان سے ملا دے اور ان کی محبت ہمیں عطا کر دے یا اللہ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝

یا حی یا قیوم یا ذا الجلال والاکرام

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اے رب ہمارے! ہماری دعا قبول فرما۔ تحقیق تو سننے والا اور دانا ہے۔

وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

اور ہم سے درگزر فرما تحقیق تو بڑا درگزر کرنے والا اور رحم والا ہے

وَهَبْ لَنَا مَعْرِفَةً نَافِعَةً اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ

اور ہمیں معرفت نافع عنایت فرما تحقیق تو ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يَا رَحْمٰنُ

قادر ہے اے رب العالمین اے رحمن

يَا رَحِيْمُ ۝ نَسْئَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنَا رُؤْيَةَ

اے رحیم ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ دکھا ہمیں اپنے

وَجْهِ نَبِيِّكَ فِيْ مَنَامِنَا وَيَقْظَتِنَا ۝

نبی کا دیدار خواب کے اندر اور بیداری کی حالت میں

وَاَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلَيْهِ صَلٰوةً دَائِمَةً

اور ایسا درود وسلام بھیج ان پر جو قیامت تک قائم دائم رہے

اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَاَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى خَيْرِنَا ۝

اور کہ درود بھیج ہمارے بہترین ذات پر

وِرد یوم الاثنین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلٰوتِكَ اَبَدًا وَّ

اے اللہ بھیج بہترین درود ہمیشہ کے لئے اور

اَنْمٰی بَرَکَاتِكَ سَرْمَدًا وَّاَزْکٰی تَحِیَّاتِكَ

بڑھنے والی برکتیں نازل فرما ابدی طور پر اور بےحد پاک سلام ہوں

فَضْلًا وَّعَدَدًا ○ عَلٰی اَشْرَفِ الْحَقَائِقِ

کے کھنے شمار اس ذات پر جو

الْاِنْسَانِیَّۃِ وَالْجَانِیَّۃِ ○ وَمَجْمَعِ الدَّقَائِقِ

انسانیت اور جنیت کے حقائق میں سے زیادہ شریف ترین ذات ہیں

الْاِیْمَانِیَّۃِ ○ وَطُوْرِ التَّجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّۃِ ○

اور ایمانی باریکیوں کے مجمع ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کے تجلیوں

وَمَھْبِطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِیَّۃِ وَوَاسِطَۃِ عِقْدِ

کے طور ہیں اور رحمانیت کے اسرار کے جائے نزول ہیں جو تمام

النَّبِیِّیْنَ وَمُقَدَّمَۃِ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْنَ ○

انبیا کے عقد میثاق کا ذریعہ ہیں اور تمام مرسلین کے فوج

وَقَائِدِ رَکْبِ الْاَوْلِیَاءِ وَالصِّدِّیْقِیْنَ ○

کے سپہ سالار ہیں اور جملہ اولیا اور صدیقین کے رسالے کے سردار

وَاَفْضَلِ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ حَامِلِ لِوَاءِ

ہیں اور تمام مخلوق میں سے افضل ہیں جو شفاعت کے اعلیٰ عزت کا جھنڈا

الْعِزِّ الْاَعْلٰی ○ وَمَالِكِ اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی ○

اٹھانے والے ہیں اور جو روشن بزرگی کے زمام کے مالک ہیں ، جو

شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ ○ وَمُشَاهِدِ اَنْوَارِ

روز ازل کے اسرار دیکھنے والے اور سوابق اول کے انوار کے مشاہدہ

سَوَابِقِ الْاُوَلِ ۵ وَتَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ

کرنے والے ہیں اور جو زبان قدیم کے

وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ ○ مَظْهَرِ

ترجمان اور علم حلم اور حکمت کے منبع ہیں

سِرِّ الْجُوْدِ الْجُزْئِيِّ وَالْكُلِّيِّ ۵ وَاِنْسَانِ عَيْنِ

جو جزئی اور کلی جود اور سخاوت کی سر کے مظہر ہیں اور

الْوُجُوْدِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ وَرُوْحِ جَسَدِ

علوی اور سفلی وجود کی آنکھ کی

الْكَوْنَيْنِ ○ وَعَيْنِ حَيٰوةِ الدَّارَيْنِ ۵ الْمُتَحَقِّقِ

پتلی ہیں اور جو دونوں جہانوں کے جسد کے روح وروان ہیں

بِاَعْلٰی رُتَبِ الْعُبُوْدِيَّةِ ○ وَالْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ

اور دارین کی زندگی کا سرچشمہ ہیں ۔ جو عبودیت کے اعلیٰ مراتب پر متحقق ہیں

الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ ○ الْخَلِيْلِ الْاَعْظَمِ

اور اصطفائیت کے مقامات کے اخلاق سے متخلق ہیں اللہ تعالیٰ کے بڑے

وَالْحَبِيْبِ الْاَكْرَمِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ

خلیل اعظم اور حبیب اکرم ہیں ۔ یعنی ہمارے سردار اور مولے محمد

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ صَلَّى اللّٰهُ

ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب اللہ تعالےٰ کا درود ہو

عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ

اس پر اور اس کے آل اور اصحاب پر تیرے معلومات اور

وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ

تیرے کلمات کے عدد کے موافق اور جس قدر تیرے

الذّٰكِرُوْنَ ○ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَ

یاد کرنے والوں نے تجھے یاد کیا ہے اور جس قدر دنیا کے

ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ ○ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا دَآئِمًا

غافل لوگ تیرے ذکر سے غافل رہے اور ان پر سلام بھیج ہمیشہ

كَثِيْرًا ○ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنُوْرِهِ

بہت کثرت کے ساتھ ۔ اے اللہ ہم تیری طرف وسیلہ پکڑتے ہیں اس کے نور سے

السَّارِيْ فِي الْوُجُوْدِ اَنْ تُحْيِيَ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ

جو تمام کائنات کے اندر جاری اور ساری ہے اور کہ ہمارے دلوں کو زندہ کر ان کے

حَيٰوةِ قَلْبِهِ الْوَاسِعِ لِكُلِّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَّ

اس پاک دل سے جو واسع اور محیط ہے ہر چیز پر اور جو مومنوں کے لئے رحمت

عِلْمًا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ وَاَنْ

علم ہدایت اور خوشخبری ہے کہ تو

تَشْرَحَ صُدُوْرَنَا بِنُوْرِ صَدْرِهِ الْجَامِعِ مَا

کھولے ہمارے سینوں کو ان کے اس جامع سینے کے نور سے جس کی نسبت آیا ہے

فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ وَّضِيَآءً وَّذِكْرًى

ہم نے نہیں چھوڑی کوئی شے اس کتاب میں سے اور جو ہے روشنی اور نصیحت

لِلْمُتَّقِيْنَ ○ وَتُطَهِّرَ نُفُوْسَنَا بِطَهَارَةِ نَفْسِهٖ

واسطے پرہیزگاروں کے اور کہ پاک کرے تو ہمارے نفسوں کو اسکے پاک نفس کی

الزَّكِيَّةِ الْمَرْضِيَّةِ ○ وَتُعَلِّمَنَا بِأَنْوَارِ عُلُوْمِ كُلِّ

اور مرضیہ نفس کے نور سے اور کہ تو سکھائے ہمیں ان کے علوم کے انوار سے

شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ كُلِّ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○

جیسا کہ آیا ہے اور ہر شے ہم نے جمع اور محفوظ کر رکھی ہے امام مبین کے اندر

وَتُسْرِيْ سَرَآئِرَهٗ فِيْنَا بِلَوَامِعِ اَنْوَارِكَ

اور ان کے اسرار کو جمع کر ہمارے اندر اپنے انوار کی روشنیوں سے

حَتّٰى تُغْنِيَنَا عَنَّا فِيْ حَقِّ حَقِيْقَتِهٖ فَيَكُوْنَ

یہاں تک کہ تو ہمیں فنا کر دے اپنے سے ان کی حقیقت میں یہاں تک کہ

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ فِيْنَا بِقَيُّوْمِيَّتِكَ السَّرْمَدِيَّةِ ○

وہ زندہ اور قائم رہ جائے ہمارے اندر تیری سرمدی قیومیت کے ساتھ

فَنَعِيْشَ بِرُوْحِهٖ عَيْشَ الْحَيٰوةِ الْاَبَدِيَّةِ ○

تاکہ ہم اس کی روح سے ابدی عیش کریں اللہ تعالےٰ کا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

درود ہو ان پر اور ان کے آل اور اصحاب پر اور سلام

تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اٰمِيْنَ ○ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ

نازل فرما ان پر بہت کثرت سے آمین اپنے فضل اور رحمت سے

عَلَيْنَا يَا حَنَّانُ ○ يَا مَنَّانُ ○ يَا رَحْمٰنُ ○ وَ

ہم پر یا حنان یا منان یا رحمٰن اور

بِتَجَلِّيَاتِ مَنَازِلَاتِكَ فِيْ مِرْاٰتِ شُهُوْدِهٖ

انکے مشاہدے کے آئینے میں جو تجلیات کا نزول ہو اس میں سے

لِمُنَازَلَاتِ تَجَلِّيَاتِكَ فَنَكُوْنَ مِنْ خُلَفَآءِ

ہم پر بھی تجلیات کا نزول ہو تاکہ ہم ان کے خلفاء

الرَّاشِدِيْنَ وَوِلَايَةِ الْأَقْرَبِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ

راشدین اور اولیاء مقربین میں سے ہو جائیں اے اللہ

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ

درود اور سلام بھیج ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد پر

جَمَالِ لُطْفِكَ وَجَمَالِ عَطْفِكَ وَجَلَالِ

جو تیرے لطف کا جمال ہے اور تیرے مہربانیوں کا حامل ہے اور تیرے ملک کا

مُلْكِكَ وَكَمَالِ قُدْسِكَ النُّوْرِ الْمُطْلَقِ

جلال ہے اور تیرے عالم قدس میں کمال کا مالک ہے جو نور مطلق ہے

بِسِرِّ الْمَعِيَّةِ الَّتِيْ لَا يُقَيِّدُ الْبَاطِنُ مَعْنًى

اس معیت کے بھید میں جس کو تیری غیاب میں نہ کوئی شے باطن معنوی لحاظ

فِيْ غَيْبِكَ الظَّاهِرُ حَقًّا فِيْ شَهَادَتِكَ شَمْسِ

سے اور نہ تیری شہادت میں ظاہری طور پر اسے حقیقی طور پر مقید کر سکتی ہے

الْأَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ وَمُجَلّٰى حَضْرَةِ الْحَضَرَاتِ

آپ اسرار ربانی کے آفتاب ہیں اور بارگاہ رحمانیت کے تجلی گاہ ہیں

الرَّحْمَانِيَّةِ ○ مَنَازِلِ الْكُتُبِ الْقَيِّمَةِ ○

اور زبردست آسمانی کتب کے جائے نزول ہیں اور

وَنُوْرِ الْآيَاتِ الْبَيِّنَاتِ ٥ الَّذِيْ خَلَقْتَهُ

آیات بینات کے نور ہیں۔ وہ ذات ہیں جن کو تو نے بنایا ہے

مِنْ نُّوْرِ وَجْهِكَ وَحَقَّقْتَهُ بِأَسْمَائِكَ وَ

اپنے چہرے کے نور سے اور تو نے اُسے متحقق فرمایا ہے اپنے اسماء اور

صِفَاتِكَ وَخَلَقْتَ مِنْ نُّوْرِهِ الْأَنْبِيَاءَ

صفات سے اور تو نے پیدا کیا ان کے نور سے انبیاء

وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَتَعَرَّفْتَ اِلَیْهِمْ بِاَخْذِ مِیْثَاقِ

اور مرسلین کو اور ازل کے روز میثاق کے ذریعے

عَلَیْهِمْ بِقَوْلِكَ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ○ وَاِذْ اَخَذَ

آپ کا تعارف اپنے اس قول حق المبین کے ذریعے کرایا اور یاد کر

اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ

اے میرے نبی وہ وقت جبکہ اللہ تعالےٰ نے وعدہ لیا پیغمبروں سے کہ اگر

وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ

تمہاری طرف میری کتاب اور حکمت پھر آئے گا تمہارے طرف میرا رسول جو

لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ

تصدیق کرنے والا ہوگا اس چیز کا جو تمہارے پاس ہوگی کہ تم ان پر ایمان لاؤگے اور

ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ

ان کی امداد کروگے ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کرلیا اور اس اقرار پر ہماری

قَالُوْا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ

ضمانت قبول کی پیغمبروں نے کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا فرمایا اللہ تعالےٰ نے

مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

کہ تم گواہ رہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ گواہ رہیں گے ۔ اے اللہ درود اور سلام

عَلٰی بَهْجَةِ الْكَمَالِ وَتَاجِ الْجَلَالِ وَبَهَآءِ

اس ذات پر جو کمالات کی شگفتگی اور جلال کے تاج اور

الْجَمَالِ وَشَمْسِ الْوِصَالِ وَعَبَقَةِ الْوُجُوْدِ

جمال کی روشنی اور وصال کے سورج اور عالم وجود کے لئے

وَحَیٰوةِ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عِزِّ جَلَالِ سَلْطَنَتِكَ

مشک کی ڈبیا ہیں اور ہر موجود کی زندگی ہیں جو تیرے سلطنت کے جلال

وَجَلَالِ عِزِّ مَمْلَكَتِكَ وَمَلِيْكِ صُنْعِ

کی عزت اور تیری مملکت کے عزت کے جلال اور تیری قدرت

قُدْرَتِكَ ۝ وَطِرَازِ صَفْوَةٍ مِّنْ اَهْلِ

کی صنعت کے مالک اور اہل قرب میں سے اہل صفوت کے

قُرْبِكَ ۝ وَسِرِّ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ ۝ وَحَبِيْبِ اللّٰهِ

نقش و نگار ہیں اور اللہ تعالےٰ کے سر اعظم اور اللہ تعالیٰ کے حبیب

الْاَكْرَمِ ۝ وَخَلِيْلِ اللّٰهِ الْمُكَرَّمِ ۝ سَيِّدِنَا

اکرم اور اللہ تعالےٰ کے خلیل مکرم ہیں ہمارے سردار

وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۝

اور مولےٰ محمد اللہ تعالےٰ کا درود ہو ان پر اور سلام

وِرْدُ يَوْمِ الثُّلٰثَاءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِهٖ اِلَيْكَ ۝ وَنَتَشَفَّعُ

اے اللہ ہم تیری طرف انہیں وسیلہ پکڑتے ہیں اور انہیں

بِهٖ لَدَيْكَ صَاحِبَ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرٰى ۝

تیری طرف شفیع گردانتے ہیں وہ جو صاحب شفاعت ہیں

وَالْوَسِيْلَةِ الْعُظْمٰى وَالذَّرِيْعَةِ الْغَرَّآءِ ۝

اور وسیلہ عظمیٰ اور ذریعہ غرّاء (روشن)

وَالْمَكَانَةِ الْعُلْيَا ۝ وَالْمَنْزِلَةِ الزُّلْفٰى وَقَابَ

اور مالک مکان عالی اور منزل قربیٰ یعنی قاب قوسین

قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ وَاَنْ تُحَقِّقْنَا بِرْ ذَاتًا

او ادنیٰ ہیں یہ کہ تو ہمیں متحقق کرے ان کے ساتھ

وَصِفَاتًا وَّ اَسْمَآءً وَ اَفْعَالًا وَّ اٰثَارًا حَتّٰی

از روئے ذات وصفات واسما اور افعال اور آثار کے یہاں تک کہ

لَا نَرٰی وَلَا نَسْمَعَ وَلَا نُحِسَّ وَلَا نَجِدَ اِلَّا

ہم نہ دیکھیں نہ سنیں نہ محسوس کریں اور نہ پائیں تیرے بغیر اور

اِیَّاکَ ۝ اِلٰھِیْ وَسَیِّدِیْ بِفَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ

کوئی چیز اے ہمارے اللہ اور ہمارے مالک ہم تجھے تیرے فضل اور رحمت کا

اَنْ تَجْعَلَ ھُوِیَّتَنَا عَیْنَ ھُوِیَّتِہٖ فِیْ

واسطہ دیتے ہیں کہ تو ہماری ہویت کو عین ان کی ہویت بنا دے ، ان کے

اَوَآئِلِہٖ وَنِھَایَتِہٖ بُوْدُ خُلَّتِہٖ وَصَفَآئِہٖ

زمان اوائل سے لے کر ان کے زمان نہایت تک تاکہ ہم میں ہمیشہ قائم رہے

وَمَحَبَّتِہٖ ۝ وَفَوَاتِحِ اَنْوَارِ بَصِیْرَتِہٖ ۝ وَ

ان کی دوستی کی محبت اور محبت کی صفائی اور ان کی بصیرت کے انوار کے سر چشمے اور

جَوَامِعِ اَسْرَارِ سَرِیْرَتِہٖ ۝ وَرَحِیْمِ رُحَمَآئِہٖ

ان کے خلوت گاہ کے اسرار کے مجمع اور ان کے رحماء کی رحمتیں

وَنَعِیْمِ نُعَمَآئِہٖ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ

اور ان کے نعماء کی نعمتیں اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے

بِجَاہِ نَبِیِّنَا وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کے صدقے

وَسَلَّمَ الْمَغْفِرَۃَ وَالرِّضٰی وَالْقَبُوْلَ قَبُوْلًا

تجھ سے تیری بڑی بھاری مغفرت ورضامندی کا سوال کرتے ہیں اور ایسی قبولیت

تَامًّا ۝ وَلَا تَكِلْنَا اِلٰى نَفْسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ

کامل کا کہ اس کے بعد تو ہمیں ایک لحظہ کے لیے بھی اپنے نفس کے حوالے نہ کرے

يَا نِعْمَ الْمُجِيْبُ فَقَدْ دَخَلَ الدَّخِيْلُ يَا

اے عمدہ دعا قبول کرنے والے تیری بارگاہ میں یہ بندہ ناچیز داخل ہونیوالا ہے

مَوْلَاىَ ۝ فَاِنَّ غُفْرَانَ ذُنُوْبِ الْخَلْقِ

اے میرے مالک! پس تحقیق تمام مخلوقات کیا نیکوکار اور کیا بدکار

بِاَجْمَعِهِمْ اَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ بَرِّهِمْ وَ

اولین و آخرین کے گناہوں کی مغفرت

فَاجِرِهِمْ كَقَطْرَةٍ فِىْ بَحْرِ جُوْدِكَ الْوَاسِعِ

تیری اس بحر رحمت کے سامنے کہ جس کا نہ کوئی کنارہ ہے

الَّذِىْ لَا سَاحِلَ لَهٗ وَلَا غَايَةَ لَهٗ فَقَدْ

اور نہ کوئی تھاہ اور غایت ہے ایک قطرے کے برابر ہے

قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ

پس تحقیق تو نے خود فرمایا ہے اور تیرا قول صریح حق ہے کہ ہم نے نہیں بھیجا تم کو

اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ۝ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

مگر محض رحمت واسطے تمام جہانوں کے اللہ کا درود ہو آپ پر اور

عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ

آپ کے آل اور اصحاب تمام پر اے رب تحقیق بسبب

الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا ۝

بڑھاپے میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں

وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ رَبِّ

لیکن اس طویل مدت میں - اے اللہ میں کبھی دعا کے وقت تیری رحمت اور قبولیت سے محروم

رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○

نہیں رہا۔ اے رب مجھے دکھ پہنچا ہے اور تو ارحم الرحمین ہے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○

اے رب میرے میں اس خیر کا جو تو نے میری طرف نازل فرمایا ہے بہت محتاج ہوں

یَا مُعِیْنَ الضُّعَفَآءِ ط یَا عَظِیْمَ الرَّجَآءِ ط

اے کمزوروں کے مددگار اے امیدوں کے بڑے آسرے

یَا مُنْقِذَ الْغَرْقٰی یَا مُنْجِیَ الْھَلْکٰٓی یَا

اے ڈوبتوں کے بڑے سہارے اے ہلاک ہونے والوں کو بچانے والے سہارے

نِعْمَ الْمَوْلٰی ط یَا اَمَانَ الْخَآئِفِیْنَ ○ لَآ اِلٰہَ

اچھے اور بہترین مالک اے ڈرنے والوں کی جائے امان نہیں ہے کوئی معبود

اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ○ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ

اللہ کے سوائے اللہ تعالے بڑی عظمت اور حلم والے ہیں۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ

الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ

بڑے عرش والے کے۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالے

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ○

مالک سات آسمانوں اور عرش کریم کے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی الْجَامِعِ الْاَکْمَلِ ○

اے اللہ درود بھیج اور سلام اس ذات پر جو اکمل اور جامع

وَالْقُطْبِ الرَّبَّانِیِّ الْاَفْضَلِ طِرَازِ حُلَّۃِ

قطب ربانی ہے اور خلعت ایمان کے لئے

الْاِیْمَانِ وَمَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ ط

عمدہ نقش و نگار ہیں اور جود اور احسان کے معدن ہیں۔

صَاحِبِ الْهِمَمِ السَّمَاوِيَّةِ ۞ وَالْعُلُوْمِ
جو صاحب ہمت آسمانی اور عالم علم

اللَّدُنِّيَّةِ ۞ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ خَلَقْتَ
لدنی ہیں اے اللہ درود بھیج اس پر جس کی خاطر تو نے

الْوُجُوْدَ لِاَجْلِهٖ ۞ وَرَخَّصْتَ الْاَشْيَاءَ
کائنات پیدا کی اور اشیاء کو ارزاں کیا

بِسَبَبِهٖ مُحَمَّدِ الْمَحْمُوْدِ صَاحِبِ الْمَكَارِمِ
اس کے سبب یعنی محمد ومحمود جو صاحب بزرگی

وَالْجُوْدِ ۞ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَقْطَابِ ۞
اور جود ہیں اور ان کے آل اور اصحاب پر ہو جو اقطاب

السَّابِقِيْنَ اِلٰى جَنَابِ ذٰلِكَ الْجَنَابِ ۞
سابقین ہیں ان کی بارگاہ معلے کے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ
اے اللہ درود بھیج اور سلام اوپر سردار ہمارے حضرت محمد کے

النُّوْرِ الْبَهِيِّ وَالْبَيَانِ الْجَلِيِّ وَاللِّسَانِ
کہ جو صاحب نور روشن ہیں۔ اور صاحب بیان جلی اور لسان

الْعَرَبِيِّ وَالدِّيْنِ الْحَنِيْفِيِّ ۞ الْمُؤَيَّدِ
عربی اور مالک دین حنفی ہیں اور جو مؤید ہیں

بِالرُّوْحِ الْاَمِيْنِ ۞ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ ۞
ساتھ تائید جبرائیل روح الامین کے کتاب مبین کے ذریعے

وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَرَحْمَةِ اللّٰهِ لِلْعَالَمِيْنَ ۞
اور وہ خاتم النبیین اور باعث رحمت ہیں واسطے تمام جہان والوں اور جملہ خلائق کے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مَنْ خَلَقْتَہٗ مِنْ

اے اللہ درود اور سلام بھیج اس پر جن کو تو نے اپنے نور سے

نُّوْرِکَ وَجَعَلْتَ کَلَامَہٗ مِنْ کَلَامِکَ

پیدا کیا اور اس کے کلام کو اپنا کلام بنایا اور ان کو

وَفَضَّلْتَہٗ عَلٰی اَنْبِیَآئِکَ وَاَوْلِیَآئِکَ ۵

اپنے جملہ انبیاء اور اولیاء پر فضیلت بخشی

وَجَعَلْتَ السِّعَایَۃَ مِنْکَ اِلَیْہِ وَمِنْہُ

اور تو نے مقرر فرمایا چلنا تجھ سے اس کی طرف اور اس سے

اِلَیْھِمْ کَمَالُ کُلِّ وَلِیٍّ لَّکَ ۵ وَھَادِیْ

ان کی طرف جو تیرے ہر ولی کے لئے ذریعہ کمال ہے اور تجھے اور تیری راہ

کُلِّ مُضِلٍّ عَنْکَ ھَادِیْ الْخَلْقِ اِلَی

ہر گمراہ کے لئے باعث ہدایت ہے اور حق کی طرف خلقت

الْحَقِّ ۵ تَارِکُ الْاَشْیَآءِ لِاَجْلِکَ وَ

کا ہادی ہے اور تیرے لئے اشیاء غیر کا تارک ہے اور تیرے

مَعْدِنِ الْخَیْرِ بِفَضْلِکَ ۵ وَخَاطَبْتَہٗ

فضل کے خیر کا معدن ہے اور تو نے اپنے قرب کے

عَلٰی بِسَاطِ قُرْبِکَ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

بساط پر انہیں یوں خطاب فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا تیرے اوپر بڑا فضل ہے

عَظِیْمًا ۵ اَلْقَآئِمِ لَکَ فِیْ لَیْلِکَ ۵ وَالصَّآئِمِ

جو ساری رات تیری یاد میں کھڑا ہونے والا ہے

لَکَ فِیْ نَھَارِکَ ۵ وَالْھَآئِمِ بِکَ فِیْ

اور دن کو تیری رضامندی کی خاطر روزہ دار ہے اور جو تیری

جَلَالِكَ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّكَ ۝

جلال سے ڈرنے والا ہے اے اللہ درود اور سلام بھیج اپنے نبی پر

اَلْخَلِیْفَةِ فِیْ خَلْقِكَ ۝ الْمُشْتَغِلِ بِذِکْرِكَ ۝

جو خلقت میں تیرا خلیفہ ہے اور جو تیرے ذکر میں مشغول رہتا ہے

اَلْمُتَفَكِّرِ فِیْ خَلْقِكَ ۝ وَالْاَمِیْنِ لِسِرِّكَ ۝

اور جو تیری مخلوقات میں فکر کرنے والا ہے اور جو تیرے بھید کا امین ہے

وَالْبُرْهَانِ لِرُسُلِكَ ۝ اَلْحَاضِرِ فِیْ سَرَآئِرِ

اور تیرے جملہ رسولوں کے لئے ایک قوی برہان ہے اور جو تیرے مقام

قُدْسِكَ ۝ وَالشَّاهِدِ اِلٰی جَمَالِ جَلَالِكَ ۝

قدس کے اسرار میں حاضر۔ اور تیرے جلال و جمال کے مشاہدہ کرنے والا ہے

سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ الْمُفَسِّرِ لِاٰیَاتِكَ ۝

ہمارے سردار اور مولا محمد جو تیرے آیات کا تفسیر کرنے والا

وَالظَّاهِرِ فِیْ مُلْكِكَ ۝ وَالْغَائِبِ فِیْ

اور تیرے عالم ملک میں ظہور فرما اور عالم ملکوت میں غیبیت

مَلَكُوْتِكَ ۝ وَالْمُتَخَلِّقِ بِصِفَاتِكَ وَ

حاصل کرنے والا ہے اور جو تیرے صفات سے متخلق اور تیرے

الدَّاعِیْ اِلٰی جَبَرُوْتِكَ ۝ الْحَضْرَةِ الرَّحْمَانِیَّةِ ۝

بارگاہ۔ رحمانیت کے عالم جبروت کی طرف بلانے والے ہیں

وَالْبُرْدَةِ الْجَلَالِیَّةِ ۝ وَالسَّرَابِیْلِ الْجَمَالِیَّةِ

جو تیری جلالیت کی چادر اور تیری جمالیت کے سراویل ہیں۔

اَلْعَرْشِ السَّنِیِّ ۝ وَالْحَبِیْبِ النَّبَوِیِّ

جو اللہ تعالےٰ کے عرش معلےٰ اور نبی حبیب

وَالنُّوْرِ الْبَهِیِّ ۝ وَالدُّرِّ النَّقِیِّ ۝ وَالْمَصَابِیْحِ

اور نور روشن گوہر پاک اور چراغ مضبوط

الْقَوِیِّ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی

ایسی اے اللہ درود اور سلام بھیج ان پر اور ان کے

اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ

آل و اصحاب پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم اور ان کی آل

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

پر تحقیق تو حمد اور مجد والا ہے

وِرْدُ یَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالےٰ کے جو بخشش کرنے والا مہربان ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدِ

اے اللہ درود اور سلام بھیج ہمارے سردار اور نبی محمد پر

بَحْرِ اَنْوَارِكَ ۝ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ ۝ وَرُوْحِ

جو تیرے انوار کا سمندر اور تیرے اسرار کا معدن ہے تیرے بندوں کے

اَرْوَاحِ عِبَادِكَ ۝ اَلدُّرَّةِ الْفَاخِرَةِ ۝

ارواح کا روح ہے فخر کے لائق گوہر یکتا ہیں

وَالرَّحْمَةِ السَّابِقَةِ ۝ وَالْعَبْقَةِ النَّافِحَةِ

سب سے سبقت لے جانے والی رحمت اور کستوری کی خوشبو وار ڈبیہ ہیں

لُبُّ لُبَابِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَحَاءِ الرَّحْمَاتِ ۝

تمام موجودات کا خاصہ خلاصہ ہیں یعنی اللہ تعالےٰ کی رحمت کی حاء

وَجِیْمِ الدَّرَجَاتِ ۝ وَسِیْنِ السَّعَادَاتِ وَ

اور درجات کے جیم سعادات کے سین اور

نُوْنِ الْعِنَایَاتِ وَکَمَالِ الْکُلِّیَّاتِ وَمُنْشَأِ

عنایات کے نون ہیں کائنات کے کل کلیات کے کمال اور

الْاَزَلِیَّاتِ وَخَتْمِ الْاَبَدِیَّاتِ ۝ اَلْمَشْغُوْلِ

جملہ ازلیات کے منشاء اور تمام ابدیات کے خاتم ہیں تمام دنیوی

بِكَ عَنِ الْاَشْیَاءِ الدُّنْیَوِیَّاتِ ۝ الطَّاعِمِ

اشیا سے منہ موڑ کر تیرے ساتھ مشغول ہیں اور تیرے

مِنْ ثَمَرَاتِ الْمُشَاهَدَاتِ ۝ اَلْمُسْتَقِیْ

مشاہدات کے پھلوں کو نوش جان فرمانے والے اور تیرے

مِنْ اَسْرَارِ الْقُدُسِیَّاتِ وَالْعَالِمِ بِالْمَاضِیْ

قرب کے مقدس اسرار کے شربتین پینے والے ہیں۔ حالات ماضی

وَالْمُسْتَقْبِلَاتِ ۝ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ

اور مستقبل کے جاننے والے ہیں۔ یعنی ہمارے سردار اور مولےٰ محمدؐ جو بہترین

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

خلائق ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا درود اور سلام اُن پر اور اُن کے آل اور اصحاب پر

الْاَخْیَارِ وَاَصْحَابِهِ الْاَبْرَارِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

ہو جو کہ اخیار اور ابرار ہیں اے اللہ درود بھیج

عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ ۝ وَعَلٰی

روح پر فتوح حضرت محمد پر تمام ارواح میں سے اور تمام

جَسَدِهٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِهٖ فِی الْقُبُوْرِ ۝

لوگوں کے جسموں میں سے آپکے جسم مبارک پر اور تمام قبور میں سے آپکی قبر شریف پر

وَعَلٰی اَسْمَآئِہٖ فِی الْاَسْمَآءِ وَعَلٰی قَلْبِہٖ فِی الْقُلُوْبِ ۝

اور جملہ اسماء میں سے آپ کے اسم مبارک پر اور تمام قلوب میں سے

وَعَلٰی مَنْظَرِہٖ فِی الْمَنَاظِرِ ۝ وَعَلٰی سَمْعِہٖ فِی

آپ کے قلب منور پر اور جملہ مناظر میں سے آپ کے منظر مقدس پر اور کل کانوں

الْمَسَامِعِ ۝ وَعَلٰی حَرَکَتِہٖ فِی الْحَرَکَاتِ

میں سے آپ کے کان شریف پر اور جمیع حرکات میں سے آپ کی حرکت بابرکت پر

وَعَلٰی سُکُوْنِہٖ فِی السَّکَنَاتِ ۝ وَعَلٰی قُعُوْدِہٖ

اور تمام سکنات میں سے آپ کے سکون پر اور جملہ بیٹھکوں میں سے

فِی الْقُعُوْدَاتِ ۝ وَعَلٰی قِیَامِہٖ فِی الْقِیَامَاتِ ۝

آپ کے مقدس بیٹھک پر اور کل قیاموں میں سے آپ کے قیام مبارک پر

وَعَلٰی لِسَانِہٖ الْبَشَّاشِ الْاَزَلِیِّ وَالْخَتْمِ

اور آپ کے بشاش ازلی اور ختم

الْاَبَدِیِّ وَصَلِّ اللّٰھُمَّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ

ابدی زبان پر درود اور سلام ہو اے اللہ درود بھیج محمد کی اس ذات پر اور انکے آل

وَاَصْحَابِہٖ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ ۝

اور اصحاب پر اتنی تعداد میں جتنا کہ آپ کے علم میں ہے اور اتنی مقدار میں جتنا کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الَّذِیْٓ اَعْطَیْتَہٗ

اے اللہ درود اور سلام بھیج محمد کی اس ذات پر جس پر تو نے بخشش فرمائی

وَکَرَّمْتَہٗ وَفَضَّلْتَہٗ وَنَصَرْتَہٗ وَاَعَنْتَہٗ

اور عزت بخشی اور فضیلت دی اور نصرت و فتح عطا کی اور اعانت فرمائی

وَقَرَّبْتَہٗ وَاَدْنَیْتَہٗ وَسَقَّیْتَہٗ وَمَکَّنْتَہٗ

اور قرب بخشا اور نزدیکی عطا کی اور شراب معرفت پلائی اور عالی جگہ دی

ملکیہ حافظ محمد شریف چشتی

وَمَلَأْتَهُ بِعِلْمِكَ الْأَنْفَسِ ۝ وَبَسَطْتَهُ

اور اس کو بھر دیا نفیس علم سے اور اسے کشائش دی

بِحِلْمِكَ الْأَطْرَسِ ۝ وَزَيَّنْتَهُ بِقَوْلِكَ

بڑے حوصلے سے اور روشن قول سے اُسے

الْأَقْبَسِ ۝ فَجْرِ الْأَمْلَاكِ وَعَذْبِ خُلُوْقِ

مزین فرمایا ملکوں کے صبح صادق لوگوں کے خلق کی

الْأَخْلَاقِ ۝ وَنُوْرِكَ الْمُبِيْنِ ۝ وَعَبْدِكَ

مٹھاس اور تیرا نور مبین ہے اور بندہ

الْقَدِيْمِ وَحَبْلِكَ الْمَتِيْنِ ۝ وَحِصْنِكَ

قدیم اور مضبوط رسی اور مستحکم

الْحَصِيْنِ ۝ وَجَلَالِكَ الْحَكِيْمِ وَجَمَالِكَ

قلعہ ہے اور تیری حکمت کا جلال اور تیری کرم کا

الْكَرِيْمِ ۝ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى

جمال ہے ہمارے سردار اور مولی محمد اللہ تعالے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

کا درود اور سلام ان پر اور ان کی آل پر اور اصحاب پر ہو

مَصَابِيْحِ الْهُدٰى ۝ وَقَنَادِيْلِ لُوْجُوْدِ

جو نور ہدایت کے چراغ ہیں اور عالم وجود کے روشن قندیل ہیں

كَمَالِ السُّعُوْدِ ۝ وَالْمُطَهَّرِ مِنَ الْعُيُوْبِ ۝

کمال اہل سعادت ہیں اور جملہ عیوب سے پاک ہیں ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ صَلٰوةً تَحُلُّ

اے اللہ ان پر ایسا درود اور سلام بھیج کہ جس کی برکت سے

بِهَا الْعُقُوْدُ رِيحًا تُفَكُّ بِهَا الْكُرَبُ ۝

عقدے حل ہوجائیں اور ایسی ریح رحمت نازل فرما کہ جس سے تکلیفیں رفع ہوجائیں

وَنَرْحَمًا تُزَالُ بِهَا الْعَطَبُ ۝ وَنَكْرِيْمًا

اور ایسا لطف اور شفقت نازل فرما کہ جس سے دکھ دور ہوجائے۔ اور ایسی تعظیم اور تکریم

تُقْضٰى بِهِ الْاَرَبُ ۝ يَا رَبُّ يَا اَللّٰهُ يَا حَيُّ

مرحمت فرما کہ جس سے مشکل کام حل ہوجائیں۔ یارب یا اللہ یا حی

يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝ نَسْئَلُكَ

یا قیوم یا ذالجلال والاکرام ہم یہ دین برکت

ذٰلِكَ مِنْ فَضَآئِلِ لُطْفِكَ ۝ وَمِنْ غَرَآئِبِ

تیرے کمال فضل اور لطف کے سبب مانگتے ہیں

فَضْلِكَ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ ○ اَللّٰهُمَّ

اے کرم کرنے والے اور رحم کرنے والے اے اللہ

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ

درود اور سلام اپنے بندے اور اپنے نبی اور رسول

سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اور ہمارے سردار اور نبی محمد نبی امی

وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

اور رسول عربی پر نازل فرما اور ان کی آل اور اصحاب پر

وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ

اور آپ کی بیویوں اور اولاد اور آپ کے اہل بیت پر

صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَآءً وَّلِحَقِّهٖ

ایسا درود بھیج کہ جو تیرے لئے رضامندی اور اسکے ادا حقوق کا

اٰدَاۤءً فَاِنَّهُ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالشَّرَفَ

موجب ہو اور بنا انہیں ہمارے لئے وسیلہ اور فضیلت اور شرف

الْاَعْلٰى وَالدَّرَجَةَ الْعَالِیَةَ الرَّفِیْعَةَ وَ

اعلیٰ اور درجہ اعلیٰ اور بلندی کا ذریعہ اور

ابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ

انہیں وہ مقام محمود عطا فرما کہ جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے

یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ

اے ارحم الرحمین اے اللہ ہم تیرے ساتھ توسل

بِكَ وَنَسْئَلُكَ وَنَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِكِتَابِكَ

پکڑتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں بتیری کتاب

الْعَزِیْزِ وَنَبِیِّكَ الْكَرِیْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

عزیز کے ساتھ اور نبی کریم ہمارے ہمارے سردار محمد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۵ وَبِشَرَفِهِ الْمَجِیْدِ

صلے اللہ علیہ وسلم سے توسل پکڑتے ہیں اور ان کی بڑی شرافت سے

وَبِاَبَوَیْهِ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَبِصَاحِبَیْهِ

اور ان کے اجداد ابراہیم اور اسمٰعیل کے ساتھ اور انکے صاحبین

اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَذِی النُّوْرَیْنِ عُثْمَانَ وَ

حضرت ابی بکر اور حضرت عمر سے اور ذی النورین حضرت عثمان سے اور

وَاٰلِهٖ فَاطِمَةَ وَعَلِیٍّ وَّوَلَدَیْهِمَا الْحَسَنِ ؓ

ان کے آل پاک حضرت فاطمہ اور حضرت علی سے اور ان کے فرزندان حضرت امام حسن

وَالْحُسَیْنِ ؓ وَعَمَّیْهِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ ؓ

اور حضرت امام حسین سے اور انکے چچا حضرت حمزہ اور حضرت عباس سے

وَزَوْجَتِهٖ خُدَیْجَةَ وَعَائِشَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ

اور اُن کے ازواج حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ سے رضی اللہ

تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

تعالیٰ علیہم اجمعین اے اللہ ان پر درود اور سلام

عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰبَوَیْهِ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ

بھیج اور ان کے اجداد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل

وَعَلٰی كُلِّ اٰلٍ وَّصَحْبٍ كُلِّ صَلٰوةٍ یُتَرْجِمُهَا

اور اُن کے آل و اصحاب پر بھیج ایسا درود کہ

لِسَانُ الْاَزَلِ فِیْ رِیَاضِ الْمَلَكُوْتِ

زبان ازلی اس کی ترجمانی کرے عالم ملکوت

وَعُلُوِّ الْمَقَامَاتِ وَنَیْلِ الْكَرَامَاتِ وَرَفْعِ

کے باغوں میں اور وہ جو ہمارے لیۓ حصول کرامات اور موجب بلندی

الدَّرَجَاتِ ○ وَیَنْطِقُ بِهَا لِسَانُ الْاَبَدِ فِیْ

درجات ہو اور ایسا درود کہ ابدی زبان اس پر ناطق ہو

حَضِیْضِ النَّاسُوْتِ بِغُفْرَانِ الذُّنُوْبِ

اور مقام ناسوت کے پستیوں میں جو موجب بخشش گناہ

وَكَشْفِ الْكُرُوْبِ ○ وَرَفْعِ الْمُهِمَّاتِ كَمَا

اور دفع تکالیف اور رفع مہمات ہو اور ایسا درود

هُوَ اللَّائِقُ بِاِلٰهِیَّتِكَ وَشَانِكَ الْعَظِیْمِ ○

جو اے اللہ تیرے بڑے شان اور خدائی کے قابل ہو

وَكَمَا هُوَ اللَّائِقُ بِاَهْلِیَّتِهِمْ وَمَنْصَبِهِمْ

اور جو درود آنحضرت صلعم کی خاص اہلبیت اور آپکے منصب کریم کے لائق ہو

الْكَرِيْمِ بِخُصُوْصِ خَصَائِصَ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

اس خاص خصوصیت کے ساتھ جیسا کہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت

مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

سے مخصوص فرماتا ہے اور وہ بڑے بھاری فضل والا ہے

وِرْدِ يَوْمِ الْخَمِيْسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ جو بخشش کرنے والا مہربان کے

اَللّٰهُمَّ حَقِّقْنَا بِسَرَآئِرِهِمْ فِيْ مَدَارِجِ

اے اللہ متحقق کر ہمیں ان کے پاک خصائل سے ان کے معارف

مَعَارِفِهِمْ بِمَثُوْبَةِ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ

کے درجات ہیں ساتھ ثواب ان لوگوں کے جن کے لیے تیری مہربانیاں سبقت

مِنْكَ الْحُسْنٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

لے گئی ہیں جو آل محمد ہیں ان پر درود

وَسَلَّمَ وَالْفَوْزِ بِالسَّعَادَةِ الْكُبْرٰى بِمَوَدَّتِهٖ

اور سلام ہو ساتھ حصول سعادت کبرے سے اور ساتھ اہل قرابت

الْقُرْبٰى ۝ اَعِنَّا فِيْ عِزَّةِ الْمَصْمُوْدِ فِيْ مَقَامِهِ

کی دوستی کے۔ اے اللہ ہمیں ان کے زبردست غلبے میں شامل کردے۔ مقام

الْمَحْمُوْدِ تَحْتَ لِوَآئِهِ الْمَعْقُوْدِ ۝ وَاسْقِنَا

محمود کے اندر۔ ان کے موعودہ جھنڈے کے نیچے کھڑا کردے اور ان کے مشہور

مِنْ حَوْضِ عِرْفَانِ مَعْرِفَتِهِ الْمَوْرُوْدِ يَوْمَ

اور مذکور حوض عرفان سے آب کوثر پلا دے۔ اس روز کہ اللہ تعالیٰ نا امید

لَا یُخْزِیَ اللّٰہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نہیں فرمائے گا اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو

بِبُرُوْزِ بِشَارَۃِ قُلْ تُسْمَعْ وَاَسْئَلْ تُعْطَ وَ

مطابق فرمان حدیث بشارت عنوان۔ اے میرے حبیب تو بول تیری سنی جاویگی

اشْفَعْ تُشَفَّعْ بِظُهُوْرِ بِشَارَۃِ وَلَسَوْفَ

اور تو سوال کر تجھے عطا کیا جاویگا تو شفاعت کر تیری سفارش قبول کی جاویگی ساتھ ظہور اس

یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ۝ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَیْتَ

بشارت کے کہ اے میرے نبی اللہ تعالے تجھے وہ رتبہ دیگا کہ تو راضی ہو جائیگا مبارک اور بلند ہے

یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ

تیری ذات اے صاحب جلال اور اکرام اے اللہ ہم تیرے جلال کے غلبے اور

بِعِزِّ جَلَالِكَ وَبِجَلَالِ عِزَّتِكَ وَبِقُدْرَۃِ

تیری غالب ذات کے جلال سے اور تیری سلطانی قدرت

سُلْطَانِكَ وَبِسُلْطَانِ قُدْرَتِكَ وَبِحُبِّ

اور تیری قدرت کے تسلط سے اور تیرے

نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم

مِنَ الْقَطِیْعَۃِ وَالْاَھْوَاءِ الرَّدِیَّۃِ یَا ظَهِیْرَ

کی محبت کے ذریعے پناہ ڈھونڈتے ہیں تیری جدائی سے اور

اللَّاجِیْنَ ۝ یَا جَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ ۝ اَجِرْنَا

مجھ سے دور کرنے والے نفسانی خواہشوں سے اے التجا کرنیوالوں کے پشت پناہ اور اے

مِنَ الْخَوَاطِرِ النَّفْسَانِیَّۃِ ۝ وَاحْفَظْنَا مِنْ

پناہ ڈھونڈنے والوں کے پڑوسی اور پناہ گاہ ہمیں نفسانی وسوسوں سے بچا۔

الشَّهَوٰتِ الشَّیْطَانِیَّةِ ۃ وَطَهِّرْنَا مِنَ

اور شیطانی شہوتوں سے محفوظ فرما۔ اور بشری آلائشوں سے ہمیں پاک کر

الْقَاذُوْرَاتِ الْبَشَرِیَّةِ ۃ وَصَفِّنَا بِصَفَآءِ

اور صادق اور حقیقی محبت کی صفائی سے ہمیں صاف فرما

الْمَحَبَّةِ الصِّدِّیْقِیَّةِ مِنْ صَدَآءِ الْغَفْلَةِ

جو ہم سے غفلت کا زنگ اور جہالت کا

وَوَهْمِ الْجَهْلِ حَتّٰی تَضْمَحِلَّ رُسُوْمُنَا

وہم دور کردے یہاں تک کہ ہماری خودی کے

بِفَنَآءِ الْاَنَانِیَّةِ وَمُبَایَنَةِ الطَّبِیْعَةِ الْاِنْسَانِیَّةِ

فناء سے ہمارے رسمی اور رواجی تعلقات اور انسانی طبائع کے

فِیْ حَضْرَةِ الْجَمْعِ وَالتَّخْلِیَةِ وَالتَّجَلِّیْ

بشری ضعیف ظہورات زائل اور دور ہو جائیں۔ ہر دو حالت جمع

بِالْاُلُوْهِیَّةِ الْاَحَدِیَّةِ وَالتَّجَلِّیْ بِالْحَقَائِقِ

اور تخلیہ میں ساتھ تیری احدی الوہیت کی تجلی اور مقام شہود

الصَّمَدَانِیَّةِ فِیْ شُهُوْدِ الْوَحْدَانِیَّةِ ۃ

واحدانیت میں تیری صمدانی حقائق کی تجلی سے کہ جہاں نہ زمانی اور

حَیْثُ لَا حَیْثَ وَلَا اَیْنَ وَلَا کَیْفَ وَیَبْقٰی

مکانی حیثیت باقی رہے اور نہ کیفیت و چگونگی رہ جائے اور ہمارا

الْکُلُّ لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاِلَی اللّٰهِ وَمَعَ اللّٰهِ غَرْقًا

جو کچھ باقی ہے وہ سب اللہ ہی کے لئے اور اللہ کے ساتھ اور اللہ کی طرف

بِنِعْمَةِ اللّٰهِ فِیْ بَحْرِ مِنَّةِ اللّٰهِ مَنْصُوْرِیْنَ

اور اللہ تعالے کے ہمراہ ہو جائے اور ہم اللہ کی رحمت کے سمندر کے اندر اسکی

بِسَیْفِ اللّٰهِ مَخْصُوْصِیْنَ بِمَکَارِمِ اللّٰهِ
نعمتوں میں از سرتا پاے غرق ہو کر اس کی تلوار سے فتح مند اسکے اخلاق پاک سے
مَدْحُوْضِیْنَ بِعَیْنِ اللّٰهِ مَحْظُوْظِیْنَ بِعِنَایَةِ
متمتع اس کے عین عنایت میں منظور اس کی مہربانیوں میں محظوظ
اللّٰهِ مَحْفُوْظِیْنَ بِعِصْمَةِ اللّٰهِ مِنْ کُلِّ
اور ان کی عصمت کے اندر محفوظ رہ جائیں ہر اس
شَاغِلٍ یُّشْغِلُ عَنِ اللّٰهِ ۵ وَخَاطِرٍ یَّخْطُرُ
شغل سے جو اللہ تعالے سے ہمیں اپنے ساتھ مشغول کرے اور ہر اس
لِغَیْرِ اللّٰهِ ۵ یَارَبِّ یَا اَللّٰهُ یَارَبِّ ۵ یَا اَللّٰهُ ۵
خطرے سے جو غیر اللہ کے ساتھ دل میں گذرے۔ اے رب، اے اللہ اے رب!
ثَلَاثًا۔ رَبِّیَ اللّٰهُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔
اے اللہ، اے رب اے اللہ میرا رب اللہ ہے اور نہیں ہے حاصل مجھے کوئی توفیق مگر ساتھ
عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ۞ اَللّٰهُمَّ
اللہ کے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع اور جھکاؤ ہے اے اللہ
اشْغَلْنَا بِكَ وَهَبْ لَنَا هِمَّةً لَا سَعَةَ فِیْهَا
ہمیں مشغول کر دے اپنے ساتھ اور عطا کر ہمیں وہ بخشش جس میں تیرے سوا اور
لِغَیْرِكَ وَلَا مُدْخَلَ فِیْهَا لِسِوَاكَ وَاسِعَةً
کسی کی گنجایش نہ ہو اور تیرے سوا اور کسی کو دخل نہ ہو اور وہ بخشش
بِالْعُلُوْمِ الْاِلٰهِیَّةِ ۵ وَالصِّفَاتِ الرَّبَّانِیَّةِ ۵
جس کو وسعت دی گئی ہے علوم الٰہیہ اور صفات ربانیہ
وَالْاَخْلَاقِ الْمُحَمَّدِیَّةِ ۵ وَقَوِّ عَقَائِدَنَا
اور اخلاق محمدیہ سے اور ہمارے عقائد کو مضبوط کردے

بِحُسْنِ الظَّنِّ الْجَمِیْلِ ۝ وَحَقِّ الْیَقِیْنِ وَحَقِیْقَۃِ

خوبصورت ظن اور حق الیقین اور حقیقت

التَّمْکِیْنِ ۝ وَسَدِّدْ اَحْوَالَنَا بِالتَّوْفِیْقِ وَالسَّعَادَۃِ

التمکین کے حسن اور جمال سے اور ہمارے احوال کو قوی کردے ساتھ توفیق

وَحُسْنِ الْیَقِیْنِ ۝ وَشَدِّدْ قَوَاعِدَنَا عَلٰی صِرَاطِ

اور حسن یقین کے اور محکم کردے ہمارے پاؤں صراط مستقیم پر

الْاِسْتِقَامَۃِ وَقَوَاعِدِ الْعِزِّ الرَّاصِیْنَ ۝ صِرَاطَ

اور ان پاک لوگوں کی راہوں پر ہمارے قدم جمادے جن پر

الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ

تو نے انعام کیاہے اور نہ ان لوگوں کی را جن پر تو نے قہر

وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ

کیا ہے اور ان لوگوں کے راہ پر جن پر تو نے انعام کیا ہے

مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ

جو نبیین صدیقین شہدا اور

الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَشَیِّدْ مَقَاصِدَنَا فِی الْمَجْدِ

صالحین میں سے ہیں اور اولوالعزم پیغمبروں کے مضبوط

الْاَثِیْلِ ۝ عَلٰی اَعْلٰی ذِرْوَۃِ الْکَرَامَۃِ وَعَزَآئِمِ

ارادوں اور اعلیٰ ذروۂ کرامت کی روشن بزرگی میں

اُولِی الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ یَا صَرِیْخَ

ہمارے مقاصد کو مضبوط باندھ دے اے فریادوں

الْمُسْتَصْرِخِیْنَ ۝ وَیَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ

اور داد خواہوں کے فریادرس اپنی رحمت کے لطفوں میں

وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا بِاَلْطَافِ رَحْمَتِكَ

ہمیں دوری کی گمراہیوں سے بچا اور اپنی محبت کی لغزشوں

مِنْ ضَلَالِ الْبُعْدِ وَاَشْمِلْنَا بِنَفَحَاتِ عِنَايَتِكَ

میں اپنی شمیم عنایت کے جھونکوں سے

فِيْ مَصَارِعِ الْحُبِّ ٥ وَاَشْفِقْنَا بِاَنْوَارِ هِدَايَتِكَ

ہمیں معطر فرما اور اپنے حضور قرب میں ہدایت کے

فِيْ حَضَائِرِ الْقُرْبِ وَاَيِّدْنَا بِنَصْرِكَ الْعَزِيْزِ

انوار سے نواز اور قرآن مجید کی زبردست نصرت سے

نَصْرًا عَزِيْزًا اَمُّوْزًا بِالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ

ہماری تائید فر اپنے فضل سے

بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ رَبَّنَا

اور رحمت سے اے ارحم الرحمین اے ہمارے رب

تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتُبْ

ہماری دعا قبول فرما تحقیق تو ہماری دعا سننے والا اور جاننے والا ہے اور ہمارے

عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ

گناہوں سے درگذر فرما تحقیق تو معاف کرنے والا اور رحم والا ہے اے اللہ

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

درود اور سلام بھیج ہمارے سردار محمد نبی امی پر

وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَ

اور آپکے ازواج مطہرات پر جو مومنوں کی مائیں ہیں اور آپکے اولاد اور

اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ

اہل بیت پر جس طرح تونے درود بھیجا ہے حضرت ابراہیم پر تحقیق تو

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ يَا عِمَادَ مَنْ لَّا عِمَادَ لَهٗ يَا سَنَدَ

تعریف اور بزرگی والا ہے ۔ اے ہر اس شخص کے ستون اور سہارے

مَنْ لَّا سَنَدَ لَهٗ يَا ذُخْرَ مَنْ لَّا ذُخْرَ لَهٗ ○ يَا

جس کا کوئی سہارا نہیں ۔ اے ہر اس شخص کے سند جس کا کوئی سند نہیں ہے اے

جَابِرَ كُلِّ كَسِيْرٍ ○ يَا صَاحِبَ كُلِّ غَرِيْبٍ ۔ يَا

ہر بے سروسامان کے ذخیرے ۔ اے ہر ٹوٹے ہوئے کے جوڑنے والے ۔ اے ہر مسافر کے مصاحب

مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ

اور ساتھی ۔ اے تنہا اور بیکس کے مونس ۔ نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوائے تو پاک ہے

اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اَنْتَ وَلِيِّیْ فِی

میں ظالموں میں سے ہوں اپنے نفس پر تو دنیا اور آخرت میں

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ

میرا ولی ہے ۔ مجھے مسلمان ہو کر مار اور مجھے صالحین کے

بِالصّٰلِحِيْنَ ○ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّيَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ

ٹولے میں شامل کر دے اور میری اولاد کو صالح بنا دے میں تیری جناب

اِلَيْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ

کی طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں اللہ تعالیٰ کا اور

مَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ

تمام فرشتوں اور تمام انبیا اور مرسلین اور تمام لوگوں کے درود

عَلٰی نَبِيِّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

ہوں ہمارے نبی اور ہمارے مولا محمد پر اور اس کے آل پر

عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ ○ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ○

اور ان پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں ۔

اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنَا مَعَهُ بِشَفَاعَتِهٖ وَضَمَانِهٖ وَ

اے اللہ ہمیں اُن کی شفاعت اور ضمانت اور

رِعَايَتِهٖ مَعَ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِدَارِكَ دَارِ السَّلَامِ

رعایت میں شامل اور داخل فرما دے ساتھ اُنکے آل اور اصحاب کے اپنے

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ يَا

اس مقدس گھر میں جو سلامتی کا گھر ہے خاص اپنے صدق کی بیٹھک میں اپنے عزت

ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَاَتْحِفْنَا بِمُشَاهَدَتِهٖ

اور قدر والے بادشاہ کے پہلو میں اے صاحب جلال اور اکرام والے اور ہمیں اپنے

بِلُطْفِ مَنَازِلِهٖ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ ○ اَكْرِمْنَا

لطف کے منزلوں میں اپنے مشاہدوں کے تحفوں سے نواز۔ اے کریم۔ اے رحیم اور

بِالنَّظَرِ اِلٰى جَمَالِ سُبُحَاتِ وَجْهِكَ الْعَظِيْمِ ○

اپنے عظیم چہرے کے جمال لازوال کے مشاہدوں سے ہم پر کرم فرما

وَاحْفَظْنَا بِكَرَامَتِهٖ بِالتَّكْرِيْمِ وَالتَّبْجِيْلِ وَ

اور اس کے تکریم، تبجیل اور

التَّعْظِيْمِ فَاَكْرِمْنَا بِنُزُوْلِهٖ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ

تعظیم کی کرامت سے ہمیں محفوظ فرما اور ہم پر اس کے

رَّحِيْمٍ ○ فِيْ رَوْضِ رِضْوَانٍ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ

تشریف آوری سے مکرم فرما ایسی تشریف آوری جو بارگاہ غفور رحیم میں سے ہو اور وہ

وَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ اَبَدًا ○ وَاُعْطِيْكُمْ مَفَاتِيْحَ

رضوان کے اُس باغ میں ہو جسکی نسبت آیا ہے کہ میں تم پر ایسی اپنی رضامندی ظاہر کرونگا کہ اسکے

الْغَيْبِ بِخَزَائِنِ السِّرِّ الْمَكْنُوْنِ فِيْ مَكْنُوْنٍ

بعد پھر کبھی ابد تک ناراض نہیں ہونگا اور تمہیں اپنی سر مکنون کے غیبی خزانوں کی کنجیاں عطا کر دونگا

جِنَانِ مَعَارِفِ صِفَاتِ الْمَعَانِیْ بِاَنْوَارِ ذَاتِ عَلَی
جو معارف ربانی کے صفات المعانی کے پوشیدہ باغوں میں

الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ وَلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ سَلَامٌ
بہشتی تختوں پر تکیہ لگائے دیکھ رہے ہونگے اور ان کے لئے اپنے رب رحیم

قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ بِانْعِطَافِ اٰفَةِ الرَّافَةِ
کی طرف سے وہ سلام سلامتی کا بلاوا ہوگا تیرے رب کے فضل اور

الْمُحَمَّدِيَّةِ مِنْ عَيْنِ عِنَايَتِهٖ فَضْلًا مِّنْ
عین عنایت سے محمدی لطف اور مہربانی کی توجہ ہماری طرف

رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ فِیْ مَحَاسِنِ
منعطف ہو اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور ہمیں اپنے خوبصورت

قُصُوْرِ ذَخَائِرِ سَرَائِرِ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ
محلوں میں اتار دے جہاں ہمارے لئے تیرے وہ پوشیدہ نعمتیں ہوں جنکی نسبت

اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا
فرمایا ہے کہ کوئی نفس نہیں جانتا وہ نعمتیں جو ہم نے چھپا رکھی ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک

يَعْمَلُوْنَ ۝ فِیْ مَنَصَّةِ مَحَاسِنِ خَوَاتِمِ دَعْوٰهُمْ فِيْهَا
کے لئے بطور بدلے ان اعمال کے جو انہوں نے کمائے ہیں اور ہمارا انجام ان لوگوں کے حسن

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ
خاتمے کے طور پر کردے جن کی دعا ہے پاک ہے تو اے اللہ اور انکی تحیت ہے سلام اور

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا
اور انکی آخری دعا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝
محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ غوثیہ شریف

و

قصیدہ باز اشہب

یہ قصائد شریف حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان حق ترجمان پر اُس وقت جاری ہوئے۔ جبکہ آپ غوثیت اور محبوبیت کے سبب سے اعلےٰ اور ارفع مقام پر فائز ہو کر غوث دوام و سیدالاولیاء و سلطان الفقراء کے منصب اور مرتبے سے سرفراز کئے گئے۔ اس مقام پر آپ نے اللہ تعالےٰ کے امر سے فرمایا قَدَمِی ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ یعنی میرا یہ قدم تمام اوّلین و آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ جو شخص صدق دلی و اخلاص اور ادب و احترام سے یہ قصیدہ شریف پڑھتا ہے۔ حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی کی روحانیت اُسی بلند مقام سے پڑھنے والے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اور اسی اعلےٰ ترین مقام کی شان اور اسی پاک منزل

کی کیفیت اس پر وارد اور نازل ہوتی ہے۔ اور وہ جلدی اپنی دلی مراد اور منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ ہم نے اس قصیدے کی تلاش اور تجسس میں بہت دور دور سفر کئے ہیں۔ اور اس کی صحت کی تحقیق میں بڑی کوشش کی ہے حتی کہ بغداد شریف جاکر حضرت محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کے خاندان کے پرانی قلمی نسخوں کو بھی دیکھا بھالا۔ اور ان قصائد کے عاملین سے بھی تبادلۂ خیالات کیا۔ اس فقیر نے بے شمار قلمی اور طبع شدہ قصائد کا مطالعہ کیا ہے۔ سب میں جا بجا غلطیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے پڑھنے سے کما حقہٗ فائدہ نہیں ہوتا۔ مجھے بعض عاملین کاملین اور صاحب کشف عارفین کے زبانی معلوم ہوا ہے کہ اس قصیدہ غوثیہ میں حضرت پیر محبوب سبحانی کی زبان حق ترجمان پر اس قسم کے محبوبانہ انداز اور معشوقانہ ناز کے کلمات جاری ہوئے ہیں کہ جن میں طالبوں اور مریدوں کے لئے ایسے مواعید اور مواثیق کا اظہار کیا گیا ہے کہ جس سے بالکل لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ کی بُو آتی ہے۔ اور جن کے پڑھنے سے طالب پر رجاء اور امید کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ بالکل مستغنی اور بے پرواہ ہو کر خود عمل کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ جیسا کہ اس بیت میں آیا ہے

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ ✦ وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالِیْ

یعنی اے میرے مرید تو ہمت کر اور خوش و خرم ہو اور بے پرواہ اور بے نیاز رہ۔ اور جو کچھ تیرا جی چاہے کر میرا نام اور میرا واسطہ بہت بڑی چیز ہے سو اس قسم کے کلمات سے لوگوں کے ظاہری اور شرعی اعمال میں چونکہ اکابر دین اور علماء شرع متین کو لوگوں کے ظاہری اعمال اور اطاعت

بندگی میں کوتاہی اور سستی کا خطرہ اور اندیشہ محسوس ہوا۔ اس لئے ان بزرگوں نے اس کے تدارک کی یہ راہ اور تجویز نکالی کہ جا بجا اس قصیدے کے اندر اپنی طرف سے چند ایسے شعر ملا دیئے۔ جن کے پڑھنے سے ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی طرف ترغیب پائی جاتی ہے۔ چنانچہ منجملہ ان ابیات کے دو تین بیت یہ ہیں :-

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ ٭ وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّآلِیْ

یعنی میرے مرید وہ ہیں کہ جو سخت گرمی کے دنوں میں روزے رکھتے ہیں اور رات کی تاریکی میں اپنی عبادت اور ذکر فکر کے انوار سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ دوسرا بیت یہ ہے۔ دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا الخ اور تیسرا بیت یہ ہے وَمَنْ فِیْ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ مِثْلِیْ الخ ان ابیات کی آمیزش اور ملاوٹ سے خدا جانے لوگوں میں ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی رغبت پیدا ہوئی یا نہ لیکن قصیدہ میں تحریف ہو گئی اور وہ پہلی سی تاثیر اور برکت نہ رہی۔ کہتے ہیں کہ یہ وضعی مخلوط ابیات مولانا جامی صاحب کے بنائے ہوئے اور لگائے ہوئے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ لہٰذا ہم نے یہ وضعی ابیات اپنے قصیدے سے خارج کر دیئے ہیں۔ ہمارا پیش کردہ قصیدہ ہر قسم کی ملاوٹ اور آمیزش سے پاک اور مبرا ہے۔ اور بالکل صحیح اور اصلی ہے باقی ظرف اور قسمت ہر شخص کا اپنا اپنا ہے۔ ناظرین سے اس فقیر کی آخری اپیل یہ ہے کہ مہربانی کر کے اس قصیدہ مبارک کو نفسانی خواہشات اور دنیوی اغراض میں استعمال کرنے سے احتراز کریں۔ اور اسے محض اللہ تعالے

اور اُس کے رسول صلعم اور حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ کی رضامندی اور ان کے لطف و کرم کے حصول کا ذریعہ بنائیں۔ قصیدہ غوثیہ کے پڑھنے کا سب سے بہترین اور آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ نئے چاند کی پہلی جمعرات کو مغرب یا عشاء کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ دفعہ اخلاص یعنی قل شریف پڑھے اور سلام پھیر کر اس دوگانے کا ثواب ارواح مقدس حضرت محمد مصطفےٰ صلعم و اصحاب کبار و آل اطہار، چہار یار و پنجتن پاک خصوصاً روح پاک حضرت قطب ربانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو بخشے۔ بعدہٗ دس دفعہ یہ درود شریف پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَوَلَدِهِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيْلَانِيْ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اسکے بعد گیارہ دفعہ يَا حَضْرَتْ شَيْخ سَيِّدْ عَبْدُ الْقَادِرِ جِيْلَانِيْ شَيْئًا لِلّٰهِ اَمْدُدْنِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کہہ کر سہ بار قصیدہ غوثیہ پڑھے۔ قصیدہ شریف یہ ہے۔

قصیدہ غوثیہ

سَقَانِی الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِ

محبت نے مجھے وصل محبوب کے پیالے پلائے۔ پس میں نے اپنی شراب

فَهِمْتُ بِسَكْرَتِي بَيْنَ الْمَوَالِي ۰

سے کہا کہ میری طرف آجا۔

ساقی وتا کامیانوں حُب خدا دے والا
اوس شراب نوں میں کہیا میں ول آ سکھالا

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِيْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِيْ

پس میں نے غوث کی حیثیت میں تمام اقطاب جہان سے خطاب کیا، کہ تیاری کرو۔ اور میرے رجال الغیب اور لشکر بن کر میرے صحن میں داخل ہو جاؤ۔

کہیا پھر میں قطباں تائیں آؤ میرے پاسے
ہو وو سب مرانے تسیں راہ خدا دے خاصے

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِيْ
فَسَاقِي الْقَوْمِ بِالْوَافِيْ مَلَالِيْ

اے میرے سپاہیو! ہمت کر کے آگے آؤ اور شراب کے دور میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ اسلام کا ساقی مجھے شراب معرفت فراواں طور پر دے رہا ہے

پیو مجلس دے وچہ اوہ لشکر ہو اساڈہ
ساقی فیض خداوا میں نوں وتا جام کشادہ

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِيْ مِنْ بَعْدِ سُكْرِيْ
وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّيْ وَاتِّصَالِيْ

میرا نشہ ہو جانے ...... کے بعد تم نے میری بچی ہوئی شراب پی لیکن میرے رتبہ بلند اور قرب واتصال کو نہیں پہنچ سکے

میں شراب شوقیہ پیتی تُساں فضلہ پیا
پر نہیں حاصل قرب تے رتبہ تُساں میرے جیا

مَقَامُکُمُ الْعُلیٰ جَمْعًا وَّلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَّا زَالَ عَالِیْ

تم سب کے باطنی مرتبے بے شک بلند ہیں لیکن میرا مقام تم سب کے اوپر ہے اور ہمیشہ اُوپر رہے گا۔

جیکر عالی رتبہ ہوسی جا تساڈے یاروں جاگہ میری اُس جاگہ تھیں عالی جا شمارو

اَنَا فِیْ حَضْرَتِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

میں اللہ تعالےٰ کے حضور اور قرب میں یگانہ اور فرد ہوں۔ وہ مجھے ایک حال سے دوسرے حال میں پھیرتا ہے۔ اور اسی کی ذات میرے لئے کافی ہے۔

جا میرے وچ قرب خدا سے طاقت شرکت کس نوں حال بحالی تحقیق تغیروں نے خالق میں نسں

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

میں دنیا کے تمام مشائخ کے اندر سفید باز کی مانند ہوں۔ مردانِ خدا اور اولیاء اللہ میں وہ کون ہے جسے میری مثل رتبہ عطا کیا گیا ہو۔

میں ہاں چٹے باز وانگوں میں ہر شیخ بہتیرے کہڑا مرد اُمت نبی تھیں مثل ہویا ہے میرے

کَسَانِیْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ

اللہ تعالےٰ نے مجھے ولایت کی وہ خلعت پہنائی جس پر عزیمت کے بیل بوٹے ہیں۔ اور میرے سر پر کمال کا تاج رکھا۔

خلعت دتا رب نے مینوں نالے عزت بھاری تاج رکھا ہے سر میرے تے دتی حق سرداری

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ

وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

اور مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنے قدیم اسرار ازلی سے واقف فرمایا ہے اور مجھے نشان عزت سے مختص فرما کر میری ہر آرزو پوری فرمائی۔

واقف کیتا رب نے مینوں اوپر سر قدیمے ہار عزت دا پا پایا سنے رسول کریمے

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا

وَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِ

مجھے اللہ تعالےٰ نے تمام اقطاب زمان کا والی اور سردار بنایا۔ اور میرا یہ حکم ماضی مستقبل میں اور حال میں جاری رہے گا۔

والی کیتا رب نے مینوں سبھناں قطباں اُتے حکم رواں ہویا ہے میرا ساریاں اُتاں اُتے

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ

لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

پس اگر میں اپنا سر قدیم کو سمندروں پر ظاہر کر دوں تو سب کے سب خشک ہو کر زائل ہو جائیں۔

سر میرا جو ظاہر ہووے اوپر ٹھاٹھ بحاراں گم ہو جاوے پانی اُسدا جیوں بدل چھٹ غاراں

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ

لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

اور اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ظاہر کروں تو وہ کمال حیرت سے ٹکڑے

ٹکڑے اور ذرے ذرے ہو جائے۔

سر میرا جے ظاہر ہووے وچ پہاڑاں ڈھاوے پارہ پارہ ہو کے سارا ریت وچے چھپ جاوے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِ

اگر میں اپنا راز آگ پر ظاہر کر دوں۔ تو وہ میرے حال کے بھید سے ٹھنڈی اور نابود ہو جائے۔

نار اوتے جے ظاہر ہووے راز مرا کواری ہو کے سرد سبھے بجھ جاون سر میرے کھلن سارے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اور اگر میں اپنا بھید مردہ لاش پر ڈال دوں۔ تو وہ بھی اللہ تعالےٰ کی قدرت سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے۔

سر میرا جے مردے اُتے ظاہر صادر ہووے حکم خدا دے نال اوہ بندہ زندہ ہو کھلووے

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَا لِیْ

ہر مہینہ اور ہر زمانہ جو دنیا میں گزرنے کے لئے آتا ہے۔ وہ واقع ہونے سے پہلے میرے پاس آتا ہے۔

ماہ زمانہ دنیا دے وچ ہر گز کوئی نا ہیں جاں او جاوے رخصت لہندا میرے پاس آتا ہیں

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَ یَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِ

اور جو کچھ واقع اور جاری ہوتا ہے اس کی مجھے خبر اور اطلاع دیتے ہیں۔
یہ علم خاصہ غیبی مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا ہُوا ہے۔ اے نادان!
ظاہر بین! تو اس معاملے میں میرے ساتھ جھگڑا کرنے سے باز آجا۔

مُرِیْدِیْ ہِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ
وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ

اے میرے مرید! بلند ہمّت ہو اور خوش، بے باک اور مستغنی رہ۔ اور جو تیرا
جی چاہے کر۔ میرا نام بہت بڑا ہے۔

خوش توں ہو مریدا میرا سدا ہو بے پرواہی   جو چاہے سو کر ہمیشہ میں تیرا ہمراہی

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالٖ

اے میرے مرید! خوف نہ کر، اللہ تعالےٰ میرا مربّی ہے اس نے مجھے بلند رتبہ
دیا ہے۔ اور میں نے سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔

خوف نہ کر تو کچھ مریدا اللہ رب رحیمے   دتا اُس نے عالی رتبہ نال متاع عظیمے

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَالِیْ

میری شہرت کے نقارے آسمانوں اور زمین کے اندر بج چکے ہیں اور سعادت
کے نقیب میرے آگے پوشا پوش کرتے جا رہے ہیں۔

وچ زمین آسماناں وجدے شہرت دے نقارے
نیک بختی دے چوکیدار سُن ٹور دے نال ہمارے

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَبْلِیْ قَدْ صَفَالِیْ

اللہ تعالےٰ کے تمام شہر میری مملکت اور میرے حکم کے تابع ہیں۔ اور میرا وقت اور حال پہلے سے بھی پہلے صاف کر دیا گیا ہے۔

شہر خدا دے ملک میرا ہے ہر جا حکم اساڈا وقت ازل تھیں پہلے ہویا صافی حال کما وہ

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

میں نے اللہ تعالےٰ کے تمام ممالک کی طرف جب دیکھا تو وہ سب ملے جُلے مجھے ایک رائی کے دانے کے برابر معلوم ہوئے۔

نظر کیتی میں طرف اُنہاندے جو ہیں شہر تمامی دانے رائی ہوندے انگوں وچ ساڈے نظر تمامی

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیْ بَدْرِ الْکَمَالِ

ہر ولی کا قدم کسی نبی کے قدم پر ہُوا کرتا ہے، پر میرا قدم اپنے جدّ پاک حضرت محمّد مصطفےٰ صلعم کے قدم پر ہے۔

ہر ولی دا قدم علیحدہ میں ہاں قدم نبی تے ہے او وہ بدر کمال مطلّے منصب اس عالی تے

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید! تو کسی بدخواہ دشمن سے خوف نہ کر۔ کیونکہ میں لڑائی کے وقت بہت باہمت اولوالعزم قاتل ہوں۔

اے مریدا خوف نہ کر ہرگز بدخواہ دشمن بھیں میں ہاں قاتل قادر قوی تے ڈراں بدظن کھسے بھیں

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ
وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا لقب ہے۔ اور میری رفعت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

محی الدین ہے نام میرا تے وچ جیلان ٹھکانا جھنڈے میرے ہین لہراندے اوپر فرق پہاڑاں

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمِخْدَعُ مَقَامِیْ
وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

میں حضرت امام حسنؓ کی اولاد سے ہوں اور میرا باطنی مقام مخدع ہے اور میرا قدم تمام اولیاء اللہ اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے۔

میں ہاں امام حسنؓ دے آلوں مخدع میری جا ہے قدم میرا ہر ولی دے خواہ ادنی خواہ اعلیٰ ہے

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

اور عبدالقادر جیلانیؒ میرا مشہور نام ہے۔ اور میرے جدِ پاک صاحب عین الکمال ہیں۔

نام مشہور ہے عبدالقادرؒ ہر کوئی اِس نوں جانے
دادا میرا پاک نبیؐ ہے دُنیا وچ یگانے

۷۸۶

ح-م

حضور کے گیارہ اسماء جو حل مشکلات کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔

۱ یا سید محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی امر اللہ

۲ یا شیخ محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی فضل اللہ

۳ یا ولی محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی امان اللہ

۴ یا مسکین محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی نور اللہ

۵ یا غوث محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی قطب اللہ

۶ یا سلطان محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی سیف اللہ

۷ یا خواجہ محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی فرمان اللہ

۸ یا مخدوم محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی برہان اللہ

۹ یا درویش محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی آیۃ اللہ

۱۰ یا بادشاہ محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی غوث اللہ

۱۱ یا فقیر محی الدین حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی شاہد اللہ

عامل لوگ ان اسماء کو کیمیا و اکسیر سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اور کسی نا اہل کو ہرگز نہیں بتاتے۔ ہم نے فی سبیل اللہ ناظرین مساکین کے لئے اس دولت کو عام کر دیا ہے۔

بعض بزرگوں نے آخر میں اپنی حاجت کی برآری کے لئے اس عربی رباعی کا پڑھنا بھی بہت مؤثر اور کارگر بتایا ہے۔ وہ رباعی یہ ہے۔

أیُذْرِکُنِیْ ضَیْمٌ وَّاَنْتَ ذَخِیْرَتِیْ ۔ اُاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ

فَعَارٌ عَلٰی حَامِی الْحِمٰی وَھُوَ قَادِرٌ ۔ اَنْ یُّلْقِیْ فِی الْبَیْدَآءِ عِقَالَ بَعِیْرِیْ

اس فقیر نے قصیدہ غوثیہ کے جواب میں ایک نعتیہ فارسی قصیدہ لکھا ہے۔ یہ فارسی قصیدہ بہت اچھے حال کے زیر اثر اور نہایت قبولیت کے وقت میں اس فقیر کی زبان پر جاری ہوا ہے۔ جو شخص اسے قصیدہ غوثیہ کے بعد یمن اور برکت کے لئے ایک دفعہ پڑھے گا۔ انشاءاللہ اسے اپنی مراد کے لئے تیر بہدف اور کارگر پائے گا۔ وہ فارسی قصیدہ ذیل میں ہدیہ ناظرین ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

کجائی شاہ محی الدین کجائی! ۔ چرا در مردم چشمم نیائی
تو مخمور شرابِ کبریائی ۔ تو منظورِ جنابِ مصطفائی
ازاں روزِ ازل مستِ الستی ۔ خمر خوار خمِ خیر الورائی
خمیر چار عنصر چار یاری ۔ عجب عطر گل خیر النسائی
حسنؓ را قرۃ العینی حسینا ۔ دلآرام حسینؓ کربلائی
مدینۂ علم را تسخیر کردی ۔ کلید قفلِ بابِ مرتضائی
چوں عثمانؓ باحیا عادل چو عمرؓ ۔ چوں صدیقیؓ تو در صدق و صفائی
زبہر قتل نفس و دیو ملعون ۔ امیر حمزۂ شیر خدائی
بہ بازاغ تو زاغاں را چہ قدرت ۔ ترا زیبد خطاب ماطغائی

چہ عبدالقادریؒ امر قادری ۔۔۔ بہ ملک حدیث فرما نروائی
توانی کرد زہ قوس قضا را ۔۔۔ ولیکن دلبرا اہل رضائی
اغثنی احضروا یا غوث اللہ ۔۔۔ بحق خالق ارض و سمائی
اغثنی مے کنم حاضر بیائی ۔۔۔ عجب چابک پری رُو دلربائی
مریداں را مرادے مے براری ۔۔۔ بہ طالب ہر مطالب مے نمائی
مریدم لا یسویدم وزّہ دارم ۔۔۔ خُوردم سازی بہ نظر کیمیائی
مریدی لا تخف بر دل نوشتم ۔۔۔ نے ترسم ز شیطان و دغائی
مریدی ہم وطب را یاد دارم ۔۔۔ یقیں دانم کہ تو اہلِ وفائی
گدایاں را دہی شاہی بیکدم ۔۔۔ کہ تو اوجِ سعادت را ہمائی
گدایانِ تو شاہانِ جہانند ۔۔۔ سزد مارا بدرگاہت گدائی
خوشا نازیکہ پائے نازنیں را ۔۔۔ نہادہ بر سرِ ہر اولیائی
عجب نبود کہ روزے نازنینا ۔۔۔ خرامان بر سرِ ما ہم بیائی
خوشا اے بلبلِ بستانِ باھُوؒ ۔۔۔ کہ مدحِ شاہِ جیلانی سرائی

عجب خوش قسمتی نورِ محمدؒ
کہ دامنگیر محبوبِ خدائی!

حضرت پیر محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کا ایک اور قصیدہ باذا اشھب ہے۔ جو عوام میں تو اتنا مشہور نہیں ہے لیکن خواص میں اس قصیدے کا بڑا چرچا ہے۔ اور بہت مؤثر اور مقبول ہے۔ اس کے پڑھنے سے بے شمار فوائد ظاہری اور باطنی حاصل ہوتے ہیں۔ ہم اس کو ذیل

میں مع ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اسے بھی ضرور بطور ورد ایک دفعہ روزانہ پڑھنا چاہیئے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مَا فِي الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبُ
اِلَّا وَلِي فِيهِ الْأَلَذُّ الْأَطْيَبُ

ترجمہ: وادیٔ عشق میں کوئی ایسی میٹھی نہر نہیں ہے جس میں میرے لئے سب سے زیادہ لذیذ اور شیریں حصّہ نہ ہو۔

اَوْ فِي الْوِصَالِ مَكَانَةٌ مَخْصُوصَةٌ
اِلَّا وَمَنْزِلَتِي أَعَزُّ وَأَقْرَبُ

اور نہ مقام وصل میں کوئی ایسا خاص مکان ہے۔ جس میں میری جگہ سب سے زیادہ معزز اور مقرب نہ ہو۔

وَهَبَتْ لِيَ الْأَيَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِهَا
فَحَلَتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

مجھے زمانے نے اپنی صفائی رونق کا موقع بخش دیا ہے جس سے اُس کے چشمے شیریں ہو گئے اور اس کا مشرب نہایت عمدہ بن گیا۔

وَغَدَوْتُ مَخْطُوبًا لِكُلِّ كَرِيمَةٍ
لَا يَهْتَدِي فِيهَا اللَّبِيبُ فَيَخْطُبُ

اور ہر پاک باز، با مروت دلہن نے مجھے پیغام نکاح دیا جس طرف بڑے بڑے دانشمندوں کو کبھی دعوتِ پیغام نہیں مل سکا۔

اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا یَخَافُ جَلِیْسُھُمْ
رَیْبَ الزَّمَانِ وَلَا یَرٰی مَا یَرْھَبُ

میں اِن لوگوں میں سے ہوں کہ جن کے ہمنشینوں کو کوئی خوف نہیں ہے۔ نہ انقلاب زمانہ کا اور نہ خطرناک واقعات پیش آنے کا۔

قَوْمٌ لَھُمْ فِیْ کُلِّ مَجْدٍ رُتْبَۃٌ
عُلْوِیَّۃٌ وَّبِکُلِّ جَیْشٍ مَرْکَبُ

میری ہمنشین وہ قوم ہے کہ جسے ہر نوع بزرگی میں بڑا بلند مرتبہ حاصل ہے۔ اور ہر فوج میں اس کے لئے سواری تیار ہے۔

اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلَاُ دَوْحَھَا
طَرَبًا وَّفِی الْعُلْیَاءِ بَازٌ اَشْھَبُ

میں خوشی اور فرحت کا ایسا بلبل ہزار داستان ہوں کہ تمام باطنی باغ میرے خوشی کے گیتوں سے گونج رہے ہیں۔ اور عالم بالا میں تمام طائران عالم قدس کے درمیان مثل باز اشہب یعنی سفید باز کی مانند غالب اور بلند پرواز ہوں۔

اَضْحَتْ جُیُوْشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِیْئَتِیْ
طَوْعًا وَّمَھْمَا رُمْتُہٗ لَا یَعْزُبُ

محبت کے تمام لشکر میرے ارادے اور مشیت کے ماتحت کر دیئے گئے ہیں۔ جہاں کہیں میں انہیں ڈالوں۔ ٹل نہیں سکتے۔

مَا زِلْتُ اَرْتَعُ فِیْ مَیَادِیْنِ الرِّضَا
حَتّٰی وُهِبْتُ مَکَانَةً لَا تُوْهَبُ

میں ہمیشہ تسلیم و رضا کے میدانوں میں چکر لگا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے وہ مکان عطا کیا گیا جو کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَّلَا اُمْنِیَةً
اَرْجُوْ وَلَا مَوْعُوْدَةً اَتَرَقَّبُ

اَضْحَی الزَّمَانُ کَحُلَّةٍ مَرْقُوْمَةٍ
تَزْهُوْ وَنَحْنُ لَهٗ طِرَازُ الْمُذْهَبُ

زمانے کی مثال ایک خلعت اور لباس مرقّع کی طرح ہے۔ اور ہم گویا اُس کے طلائی نقش و نگار ہیں۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ہم سے پہلے جملہ اولیاء اللہ کے آفتاب ڈوب گئے ہیں۔ لیکن ہماری ولایت کا آفتاب ابدالآباد تک نصف النہار حبندی پر قیامت تک تاباں اور درخشاں رہے گا ❖

(اکتوبر ۱۹۵۷ء)

فقیر نور محمد قادری سروری کی نادر

اور

معرکتہ الآرا تصانیف

آج کل کے الحاد زدہ ماؤف قلوب اور مسموم دماغوں کے لئے تریاق اکبر اور اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں۔ بے شمار غافل و خوابیدہ قلوب انکے مطالعہ سے بیدار ہو گئے ہیں۔ اور بکثرت گم گشتگاں بادیۂ ضلالت ان کی روشنی میں راہ راست پر آ کر صراط مستقیم پر گامزن ہو کر شاہراہ شریعت و طریقت کے راہوار اور شہسوار بن گئے ہیں۔ ان کتابوں کے اندر مصنّف نے عقلی اور نقلی دلائل کے علاوہ اپنی ذاتی تجربات اور عینی مشاہدات کی بنا پر اللہ تعالٰے کے معرفت، قرب، مشاہدہ اور وصال اور تمام غیبی لطیف مخلوقات یعنی جن ملائکہ اور ارواح کے حاضرات اور تسخیرات کے آسان اور آزمودہ طور طریقے بیان کئے ہیں۔ اس بات میں ذرہ برابر مبالغہ نہیں ہے۔ کہ یہ کتابیں علم فقر اور تصوّف میں اس زمانے کی بے مثل بے نظیر اور بہترین کتابیں ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ سعادت مند اصحاب جنہیں ان کتابوں کا مطالعہ نصیب ہوگا۔ کتابیں دیکھنے سے تعلق

رکھتی ہیں شنیدہ کے بود مانند دیدہ کتابیں حسب ذیل ہیں :-

(۱)

کتاب عرفان اُردو حصہ اوّل تین سو صفحات پر مشتمل دیدہ زیب کتاب ہے قیمت پانچ روپے .... ۵ روپے

(۲)

کتاب عرفان اُردو حصہ دوم تین سو صفحات پر مشتمل دیدہ زیب کتاب ہے قیمت پانچ روپے ..... ۵ روپے

(۳)

کتاب حق نما اُردو حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہُو صاحب رحمۃ کی جامع کتاب نور الہدیٰ کلاں کا باشرح اردو ترجمہ ہے قیمت ۴ روپے

(۴)

کتاب مخزن الاسرار و سلطان الاوراد، سلطان الفقراء کے حالات اور نہایت مجرب و مفید اوراد کی کتاب ہے قیمت پانچ روپے ۵ روپے

(۵)

انوار سلطانی۔ حضرت سلطان باہُو صاحب کے پنجابی ابیات کی عمدہ اُردو شرح ہے قیمت دو روپے ۲ روپے

(۶)

کتاب اسرار سلطانی۔ حضرت سلطان باہُو صاحب کے ابیات اور آپکے بہشتی اور بے نظیر مدحیہ مناجات پر مشتمل ہے۔ قیمت ۸/

مطبوعہ پاکستان ٹائمز پریس لاہور